مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجان گر تو آئی بتن

تذکرہ

246

شیخ المشائخ، عارفِ ربانی، جامع شریعت و طریقت مشتاق الی لقاء الباری، ابوالمعارف حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہ قادری شطاری المعروف بہ حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ قصوری ثم لاہوری مُرشد گرامی حضرت سیّد عبداللہ المعروف بہ حضرت سیّد بُلھے شاہ قصوری ؒ۔

مزارِ اقدس شاہراہ فاطمہ جناح (کوئینز روڈ) لاہور۔

—: (تالیف) :—

میاں اخلاق احمد ایم۔اے

—: ناشر :—

میاں اخلاق احمد ایم۔اے ۳۳۳ شاہ باغ۔ لاہور۔
(پاکستان)

مرا زندہ پندار چوں خویشتن
من آیم بجان گر تو آئی بتن

تذکرہ

246

شیخ المشائخ، عارفِ ربانی، جامع شریعت و طریقت مشتاق الی لقاء الباری، ابوالمعارف حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہ قادری شطاری المعروف بہ حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ قصوری ثم لاہوری مُرشد گرامی حضرت سیّد عبداللہ المعروف بہ حضرت سیّد بُلھے شاہ قصوریؒ۔

مزارِ اقدس شاہراہ فاطمہ جناح (کوئینز روڈ) لاہور۔

—:(تالیف):—

میاں اخلاق احمد ایم۔اے

—:ناشر:—

میاں اخلاق احمد ایم۔اے ۳۳۳ شاد باغ۔ لاہور۔
(پاکستان)

Marfat.com

۲۹۷۶۹۱۲
۱۹۷۴
25157

جملہ حقوق محفوظ

25157

نام تالیف — تذکرہ حضرت شاہ عنایت قادری شطاریؒ
مؤلف — میاں اخلاق احمد ایم۔اے (پنجاب) لاہور۔
ناشر — میاں اخلاق احمد ایم۔ اے
۳۳۔۳۔ شاد باغ ۔ لاہور۔
طبع — بار اوّل
سال طباعت — ۱۹۶۴ء
کتابت — عبدالمجید جنجوعہ راجپوت وزیر آبادی،
تعداد صفحات — ۱۲۰
تعداد اشاعت — پانچ سو (۵۰۰)
مطبوعہ — افضل شریف پرنٹرز لاہور۔
زیر اہتمام — میاں احمد بدر اخلاق صاحب
بی ایس سی،

مندرجات

...رہ حضرت حافظ محمد عنایت اللہ المعروف بہ شاہ عنایت قادریؒ

تعارف از جناب سیف ذوالقرنین صاحب — صفحہ

حرفِ اوّل از مؤلف

...اول — قصور — ۱۶

۱ قصور تاریخ کے آئینے میں

۲ قصور کا محلِ وقوع

۳ قصور علم و عرفان کی بستی

...ب دوئم — حضرت حافظ محمد عنایت اللہ المعروف بہ شاہ عنایت قادریؒ کے ابتدائی حالات — ۲۰

۱ زمانہ

۲ آپؒ کا حسب و نسب

۳ والدین، ولادت، وطن اور اسم و القاب

۴ آپؒ کی تعلیم و تربیت

۵ قصور میں آپؒ کی اقامت اور سلسلہ درس و تدریس

۶ آپؒ کی حاکم قصور سے نزاع

۷ آپ کی لاہور میں آمد

...ب سوئم — حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی علمی، دینی اور ادبی خدمات — ۲۵

۱ تعلیمات

۲ تصانیف

۳ آپ کی چند کتابوں کا تعارف

Marfat.com

باب چہارم حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے بعض مشائخ اور سلسلۂ طریقت

۱ حضرت شاہ عبداللہ شطاریؒ

۲ سلسلہ شطاریہ کی وجہ تسمیہ

۳ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ

۴ حضرت شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتیؒ

۵ حضرت شاہ عنایتؒ قادری کے پیر و مرشد اور سلسلۂ طریقت

۶ آپؒ کا شجرہ طریقت سلسلہ شطاریہ میں

۷ آپؒ کا شجرۂ طریقت سلسلہ قادریہ میں

۸ مورخین اور تذکرہ نگاروں کا اشتباہ اور غیر محقق بیان

۹ آپ کا شجرۂ طریقت سلسلہ سہروردیہ میں

۱۰ آپ کا شجرۂ طریقت سلسلہ چشتیہ میں

۱۱ خاندان عشقیہ (شطاریہ) کے سلوک کے بارے

باب پنجم حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے اخلاق و عادات اور کشف و کرامات ۴

۱ آپؒ کے اخلاق و عادات

۲ آپؒ کے خوارق و کرامات

۳ آپؒ کے تبرکات

باب ششم وصال اور مزار اقدس ۴۷

۱ وفات ۳ کتبہ مزار مبارک

۲ مزار مبارک ۴ عرس مبارک

باب ہفتم حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی اولاد امجاد، درگاہ عالیہ کی تولیت اور خلفاء ۷۵

۱ اولاد امجاد اور تولیت۔

Marfat.com

صفحہ

۲ آپ کے متعلق عمر
۳ حضرت بلھے شاہ کے ابتدائی حالات
۴ شجرہ نسب
۵ آپ کی جائے پیدائش اور تاریخ ولادت
۶ حضرت بلھے شاہ قصوری یا اوچی؟
۷ آپ کی تعلیم و تربیت
۸ مرشد کی تلاش
۹ رشتہ داروں کا طعنہ دینا
باب ہشتم حضرت بلھے شاہ کی شاعری ۸۷
۱ شاعری
۲ نمونہ کلام
۳ مجموعہ کلام
باب نہم حضرت بلھے شاہ کا وصال اور مزار مبارک ۹۵
۱ تاریخ وفات
۲ مزار مبارک
۳ مناقب و فضائل
باب دہم حضرت بلھے شاہ کا شجرہ طریقت
۱ سلسلہ شطاریہ ۲ سلسلہ قادریہ ۱۰۰
تتمہ (۱) ا۔حوالہ جات ۲۔ توضیحات ۳۔ احوال بعض رجال و اماکن مذکور درتذکرہ ۱۰۴
۲ کتابیات ۱۱۷
۳ مؤلف کی دیگر تالیفات اور آراء ۱۲۰

246

نذرانۂ عقیدت

میں اس عقیدت کی بنا پر جو میرے دل میں ہر وقت موجزن ہے اور اس فیضان کی بدولت جس سے میں مستفید و مستفیض ہو رہا ہوں۔ اپنی اسی ناچیز تالیف کو حضرت شیخ المشائخ، عارفِ ربّانی قطبِ ولایت، جامع شریعت و طریقت، الفاضل، المحشی، المحقق، الفقہی، المشاقِ الی لقاءِ الباری ابو المعارف حافظ محمد عنایت اللہ قادری شطاری المعروف بہ شاہ عنایت قصوری ثم لاہوری کے نامِ نامی اسمِ گرامی پر معنون کرتا ہوں ؏ اہلِ وفا کی نذرِ مختصر قبول ہو

خاکِ راہ دردمنداں:
اخلاق احمد
(کاچھو)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شاہ عنایت قادریؒ

حضرت شاہ عنایتؒ آں فروغ وچشم دین
چشمہ و لطف و عنایت ہائے رب العلمین

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

تعارف

جناب سیف ذوالقرنین صاحب

اسلامی ثقافت کے ارتقاء میں تصوف کا ایک اہم مقام ہے جس کے بارے میں اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور آئندہ بھی یہ سلسلہ بدستور جاری رہے گا۔ برصغیر پاک و ہند کے بعض حصوں میں مسلمانوں کا داخلہ خلافتِ راشدہ کے دور میں ہی شروع ہو چکا تھا لیکن اسلامی فتوحات کا دور محمد بن قاسم کے سندھ پر حملہ سے ہوا، محمد بن قاسم کے تین سو سال بعد محمود غزنوی نے اس کام کو اور آگے بڑھایا۔ فتوحاتِ ہند کے ساتھ ساتھ صوفیائے کرام کی آمد کا بھی آغاز ہوا اور برصغیر پاک و ہند میں دینِ اسلام کی شمع روشن ہونے لگی، صوفیائے کرام نے اسلام کی تبلیغ و ترویج میں وہ عظیم اور بھرپور کردار ادا کیا جس سے لوگ متاثر ہو کر اسلام کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہوتے چلے گئے، ان اکابرین کی سعی و کوشش سے اسلام کی اشاعت عام ہوئی کئی اسلامی شہر آباد ہوئے کئی اسلامی مراکز قائم ہوگئے اور دینِ اسلام نے ترقی پائی۔

اس سلسلے میں جن اولیاء عظام نے جو خدمات انجام دیں وہ ہماری مذہبی اور ثقافتی تاریخ کا روشن باب بنی۔ یہ سعادت شمالی اور وسطی ہندوستان میں حضرت سید اسماعیل بخاریؒ، حضرت علی ہجویریؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ، حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ، حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانیؒ، حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء اور دیگر لاتعداد اور صوفیائے کرام کو بھی حاصل ہوئی جنہوں نے ہندوستان کے مختلف علاقوں میں قیام کیا اور خدمتِ دین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کیں۔ علمِ دین کی بھرپور اشاعت کی، ان صالحین اور متقین کی مقدس جماعت میں حضرت شاہ عنایت قادریؒ قصوری ثم لاہوری بھی اہم مقام رکھتے ہیں۔ آپ سلسلہ قادریہ شطاریہ سے منسلک تھے اور شمالی ہند (پنجاب) میں اس سلسلہ کو فروغ دیا۔

آپ جید عالم، فقیہی اور عارفِ کامل تھے۔ ریاضت، مجاہدہ، زہد و تقویٰ میں بلند مقام تھا، آپ کی زندگی پر ایک نظر ڈالنے سے جو بات نمایاں نظر آتی ہے وہ تقلید و اتباعِ سنتِ نبویؐ ہے۔ آپ کی زندگی کا واحد نصب العین دینِ اسلام کی خدمت اور سلسلۂ قادریہ شطاریہ کی تبلیغ و اشاعت تھا۔ آپ

نے اپنے دور میں جو رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا اس سے ہزاروں فرزندان اسلام اور بندگان خدا نے اپنے دلوں کو شمع نور ایمان سے روشن کیا۔ آپ کی زندگی کا کوئی لمحہ تعلیم و تلقین، درس و تدریس اور ذکر الٰہی سے خالی نہ ہوتا تھا۔ آپ کی بارگاہ سے عوام و خواص سب نے بلا امتیاز فیض پایا۔ آپ کے سلسلہ درس و تدریس اور عقیدت مندوں کی بڑھتی ہوئی تعداد نے حسین خان خویشگی کو فکر مند کر دیا اور اسکا یہ فکر علاقہ قصور سے آپ کے خروج کا باعث ہوا آپ لاہور تشریف لے آئے اور لاہور میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

صوفیاء کے حالات میں بعض قاری کشف و کرامات کو خصوصیات سے تلاش کرتے ہیں لیکن غور کیا جائے تو یہ کشف و کرامات ان کا منتہائے کمال نہیں ہو سکتیں، ان کا مقصد تو دنیا میں سچائی پھیلانا اور خود کو کتاب اور سنت نبوی کو اپنا کر انسانیت کا اعلیٰ نمونہ بنا کر پیش کرنا ہے تاکہ لوگ ہدایت پا سکیں۔ لہٰذا اولیاء کرام کو خراج عقیدت اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے کہ ان کی زندگیوں کے صحیح خدوخال اور ان کی تعلیمات کو دنیا کے سامنے لایا جائے اور یہ بتایا جائے کہ ان کا زندگی کے بارے میں کیا نظریہ تھا اور انکی خدمات کیا تھیں جو ان کی یادگار ہیں۔

میاں اخلاق احمد صاحب نے حضرت شاہ عنایت قادریؒ کا تذکرہ لکھتے وقت ان ہی باتوں کو مدِ نظر رکھا ہے جو لوگ کشف و کرامات کے متلاشی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں مایوسی ہو۔ خلاف اس کے جن لوگوں کا مطمح نظر اولیاء کرام کی زندگیوں کو سمجھنا ہے وہ یقیناً میاں صاحب کی پیش کش سے مستفید ہوں گے، آپ نے حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے بدامنی کے دور کی صحیح تاریخی تصویر پیش کی ہے جس میں رہ کر انہوں نے اپنی پاکیزہ زندگی گذاری اور اشاعت دینِ اسلام میں کوشاں رہے، ظلم و ستم کے شکار اور دھتکارے ہوئے انسانوں کو محبت بھرے انداز میں سینے سے لگایا، زمانے کے ستائے ہوئے دکھیا انسانوں کو جب اس شمع فیروزاں کا پتہ چلتا تو وہ دواں دواں انفرادی اور جماعتی صورت میں دنیا کے ظلمت کدہ میں اپنے لئے سکون کی کرن حاصل کرنے کی خاطر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اس دور کا سیاسی پس منظر، معاشی اور معاشرتی حالات کا ایک خاکہ بھی پیش کیا ہے اور ان گوشوں کو اجاگر کیا جو آپ کے سیاسی ابتری کے زمانے میں شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے طریقت کے تقاضوں سے کس طرح نبرد آزما ہوئے، دین کی کیا خدمات انجام دیں اور سلوک کے راستوں کو کیسے طے کیا؟ اس بارے میاں صاحب نے لوگوں کے غلط

Marfat.com

بیانات اور غلط روایات پر سیر حاصل تبصرہ بھی کیا ہے۔

اس کتاب کی ترتیب میں قصور کی وجہ تسمیہ اور مختلف تاریخی ادوار اور اس کی حیثیت کے بیان سے کی ہے۔ بکھرے ہوئے بیانات کو نہایت ہی احسن طریقہ سے یکجا کئے ہیں جہاں تک حضرت شاہ عن[illegible] قادریؒ کے بچپن اور تعلیمی حالات کا تعلق ہے اس سلسلہ کی ترتیب میں میاں صاحب نے مفید ذریعہ[illegible] سے استفادہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود ایک جید عالم کا تعلیمی پہلو پھر بھی تشنۂ تکمیل رہ گیا ہے میں کسی حد تک میاں صاحب کی مجبوری ہے کہ اس پہلو پر کتابوں میں بہت کم حالات ملتے ہیں اب تک کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا جو آپ کے اس پہلو کو اجاگر کرے بلکہ اس سلسلہ میں روایات کہیں [illegible] ہیں جو حقیقتِ حال سے کہیں دور رہے جا سکتی ہیں جن کو میاں صاحب نے اہمیت نہیں دی اور نظر انداز کر دیا[illegible]

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی زندگی، آپ کے زمانہ کے حالات و واقعات، اس سے قبل کسی مستند[illegible] میں موجود نہ تھے۔ کبھی کبھی اخبارات اور رسائل میں پڑھنے میں آتے تھے مگر میاں صاحب نے ان حالات[illegible] واقعات کو اس تواتر اور تسلسل کے ساتھ معہ حوالہ جات اور حاشیہ کے یک جا کیا ہے کہ یہ کتاب ا[illegible] اپنا "قلمی جوہر" بن گیا جو ایک فرد کی کامیاب اور قابل تحسین کوشش ہے۔

ہماری دعا ہے کہ میاں صاحب کو اللہ تعالےٰ طویل عمر، کثیر وسائل اور جواں ہمت عطا فرمائے تا[illegible] بزرگانِ دین کی اشاعتی و تبلیغی خدمات کا تذکرہ تا زیست کرتے رہیں اور ان کا یہ مشن کامیابی اور کامرا[illegible] سے ہمکنار ہو۔ آمین!

وما توفیقی الا باللہ

احقر العباد

سیف ذوالقرنین

یکم اکتوبر ۱۹۸۴ء

۳۲۵ شاد باغ

لاہور۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

حرفِ اوّل

ہماری ملّی تاریخ جن درخشندہ ستاروں سے عبارت ہے۔ ان میں حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہ قادری شطاری المعروف بہ شاہ عنایت قادریؒ بھی ممتاز مقام رکھتے ہیں جن کی ذات روشنی کا مینارۂ نور تھی۔ ایک ایسی ذات کہ عقیدت مند اب بھی اکتساب نور کر رہے ہیں۔ آپ سلسلہ قادریہ شطاریہ سے منسلک تھے اور اس سلسلہ کا رنگ آپ پر شدّت سے غالب تھا۔

سرزمین پاک و ہند میں سلسلہ شطاریہ کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ اس سلسلہ کے رُوحِ رواں حضرت شیخ عبداللہ شطاریؒ (م ۸۹۰ھ / ۱۴۸۵ء) تھے جو اپنے مرشد حضرت شیخ محمد عارف طیفوریؒ کے ایماء پر ایران سے ہندوستان تشریف لائے۔ کچھ زمانہ جون پور میں گزارا پھر آپ مالوہ چلے گئے جہاں آپ کے سلسلے نے بڑا فروغ حاصل کیا اور کفر و الحاد کی یہ سرزمین بڑی سرعت کے ساتھ آفتاب اسلام سے روشن ہوئی۔ ہزاروں فرزندانِ توحید اور بندگانِ خدا کے دلوں میں شمعِ ایمان روشن کی اور اپنے اپنے مخصوص انداز میں اسلام کی خدمات انجام دیں۔

اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی سلطان العارفین حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ ہیں جن کی ذاتِ بابرکات کی کرامات سے کفرستانِ ہند میں نورِ اسلام کے ایسے سوتے پھوٹے جس سے یہاں کی سرزمین سیراب ہوئی اور ہر صاحب علم و فہم نے اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اکتساب کیا اور سلسلہ شطاریہ کی بھرپور اشاعت ہوئی۔

بابر بادشاہ، ہمایوں بادشاہ اور اکبر بادشاہ آپ کے بہت عقیدت مند تھے۔ جہانگیر بادشاہ بھی آپ کا بہت احترام کرتا تھا اور ہمیشہ آپ کا ذکر ادب سے کرتا تھا۔ سرزمین پاک و ہند کے ہر حصہ میں آپ کے خلفاء و مریدین پھیلے ہوئے تھے۔ جو خاص کر آگرہ، دہلی، برہان پور،

Marfat.com

بڑودہ، احمد آباد، سنبھل، اجمیر شریف، سرہند، کالپی، بیجاپور، اجین، سارن پور، بہار) میں دین اسلام کی شمع فروزاں کئے ہوئے تھے اگرچہ بزرگان دین اور اولیائے کرام نے اسلام کی بے بہا خدمات انجام دیں اور پاک وہند میں اسلام کی جڑیں مضبوط کرنے میں بھرپور حصہ لیا اور اپنے روحانی کمالات اور فیوض سے اطراف کو منور کیا تاہم دین کی شمع فروزاں رکھنے کے لئے مزید محنت واستقلال کی ضرورت تھی، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حضرت شیخ وجیہ الدین گجراتی علوی (م ۹۹۸ھ/۱۵۸۹ء) جو آپ کے اجل خلفاء تھے، تبلیغ دین کے ساتھ تعلیم دین کا اپنے "مدرسہ قمری" میں اہتمام کیا اور اپنے بے نظیر استقلال سے دونوں کاموں کو جاری رکھا اور اسلامی تہذیب وتمدن کی جڑیں مضبوط کیں۔

حضرت وجیہ الدین گجراتی علویؒ اپنے زمانہ کے بڑے عابد و متقی اور پابند شریعت بزرگ تھے۔ ہمیشہ دینی علوم کے درس وتدریس میں مشغول رہتے تھے۔ تمام عقلی اور نقلی علوم پر قدرت وعبور حاصل تھا۔ کثیر التصانیف عالم تھے۔ مختلف کتابوں کے بکثرت شروح وحواشی لکھے جو سند کا درجہ رکھتے ہیں۔

آپ کے خلیفہ حضرت سید ابوتراب المعروف بہ شاہ گدا قادری شطاریؒ کی وجہ سے شمالی پنجاب (لاہور) میں اس مسلک کی ترویج واشاعت ہوئی۔ آپ نصیر الدین ہمایوں کے عہد حکومت میں شیراز سے لاہور تشریف لائے۔ آخری عمر میں حضرت سلطان المشائخین وجیہ الدین گجراتی علویؒ کے مشرف ہوئے اور خلافت ولایت حاصل کی پھر مرشد کی وفات کے بعد لاہور تشریف لائے۔ شمالی پنجاب (لاہور) میں اس سلسلہ کو فروغ دیا۔ اُن کے خلفاء نے بھرپور اشاعت کی کثیر علماء اور عوام الناس حاضر خدمت ہو کر فیضیاب ہوئے۔

ملا عبدالقادر بدایونیؒ بیان کرتے ہیں کہ شاہ ابوتراب جو اکابر سادات شیراز تھے اور سب سلاطین گجرات ان سے رجوع کرتے تھے۔ اکبر کی ملازمت میں حاضر ہوئے۔ اکبر نے شاہ ابوترابؒ کو میرٹھ کے قریب سے امیر حاج بنا کر حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ روانہ کیا۔ آپ کی نسبت سلسلہ شطاریہ وقادریہ میں حضرت شیخ وجیہ الدین گجراتی علویؒ سے تھی۔

حضرت شیخ وجیہ الدین گجراتی علویؒ کی پناہ میں جو ہستی تھی آئی وہ آسمان لازوال پر عظمت و شہرت کا ستارہ بن کر چمکی۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ بھی چمنستان شطاریہ کے گوشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ عابد و عارف اور معقول و منقول کے بحر ذخار تھے۔ آپ کی زندگی کا کوئی

محو تعلیم و تلقین، درس و تدریس اور ذکرِ الٰہی سے خالی نہ تھا آپ کی صحبت علم و عرفان اور عشق و محبت کا نمونہ تھی آپ کثیر التصانیف عالم ہونے کے باوجود ایک عظیم صوفی بھی تھے۔ آپ نے علم و معرفت کے جو موتی بکھیرے تھے وہ راہِ طریقت میں زادِ راہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ نے شمالی پنجاب (لاہور) میں سلسلۂ شطاریہ کو فروغ دیا۔

سلسلۂ سہروردیہ اور چشتیہ میں حضرت ابوالنصر عرف سید الیاس رحؒ کے مرید اور خلیفہ تھے اور سلسلۂ قادریہ میں حضرت برہان الدین راز الٰہیؒ (برہان پوری) جو حضرت شیخ عیسیٰ سندھی رحؒ مسیح الاولیاء کے خلیفہ تھے۔ کی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔

کتاب ہٰذا آپ کی مختصر سوانح حیات ہے، یہ کتاب ایک ایسے عالم اور صوفی کے حالات پر لکھی گئی ہے۔ جنہوں نے ہماری سیاسی، مذہبی اور معاشرتی تاریخ میں اپنی سیرت و کردار کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں اور جنہوں نے اپنی زندگی کا وہ پائیدار نقش لوگوں کے دلوں پر چھوڑا جو ہمیشہ قائم و دائم رہے گا۔ اگرچہ وہ اِس وقت عالمِ وجود میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کا نیک نام اور برگزیدہ کام، اعلیٰ صفات اور مفید تعلیمات کا اثر ہمیشہ زندہ اور موجود رہے گا۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ شمالی پنجاب خاص کر لاہور اور قصور میں تبلیغ اسلام اور تعمیر ملت کے اہم فریضہ کو بدامنی کے دور میں جسے ہر طرف سے سکھوں کے طوفانی عناصر نے گھیر رکھا تھا، بخوبی انجام دیا جس کی مثال کم نظر آتی ہے۔

"غایۃ الحواشی" جو شرح وقایہ پر آپ کا عربی غیر مطبوعہ حاشیہ موجود ہے جس میں آپ نے فقہی مسائل کی توضیح و تدقیق کی ہے، آپ کی علمیت و تصنیفات کی ایک روشن دلیل ہے۔ راقم کی اہلِ علم و ادب اور دانشوروں سے استدعا ہے کہ اس نایاب علمی کتاب کو زیورِ طباعت سے آراستہ کیا جائے تاکہ تشنگانِ علم و ادب اس بے بہا خزانہ سے استفادہ کر سکیں۔

معاصرانہ تذکروں اور کتب تاریخ میں آپ کا ذکر نہ ہونے کے باعث آپ کے بچپن اور آغازِ جوانی کے حالات بڑی حد تک پردۂ اخفا میں ہیں۔ اس بات کا بھی علم نہیں ہو سکا کہ آپ کس درسگاہ سے فارغ التحصیل ہوئے اور وہ مقام لاہور یا قصور کے کس حصہ میں واقع تھا۔ ابتدائے تعلیم سے انتہائے علم تک، عالم سے محقق تک اور تحقیق سے تصوف تک کے فاصلے کب اور کیسے طے کئے! دستیاب اصل مصادر اور ماخذ کی روشنی میں آپ کی صحیح شخصیت، کارنامے اور اہم عصر تاریخی

حالات، دینی اور علمی خدمات کا ایک تفصیلی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی آپ کے بعض مشائخ طریقت اور پیر و مرشد کا زمانہ ان کی تعلیمات، علمی و دینی خدمات جو ان کی زندگی کا اہم پہلو تھا، بیان کر کے وہ ماحول پیش کر دیا ہے جس پر آپ اور دوسرے عظیم الشان بزرگ جادہ طریقت پر گامزن ہوئے۔ حضرت شیخ عبداللہ عیاشیؒ مشائخ سلسلہ شطاریہ کی مجلس کو جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری بیان کرتے ہیں (کان مجلسہ روضۃ من ریاض الجنۃ) اور مسائل حکمت کی تحقیق پر کلام صوفیہ کو ترجیح دیتے تھے۔

مشائخ قادریہ و شطاریہ نے لامحدود اصلاحی و تبلیغی کام انجام دیئے۔ تبلیغ اسلام اور تہذیب معاشرہ کے باب میں اس سلسلہ کے اکابرین کی بڑی خدمات ہیں۔ ان بزرگوں کے حالات زندگی نہایت شرح و بسط کے ساتھ متقدمین کے تذکروں میں مل جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ کئی اور مفصل و مجمل تذکرہ لکھے گئے ہیں جو علمی تحقیق و تجسس سے مزین ہیں۔ البتہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت بلھے شاہؒ کا تذکرہ کم یاب ہے۔

اس تحریر میں ہر ممکن کوشش کی گئی ہے کہ حالات و واقعات بالکل درست درج کئے جائیں مبالغہ سے قطعاً اجتناب کیا گیا ہے۔ جہاں کہیں شک و شبہ پیدا ہوا ہے یا تو وہ واقعات چھوڑ دیئے ہیں یا پوری تحقیق کے بعد رقم کئے گئے ہیں۔ البتہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے ذکر میں جہاں کہیں کسی اور بزرگ یا کسی اہم ہستی کا نام آ گیا ہے، تتمہ میں اس کا ذکر نہایت اختصار کے ساتھ تحریر کر دیا ہے۔ اکثر مقامات پر ماخذ کے حوالے بھی درج کر دیئے گئے ہیں تاکہ مفصل مطالعہ کے لئے اصل کی طرف رجوع کیا جا سکے۔

میں آخر میں اپنے محب جناب حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری، محترمی جناب عالمگیر شجاع صاحب، جناب عالم حسین چیمہ صاحب ایم اے ایل ایل بی۔ جناب سیف ذوالقرنین صاحب۔ محترمہ درنجف صاحبہ کا شکر گزار ہوں کہ ان حضرات نے اس کتاب کی تدوین و تالیف میں میری مدد فرمائی، قیمتی مشوروں سے مجھے نوازا، بعض نادر نایاب کتب اور مواد فراہم کئے۔ ان کے علاوہ اپنے دوستوں اور بزرگوں کا خاص کر اولاد حضرت شاہ عنایت قادریؒ صدر و اراکین بزم تاجران ثمر و سبزیاں (لاہور) کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے اپنے مشوروں اور دعاؤں سے نوازا۔ جناب سیف ذوالقرنین صاحب میرے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس کتاب کے مسودہ پر نظر ثانی فرمائی۔

فائے انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین!

میاں عبدالمجید صاحب جنجوعہ (وزیرآبادی) کا میں بے حد ممنون ہوں جنکا تعاون اول تا آخر مجھے حاصل تحریر و ترتیب اور کتابت و طباعت کے جملہ مراحل میں نہایت محبت و خلوص سے میرا ساتھ دیا۔

ناظرین سے میری استدعا ہے کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی تو درگذر فرمائیں اور مجھے اپنی بیش قیمت توجہات اور زریں آراء سے محروم نہ رکھیں۔

آخر میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالےٰ میری اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور اسے فلاح دارین کا سبب بنائیں۔ آمین ثم آمین!

خاکِ راہ دردمندان

میاں اخلاق احمد عفی عنہ

(کاچھو)

۳۳۴ شاد باغ لاہور

یکم مارچ ۱۹۸۴ء

Marfat.com

باب اوّل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

علمِ حق غیر از شریعت ہیچ نیست
اہلِ سنّت جز محبّت ہیچ نیست

تذکرہ حضرت حافظ محمد عنایت اللہ المعروف بہ شاہ عنایت قادری قصور

① قصور تاریخ کے آئینہ میں

قصور کی قدیم تاریخ، روایات، قیاسات اور حکایات پر مبنی ہے۔ کوشش کے باوجود علمی اور یقینی طور پر یہ معلوم کرنا ناممکن ہے کہ اس نامور مقام کا پہلے پہل نام کب اور کیسے رکھا گیا اور اسکا بانی کون تھا لیکن تحقیقی کاوش سے جو مواد حاصل ہو سکا ہے وہ یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

کتب تواریخ میں مختلف روائتیں لکھی ہوئی پائی جاتی ہیں۔ صاحب خلاصۃ التواریخ بیان کرتا ہے کہ لوا اور کشو دو فرزندانِ دل مند مہاراجہ رام چندر اوتار کے تھے جب وہ دونوں پنجاب میں رونق افروز ہوئے تو لونے لو پور یعنی لاہور اور کشو نے کشور یعنی قصور آباد کیا۔ مولوی نور احمد چشتی بھی اسی قول کی تصدیق کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں۔ "رام چندر کے دو بیٹے تھے ایک "کشو" اور دوسرا لہو" تھے۔ لوہو نے شہر لاہور آباد کیا اور کشو نے کشور جو بالفعل قصور ہے اور وہ بعد میں راجہ رام چندر کے اجودھیا میں گدی نشین ہوا۔"

اس کے علاوہ برنی، صاحبِ تاریخ فیروز شاہی بیان کرتا ہے کہ غیاث الدین تغلق کے عہدِ حکومت (۱۳۲۰ تا ۱۳۲۴ء) میں ایک صاحب علم ملک سراج الدین قصوری درباری امراء میں سے تھا، قصور کا باشندہ تھا اور وہ اسی بستی کی نسبت سے قصوری معروف تھا۔

مشہور بزرگ شاعر امیر خسروؒ نے اپنی مثنوی قران السعدین ۶۸۸ھ/ ۱۲۸۹ء میں مغلوں کے حملے کا ذکر کرتے ہوئے شمالی ہند (پنجاب) کے دو معروف شہروں کا نام لاہور اور قصور درج کرتا ہے۔

از قدم شوم مغل آں بلاد   نام و نشانی ز عمارت نداد
از حد سامانہ تا لاہور   ہیچ عمارت نہ مگر در قصور

مذکورہ اشعار سے اس بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ ساتویں صدی ہجری کے آخر میں حضرت امیر خسروؒ کی زندگی میں قصور عمارات سے مزین تھا اور لوگ آباد تھے۔ آب و ہوا اچھی اور صحت بخش تھی۔ قصور اور اس کے گرد و نواح کی زمین زرخیز تھی اور شمالی کنارے دریائے بیاس بہتا تھا۔ جوں جوں زمانہ گذرتا گیا حالات بدلتے گئے۔ پرانی عمارات کے گر جانے کے بعد قصور کی تعمیر از سر نو عمل میں آئی اور بتدریج چند کوٹ پختہ تیار ہو گئے۔

ہر ایک سردار اور رئیس نے قصور کی آبادی کو بڑے شوق سے بڑھایا۔ علیحدہ علیحدہ بستی اپنے نام پر آباد کرائی اور چند پشت تک رونق بڑھتی گئی۔ یہ افغان قوم کے باشندے تھے اور قوم افاغنہ کی ایک شاخ خویشگی سے تعلق رکھتے تھے جو زمانہ قدیم سے قصور میں آباد چلی آ رہی تھی۔ اس قبیلے میں بھی ارباب علم و فضل اور امرا و روسا ہوئے۔ جن کے نام شہرت و عظمت کی وجہ سے تاریخ میں نمایاں و ممتاز نظر آتے۔ پھر سکھ گردی نے اس پر رونق شہر کو تباہ و برباد کیا اور جلا کر خاکستر کر دیا۔[۵]

مفتی خیر الدین مرحوم نے "عبرت نامہ" میں قصور کے حالات اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کتاب کا اصل متن ملاحظہ کریں :-

"آغاز معموری آں مورخان اہل اسلام از وقت سلطان محمود غزنوی می شندہ بودند (نوشتہ اند) چنانچہ لہور (لاہور) از سر نو ملک ایاز آباد کردہ و شہر قصور را افغانان علیشی زئی کہ مع بادشاہ موصوف دریں سرزمین رسیدہ قطعہ زمین را پسند یدہ آباد کردند و افغانان دولت زئی اول در موضع منا منفصل رکھاں والہ استقامت ورزیدہ من بعد آں قصور رفتہ آباد شدہ اندتا (عہد) نواب عبدالصمد خاں کہ حسین خاں خلف زئی ریاست قصور داشت خوب آباد بود چوں حسین خاں در جنگ نواب ممدوح از دست سید حسین علی خاں اعتقاد بضرب تیر کماں جاں بحق تسلیم نمود شہر قصور بسبب افتاد جریمانہ خراب گردید و من بعد آں سردار ہری سنگھ و گنڈا سنگھ و جھنڈا سنگھ پورش آوردہ تمام شہر مذکور غارت کردہ سوزانیدند۔"

گذشتہ صدی میں لاہور اور اس کے گرد و نواح کے حالات پر تین مشہور کتابیں لکھی گئی تھیں۔ تحقیقات چشتی از مولوی نور احمد چشتی جو ۱۸۶۷ء میں طبع ہوئی، تاریخ لاہور جو رائے بہادر کنہیا لال نے ۱۸۸۴ء میں شائع کی اور ہسٹری آف لاہور جو خان بہادر سید محمد لطیف نے انگریزی زبان میں لکھی یہ کتاب ۱۸۹۲ء میں چھپی مگر مولوی نور احمد چشتی کے معاصرین میں سے ایک بزرگ ہستی مفتی تاج دین

بن مفتی امام الدین بن قاضی نظام الدین بھی تھے[۶]۔ جنہوں نے ۱۸۶۷ء میں میجر جان کلارک ڈپٹی کمشنر کے لئے ضلع لاہور (قدیم لاہور) کے حالات قلم بند کئے۔ وہ قصور کے بارے لکھتے ہیں:۔

"قصور بھاری قصبہ اور پرانی بستی اور نامور مکان ہے چونکہ آبادی اس کی منتشر اور منحصر بچند کوٹ ہے اس لئے اہل طبائع نام اس کا قصور بہ جمع قصر بیان کرتے ہیں اور ہندو بیان کرتے ہیں کہ اصلی نام اس کا کشو ہے اور کشو اختصار کشور پور ہے علی نحو لاہور اختصار لو پور اور کہتے ہیں کہ کشو اور لو دونوں بیٹے رام چند کے تھے۔ جس زمانہ میں لو نے لو پور المعروف لاہور آباد کیا۔ اسی زمانہ میں کشو نے بعد المعروف کشور کی بنیاد رکھی۔ اگر یہ بات حقیقت میں درست سمجھی جائے تو پھر قصور اپنا قصور نہیں ہے۔ ۹۸۲ھ میں بابر بادشاہ نے یہ بستی کہ بہئیت ویرہ خام آباد تھی، پٹھانوں کو جو کہ ہمرکاب شاہ ممدوح ولایت مغربی سے آئے تھے بطور معافی مرحمت کی۔ انہوں نے بڑے شوق سے اس کی آبادی کو بڑھایا اور مکانات پختہ بنوا کر موضع کو صورت قصبہ بنایا"[۸]

(۲) قصور کا محل وقوع

بستی قصور دریائے بیاس کے شمالی کنارے پر واقع ہے اور فیروز پور روڈ پر لاہور سے ۳۴ میل دور جنوب مشرق میں آباد ہے[۹]۔ قصور زمانہ قدیم سے اہل علم کا مرکز رہا ہے جیساکہ بیان کیا جا چکا ہے کہ قصور کے افغان زیادہ تر خویشگی نسل سے ہیں، قصور میں جن کے موجود ہونے کا ثبوت ساتویں صدی ہجری تک ملتا ہے۔ ان کی اصل وادی ارغستان (پکہ توت) سے جو صوبہ کابل میں واقع ہے[۱۰]۔

(۳) قصور علم وعرفان کی بستی

قصور ایک تاریخی قصبہ ہے۔ زمانہ قدیم سے یہ بستی علم و عرفان کا مرکز رہی۔ صوفیائے کرام میں پیر[۱۱] و تو شوریانیؒ، حضرت شاہ کمال چشتی[۱۲]ؒ، حضرت حافظ محمد عنایت اللہ المعروف بہ شاہ عنایت قادریؒ، حضرت سید بلھے شاہؒ، علمائے کرام و ذیشان میں مولانا رحمت ونوزیؒ۔ اخوند سعیدؒ، خواجہ حافظ غلام مرتضیٰؒ، خواجہ محمد مقیم مجددیؒ، خواجہ عبدالخالقؒ، بایزید قصوریؒ (م ۱۰۹۰ھ)، مولوی محمد شریف نقشبندیؒ (م ۱۱۵۳ھ) اور شعرائے نامدار میں تسلیم والہداد خان قصوریؒ کے اسمائے گرامی علمی دنیا میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ دور آخر کے علماء و اکابرین میں مولوی غلام محی الدینؒ، (م ۱۲۷۰ھ) مولوی غلام علیؒ (م ۱۳۰۶ھ)، مولوی غلام دستگیرؒ (م ۱۳۱۵ھ) مولوی غلام اللہ

Marfat.com

(م ۱۳۴۱ھ)، مولوی غلام رسولؒ، مولوی محمد شفیع ڈاکٹر (م ۱۳۸۲ھ)، مولوی عبدالرسول ابن مولوی غلام محی الدینؒ علم و فضل کے درخشندہ ستارے گزرے ہیں جو مقبول ترین شخصیتوں کے مالک تھے۔ ان کے علاوہ کئی اور علماء و صلحاء کا ذکر آتا ہے جو قصور میں اقامت پذیر ہوئے۔ جن کے دم قدم سے بستی قصور نے مزید شہرت اور عظمت پائی۔

مذکورہ بیان سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ قصور ایک قدیم بستی ہے جس کو افغانوں نے آباد کیا۔ اور صوفیائے کرام، علمائے عظام اور شعرائے نامدار نے اپنا مسکن بنایا، خدمتِ دین کے لئے زندگیاں وقف کیں اور علمِ دین کی بھرپور اشاعت کی۔ ان بزرگانِ دین کی شیریں گفتار، ان کا زہد و تقویٰ، ان کی سیرت و کردار اور روحانی فیوض و برکات نے قبول اسلام کے سلسلے میں جادو اثر کام کیا۔ آج ان کے مراقد مرجع خلائق اور باعث رشد و ہدایت ہیں۔

ان صوفیائے کرام کے جماعت خانے ایسی روحانی تربیت گاہیں تھیں جہاں قلب و روح کی بیماریوں کا علاج کیا جاتا تھا، خدا ترسی، انسان دوستی اور فکرِ آخرت کی صفات پیدا کی جاتی تھیں۔ انہی بزرگانِ دین میں سے حضرت حافظ محمد عنایت اللہ المعروف بہ شاہ عنایت قادریؒ جو زیرِ تالیف کتاب کا موضوع ہے ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ آپ کی روحانی شخصیت و علمیت اور عظمت و احترام کا اندازہ صرف اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مخدوم پنجاب حضرت خواجہ حافظ غلام مرتضیٰؒ[13] قصوری کے دو نامور شاگرد اور پنجابی زبان کے غیر فانی شاعر سید وارث شاہ "پنجاب کا کیٹس" (KEATS)[14] اور عظیم روحانی پیشوا حضرت سید بلھے شاہؒ آپ کے عقیدت مند تھے۔ حضرت سید بلھے شاہؒ[15] علم ظاہری و باطنی سے متصف تھے، خرقہ خلافت سے سرفراز تھے۔ اور خلیفہ اعظم کے نام سے معروف زمانہ ہوئے مگر کسی سوانح نگار نے سید وارث شاہؒ کی آپ سے مریدی یا خلافت کے بارے کوئی دلیل ناطق پیش نہیں کی۔

باب ۲

حضرت حافظ محمد عنایت اللہ المعروف بہ شاہ عنایت قادریؒ

۱

ابتدائی حالات

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں لاہور علم و ادب کا مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ شریعت و طریقت کا بھی گہوارہ تھا۔ اس دور میں دنیائے تصوف کی عظیم المرتبت اور صاحب علم و بصیرت شخصیتوں کے علاوہ ہم کو ایک عظیم اور درخشاں ہستی بھی نظر آتی ہے جو جید عالم کے باوجود ایک عظیم صوفی بھی تھے۔ جن کے کارنامے تاریخ تصوف میں یادگار ہیں اور جن کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ ان کا نام نامی اسم گرامی حافظ محمد عنایت اللہ عرف حضرت شاہ عنایت قادریؒ ہے۔ آپ سلسلۂ قادریہ شطاریہ کی ایک اہم اور مقبول ترین شخصیت ہیں۔ آپ نے بوریہ نشینی کے باوجود عوام کی اصلاح کی، انکو دینی تعلیم کی طرف دعوت دی۔ اشاعت علم دین کے درس جاری کئے۔ اس درس گاہ سے بڑے بڑے فلسفی، علامہ، منطقی، فقیہہ، محدث، شاعر اور حریت نواز و حق گو اہل علم پیدا ہوئے جو فخر البلاد بنے اور علم و ہنر کی جو مشعلیں روشن کیں ان سے قوم کے بجھے ہوئے چراغ صدیوں تک روشنی حاصل کرتے رہے۔ درس قرآن و حدیث اور سلوک کی تعلیم آپ کی درس گاہ کا خاص حصہ تھا۔ آپ کی درسگاہ ایک روحانی تربیت گاہ تھی جس میں روح کے روگی داخل ہوتے اور تربیت کاملہ پاکر اپنے اپنے علاقوں کو واپس جاتے۔ زبوں حالی میں مردہ دلوں کو زندہ کرتے اور نور کردار سے منور کرتے۔ غرضیکہ آپ کی ذات گرامی ایک ادارۂ طریقت اور درس گاہ تصوف تھی۔ آپ کی صحبت عشق و سلوک، عقیدت و محبت، عبادت و ریاضت کی قیام گاہ تھی، عوام اور کثیر علماء نے آپ سے اکتساب فیض کیا۔

Marfat.com

① زمانہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کا زمانہ مغلیہ حکومت کے انحطاط اور زوال کا دور تھا، معاشرہ پر تباہی کے آثار بُری طرح نمودار ہو چکے تھے۔ مذہب کی روح اختتام پر تھی۔ پُر آشوب اور پُر فتن دور تھا، تاریخ و تحقیق کی روشنی میں بتلایا گیا ہے کہ اس دور میں سماجی و مذہبی حالت بدتر تھی، انسانوں میں کہتری و کمتری کا رواج بدستور قائم تھا، انسان، انسانوں کے بندے اور غلام بن کر رہ گئے تھے، خدا پرستی کی بجائے نفس پرستی اور توہم پرستی کی رسوم باقی تھیں۔ خلاف اس کے حکمران طرح طرح کی داخلی شورشوں اور خارجی خلفشار سے دوچار تھے، صوبائی ناظم، حکام مرکزی کمزوری اور بربادی سے فائدہ اٹھا کر خود مختار حاکم بنتے جا رہے تھے، سارے ہندوستان میں گویا پورے طور پر بدامنی اور طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی۔ سکھ سرزمین پنجاب میں زور پکڑ رہے تھے، عمّال پنجاب میں اتنے کمزور ہو گئے تھے کہ زمینداروں سے اپنے دیئے مالیہ وصول نہ کر سکتے تھے، لٹیروں نے غارت گری کا آغاز کر دیا کوئی قصبہ اور گاؤں ایسا نہ رہا جو لوٹ مار اور قتل و غارت سے بچا ہو۔ الغرض سکھ گردی نے پنجاب بالخصوص لاہور اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں میں وہ کھلبلی مچائی کہ مسلمانوں کی سماجی اور دینی زندگی پامال کر کے رکھ دی ناظمانِ لاہور بالخصوص نواب عبدالصمد خاں دلیر جنگ بہادرؒ اور آپ کے نامور فرزند نواب ذکریا خاںؒ خان بہادر نے اس سیلاب کو روکنے کی بہت کوشش کی۔ مگر سکھوں کا یہ طوفانِ بدتمیزی کسی طرح ختم نہ ہو سکا۔ اس پُر آشوب اور بدامنی کے زمانہ میں آپ کا درس قصور اور بعد ازاں لاہور میں بدستور جاری رہا۔ بے شمار لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور علم کی دولت سے فیض یاب ہوتے۔

حضرت حاجی محمد شریف قصوریؒ آپ کے ہم عصر تھے۔ اپنے وقت کے جیّد عالم تھے۔ نہایت متشرع اور نقشبندی سلسلہ سے منسلک تھے۔ اکثر مسائل شریعت و طریقت کے بارے حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے ساتھ مراسلت رہتی تھی مگر راقم اپنی بے مائیگی کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ یہ مواد اب تک دستیاب نہیں ہو سکا۔ البتہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) لاہور (جلد ۱۴/۲ ص ۳۰۵) کے مطالعہ سے علم ہوتا ہے کہ حاجی محمد شریف قصوریؒ نے مذکورہ زبوں حالی کے پیشِ نظر ایک عریضہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی خدمت میں ارسال کیا کہ ان حالات میں ہندوستان کو "دارالحرب" قرار دے سکتے ہیں یا نہیں، اس رقعہ کے جواب میں آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام

Marfat.com

رسالہ درمسئلہ حرب و دارالحرب بجواب مکتوب حاجی محمد شریف قصوری ہے۔ یہ رسالہ فارسی زبان میں قلمی مخطوطہ ہے۔

چونکہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ نے اورنگ زیب عالمگیر اور محمد شاہ بادشاہ کے مختلف اور متضاد ادوار اپنی آنکھوں سے دیکھے اور ان حالات وواقعات کو دیکھ کر آپ نے غلبہ ہنود کے باعث ہندوستان کو بالخصوص پنجاب کو دارالحرب قرار دیا، جو آپ کے عقائد اور قومی ایمان کی ایک روشن دلیل ہے۔

اس پُرآشوب زمانہ میں جب کہ اسلام ضعیف ہو رہا تھا۔ تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں صلحاء کی ایسی جماعتیں معرض وجود میں آئیں جنہوں نے جابر و ظالم حاکموں کے سامنے حق وصداقت کے نعرے بلند کئے۔ ان اکابرین میں حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی ذاتِ گرامی ایک روشنی کے مینار اور چراغ راہ کی طرح نظر آتی ہے جنہوں نے پنجاب میں اس پُرفتن دور میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ بہ احسن وجوہ انجام دیا۔

حضرت سید بلھے شاہؒ جو آپ کے ہم عصر تھے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز تھے جن کے تفصیلی حالات آگے پیش کئے جا رہے ہیں، کے زمانہ میں پنجاب میں ہر روز کی تباہیوں، بربادیوں، خون ریزیوں، سکھوں اور پٹھانوں کی جنگیں، احمد شاہ ابدالی اور نادر شاہ درانی کے حملے اور انسانیت کا جنازہ، ایسا حشر برپا تھا۔ کہ الامان! ان واقعات کو حضرت سید بلھے شاہؒ یوں بیان کرتے ہیں۔

در کھلا حشر عذاب دا   بُرا حال ہویا پنجاب دا

وِچ ہاویہ دوزخ ساڑیا   ساڈوں آ مل یار پیاریا

آپ اپنے وقت کی انقلابی اور سیاسی کوتاہیوں کو بھی عیاں کرتے ہیں۔ جیسے مغلوں نے مجبور ہو کر سکھوں کو جاگیریں دیں اور انہوں نے راج (حکومت) کیا۔

بھوریاں والے راجے کیتے   مغلاں زہر پیالے پیتے!

سب اشراف پھرن چپ چپتے (چپ کیتے)

② آپؒ کا حسب نسب

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے جانشینوں نے کتابچہ طریق الاصفیاء میں آپکا حسب نسب نامہ اس طرح درج کیا ہے۔ یہ کتابچہ مولوی

25157

Marfat.com

سراجدین قادری شطاری جو ساتویں پشت سے آپ کی اولاد سے ہیں نے مرتب کیا اور انجمن خادمانِ حضرت شاہ عنایت قادریؒ (بلدہ لاہور) نے شائع کیا۔ اس کتابچہ کا سنِ تالیف درج نہیں۔

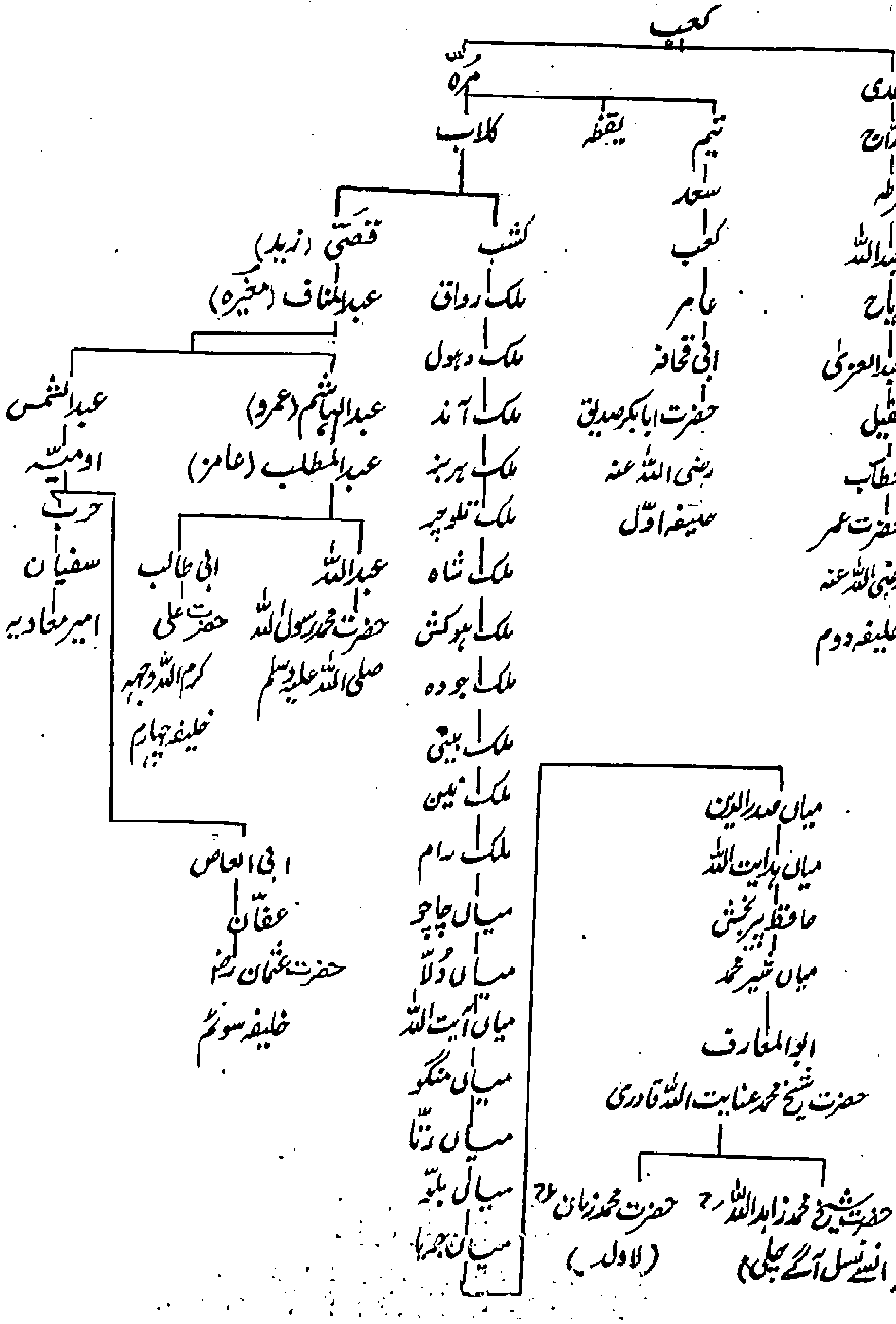

Marfat.com

بیان کردہ نسب نامہ میں آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی میاں شبیر محمد رح ہے مگر صوفی محمد اکبر ش منصف سلیم التواریخ اور مولانا محمد علم الدین سالک نے اپنے تحقیقی مقالہ میں حضرت شاہ عنایت قادری رح کے والد محترم کا نام پیر محمد نقل کیا ہے مولانا موصوف کا یہ مقالہ نقوش لاہور نمبر شمارہ ۲ ماہِ فروری ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا تھا۔[9] ان دونوں مصنفین نے آپکے نام کے بارے میں کسی ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔ اس کے علاوہ مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی تصنیف خزینۃ الاصفیاء اور حدیقۃ اولیاء میں آپ کے والد ماجد کے نام کا ذکر نہیں کرتے۔ البتہ خزینۃ الاصفیا کا سلسلہ قادریہ حصہ اوّل کا مترجم مفتی محمود عالم ہاشمی یوں رقمطراز ہیں۔

(حضرت شاہ عنایت قادری) کے والد کا نام پیر محمد تھا، قوم کے باغبان تھے،،

صاحب تحقیقات چشتی، صاحب حدائق الحنفیہ، صاحب تذکرہ علمائے ہند، رائے بہادر کنہیالال صاحب تاریخ لاہور اور پیر غلام دستگیر نامی مؤلف بزرگان لاہور آپ کے والد ماجد کے اسم گرامی کے بارے بالکل خاموش ہیں۔ سلیم التواریخ سن ۱۹۱۹ء میں طبع ہوئی اور مقالہ مذکورہ ماہ فروری ۱۹۶۲ء میں شائع ہوا۔

راقم کی رائے میں یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے جس کا آغاز سلیم التواریخ سے ہوا۔ جسے مولانا محمد علم الدین سالک نے نقل کیا۔ خاندانی شجرہ طرائق الاصفیاء جس کا مرتب کرنے والا مولوی سراجدین ساتویں پشت سے آپ کی اولاد امجاد سے تھا، سند کا درجہ رکھتا ہے۔ اور آپ کے والد کا نام شبیر محمد لکھتا ہے جو درست تسلیم ہوتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ عنایت قادری رح کے سوانح نگاروں نے اس تالیف سے استفادہ نہیں کیا اور غیر صحیح نام نقل کیا گیا ہے۔

مذکورہ نسب نامہ بنی ہاشم اور بنی امیہ کے جدِ اعلےٰ قصیٰ کے والد کلاب سے ملتا ہے۔ جنکی کنیت ابوزہرہ اور نام حکیم تھا۔ لیکن شکاری کتے پالنے کی وجہ سے کلاب کے نام سے مشہور ہوئے، انکا ایک بیٹا کشب بھی تھا جس کی گیارہویں پشت میں ملک رام کا نام آتا ہے۔ جس کے بیٹے میاں چاچو نے اسلام قبول کیا۔ میاں چاچو سے گیارہویں پشت میں میاں شبیر محمد والد محترم حضرت شاہ عنایت قادری رح ہوئے۔ پہلی گیارہویں پشت کے ناموں کے ساتھ ،،ملک،، مسطور ہے اور باقی ناموں کے ساتھ ،،میاں،، لکھا ہوا

Marfat.com

ملتا ہے۔ آج تک راقم کو کسی نسبی کتاب سے یہ علم نہیں ہوسکا کہ قصیٰ جدّ عبدالہاشم و عبدالشمس کے کسی بھائی کا نام کشب بھی تھا۔ صوفی محمد اکبر علی سلیم التواریخ میں کلاب کے تین بیٹوں کا ذکر کرتا ہے۔ قصیٰ۔ زہرہ اور سعید، خلاف اس کے تاریخ اسلام کی مختلف کتابوں میں خاص کر حیات امہات المومنینؓ مرتبہ میاں محمد سعید اور روزنامہ اخبار جنگ لاہور میلاد النبی ایڈیشن میں کلاب کے صرف دو بیٹوں کا نام قصیٰ اور زہرہ لکھا ہوا پایا گیا ہے۔ کشب کے نام کی نشان دہی نہیں ہوتی، ہوسکتا ہے کہ یہ املا یا کتابت کی غلطی ہو یا کوئی اور نام ہو جو غیر صحیح درج ہو گیا ہو۔ بقول مولانا جامیؒ ؎

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامی ۔۔۔ کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی عظمت اس لئے ہے کہ آپ ایک جید عالم، شب زندہ دار اور عظیم صوفی تھے۔ فقر میں رہ کر اسلام کی بے پناہ خدمات انجام دیں۔

④ والدین، ولادت، وطن اور اسم و القاب

حضرت محمد عنایت اللہ عرف شاہ عنایت قادریؒ بلند پایہ عالم، مفسّر، فقیہ اور پنجاب کے اکابر علماء اور صلحاء سے تھے۔ آپ کے آباؤ اجداد لاہور میں کئی پشتوں سے آباد تھے جن کا پیشہ کاشت کاری و باغبانی تھا۔ مفتی غلام سرور لاہوری نے لکھا ہے [۱۲]

"(شاہ عنایتؒ) از قوم باغبان یعنی زمیندار بود" آپ ارائیں خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کے بزرگ بیرون لاہور حد بست [۱۳] مزنگ میں رقبہ زرعی اراضی کے مالک و قابض تھے۔ اس اراضی کی کاشت آپ کا ذریعہ معاش تھا۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی شبیر محمد تھا، والد کی وفات کے بعد یہ ہی اراضی آپ نے ورثہ میں پائی۔

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے نانا کا تعلق ایک ایسے علمی گھرانے سے تھا جس کی روایات میں درس و تدریس کی خدمات شامل تھیں۔ قصور میں ایک مسجد کے پیش امام تھے۔ امامت کے علاوہ ان کا بھی ذریعہ معاش کاشت کاری تھا۔ آپ بڑے شریف النفس، عالم اور درویش منش بزرگ تھے۔ معاصرانہ تذکروں اور کتب تاریخ میں آپ کے ننہال کا ذکر نہ ہونے کے سبب آپ کے بچپن کے حالات اور تعلیمی سرگرمیاں بڑی حد تک پردہ اخفا میں ہیں مگر اس بات کا علم ہوتا ہے کہ آپ کے والد محترم نے بعض وجوہ کی بنا پر لاہور سے "نقل مکانی" کر کے قصور اپنے سسرال کے ہاں چلے گئے۔ یہ فقرہ

Marfat.com

"نقل مکانی" تقریباً ایسے تمام صوفیاء کے حالات میں آتا ہے۔ جو نقل مکانی کر کے دوسری جگہ آئے، اسکا عام پس منظر انکے آبائی اور سابقہ شہروں و علاقوں میں سیاسی بدامنی اور بے چینی ہی رہا ہے اس سے اندازہ کیا جاتا ہے کہ لاہور کے حالات دگرگوں ہو گئے ہوں گے۔ اور آپ کو مجبوراً لاہور کو چھوڑنا پڑا ہوگا۔ قصور کے بہتر حالات کی کشش نے یا باشارت غیبی یہاں تشریف لائے ہوں گے۔ اور قصور میں اقامت پذیر ہو گئے ہوں گے۔

جب قصور میں آپ کے سسر نے انتقال کیا تو اُن کے بعد وہاں کی مسجد کی امامت آپ کے سپرد کی گئی۔ اس ذمہ داری کو آپ نے بخوشی قبول کیا۔ منصب امامت کے ساتھ ساتھ سلسلہ درس تدریس جاری کر دیا۔ قصور کے باسی آپ کی شرافت اور دیانت کے قائل ہوئے۔ پانچوں وقت کی نماز کے علاوہ آپ تہجد گزار بھی تھے۔ ایک روایت بیان کرتے ہیں[۱۴] جب آپ رات کے پچھلے پہر نماز تہجد کے واسطے مسجد میں تشریف لے جایا کرتے تو ایک مجذوب سے آپ کی ملاقات ہوتی جو آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا اور کہتا کہ جلد تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو تیرے خاندان کا نام روشن کریگا۔ مولوی صاحب اس مجذوب کی باتیں سُنکر خاموشی سے مسجد میں داخل ہو جایا کرتے تھے اور فجر کی نماز کے بعد فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول ہو جاتے۔ کچھ دنوں کے بعد مولوی صاحب کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا، والدین نے اس کا نام محمد عنایت اللہ رکھا اور تاریخ تصوف نے حضرت شاہ عنایت قادری کے نام سے شہرت و عظمت کا باب آب زر سے لکھا۔ ہمارے پاس یہ معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ اب تک دستیاب نہیں ہو سکا کہ آپ کے ننہال کی قیام گاہ کس کوٹ میں واقع تھی اور قصور کی کس مسجد میں امامت کے فرائض ادا کرتے اور درس دیا کرتے تھے۔ اس بارے سوانح نگار اور مورخین مکمل طور پر خاموش ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مولوی صاحب شہرت کو پسند نہ کرتے ہوں۔ اور تبلیغی فرائض کو ثواب دارین سمجھ کر انجام دیتے رہے ہوں اور گمنامی کے گوشہ میں اپنی زندگی بسر کی ہو۔

یہاں یہ بیان بے محل نہ ہوگا کہ "سات ستارے" کا مصنف رام سنگھ درویش (ص ۷۰) پر لکھتا ہے۔ "شاہ عنایت جی کے ننہال سیالکوٹ میں تھے اور ان کے دو ماموں امام دین اور جھنڈا باغبانی کا کام کرتے تھے۔ اور شاہ صاحب اکثر سیالکوٹ اُن کے ہاں آتے تھے۔ ان دنوں بُلھا شاہ صاحب

Marfat.com

بہت چھوٹے بچے تھے"۔

علماء و مشائخ کے جتنے تذکرے اب تک ہماری نظر سے گذرے ہیں کسی تذکرہ نویس نے شہر سیالکوٹ کو آپ کا ننہیال نہیں لکھا۔ علاوہ ازیں مصنف نے اس قول کے ثبوت میں کسی ماخذ کا ذکر نہیں کیا تاہم جب تک کوئی معاصر سند اس باب میں فیصلہ نہ کرے شہر سیالکوٹ کو ہم آپکا ننہیال تسلیم نہیں کرسکتے

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی صحیح تاریخ ولادت کسی مستند ذریعہ سے معلوم نہیں ہوسکی۔ پروفیسر محمد علم الدین سالک نے اپنے تحقیقی مقالہ میں حضرت شاہ عنایت قادریؒ کا سال پیدائش ۱۰۵۶ھ بیان کیا ہے [۱۵] اور یہی سال پیدائش آجکل تصوّر کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ آج تک کسی معاصر کی تحریر اس باب میں دستیاب نہیں ہوسکی۔ پروفیسر صاحب نے مذکورہ تاریخ پیدائش کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی اور نہ ہی کسی ماخذ کا حوالہ دیا ہے۔ ان حالات میں اس قول کو قیاس کا درجہ حاصل ہے۔

ڈاکٹر لاجونتی رام کرشنا نے پنجابی صوفی پوئیٹس (PUNJABI SUFI POETS) پر انگریزی زبان میں کتاب لکھی ہے جو آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کلکتہ (بھارت) سے ۱۹۳۸ء میں شائع ہوئی۔ ڈاکٹر لاجونتی نے کچھ مسوّدات مولوی سراج دین قادری شطاری جو آپ کی درگاہ کے گدی نشین تھے اور ساتویں پشت سے آپ کی اولاد تھے ملاحظہ کیا وہ بیان کرتی ہے کہ ذاتی مسوّدات میں ایک مسوّدہ کے ساتھ آپ کے اپنے ہاتھ کا تحریر کردہ ایک اجازت نامہ شامل تھا جو آپ نے اس دور کے صوفیاء کی طرف اپنے بیٹے کو عطا کیا تھا۔ اس اجازت نامہ پر آپ کی مُہر ثبت ہے جس پر سن ۱۱۱۰ھ (۱۶۹۹ء) درج ہے اس سن کے مطابق آپ مُغل حکمران اورنگزیب عالمگیر کے ہم عصر تھے۔ قیاس ہے کہ شاہ جہان بادشاہ کے زمانہ میں آپ پیدا ہوئے ہوں گے۔ [۱۶]

مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ آپ کی تاریخ پیدائش ایک اندازہ سے بیان کی گئی ہے۔

آپ نے اپنی تصنیف "غایۃ الحواشی" جو شرح وقایہ پر حاشیہ ہے (جس کی تفصیل دیگر صفحات میں پیش کی جا رہی ہے) میں آپ نے اپنا پورا نام بصراحت لکھا ہے: "العبد الفقیر المشتاق الی لقاء الباری ابو المعارف محمد عنایت اللہ الحنفی القادری القصوری ثم الاہوری الشطاری" [۱۷]

Marfat.com

ابوالمعارف آپ کی کنیت اور محمد عنایت اللہ نام ہے لیکن آپ عموماً شاہ عنایت قادریؒ کے عرف سے معروف ہیں۔ بچپن میں آپ نے قرآن شریف حفظ کر لیا اور حافظِ قرآن کہلائے شاہ مگر قصور میں کس درس گاہ میں یا کس استاد سے آپ نے قرآن شریف کی تعلیم پائی کی نشان دہی نہیں ہو سکی،

④ آپؒ کی تعلیم و تربیت

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے والد خلیق، متواضع اور صاحب بصیرت انسان تھے۔ مروجہ علوم عربی و فارسی کے عالم بھی تھے۔ موضع قصور کی ایک مسجد کے پیش امام تھے۔ اس لئے غالب خیال ہے کہ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے شروع کی پھر انہوں نے اپنے بیٹے کو اعلےٰ تعلیم سے آراستہ کرنے کا اہتمام کیا۔ زمانے کے بہترین اساتذہ سے عربی اور فارسی زبانوں کے ساتھ ساتھ دینی علوم میں دسترس حاصل کی۔ آپ نے ظاہری علوم کی تحصیل مولانا سید ابوالنصر عرف سیّد الیاسؒ اور مولوی عبدالہادی لاہوریؒ سے کی۔ 19

⑤ قصور میں آپؒ کی اقامت اور سلسلہ درس و تدریس

حضرت شاہ محمد رضا قادری شطاری لاہوریؒ آپ کے ہمعصر تھے۔ آپ کا شمار پنجاب کے مقبول ترین مشائخ میں تھا۔ آپ سلسلہ شطاریہ سے منسلک تھے اور لاہور میں روحانی عظیم فیض جاری کئے ہوئے تھے۔ دُور دُور سے تشنہ لب آتے اور فیضانِ نظر سے اور صحبتِ کرم سے سرشار ہو کر واپس اپنے گھروں کو جاتے۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ نے آپ کی شہرت سُنی۔ قصور سے لاہور کئی بار آئے اور آپ کی خدمتِ اقدس میں رہتے۔ حقائق و معارف کی تعلیم پائی، سلوک کی منزلیں طے کیں۔ علوم باطنی اور صحبت فیض سے جلد درجہ کمال کو پہنچ گئے۔ آپ سے بیعت اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ڈاکٹر لاجونتی کا بیان ہے کہ شاہ عنایت قادریؒ نے حضرت شاہ محمد رضا قادریؒ سے خرقہ خلافت حاصل کرنے کے علاوہ سلسلہ قادریہ کے سات دوسرے 20 سلسلوں میں بھی خلافت حاصل کی۔

حضرت شاہ عنایت قادریؒ جب قصور پہنچے تو مرشد کے حکم کی تعمیل میں ہدایتِ خلق میں مصروف ہو گئے۔ آپ کی درسگاہ روحانی تعلیم و تربیت کا مرکز بن گئی، ایثار و تقویٰ اُن کا مقصد تھا، تصوف ان کے نزدیک ایک علمی، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی تحریک تھی جس کے اثرات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ اس تعلیم سے جو ذہین افراد ابھرتے، وہ عبادت گزار، تقویٰ شعار اور علم و اخلاق کے علمبردار ہوتے

Marfat.com

تھے، انکے اندر علمی گہرائی اور روحانی عظمت، سلوک، خدمتِ خلق، اخوت، معاشرتی اصلاح اور قربِ خداوندی کی طلب ہوتی تھی، اُن کے دل خدا کی محبت سے بھرپور رہتے اور خلوص، قناعت، استعداد، عالی حوصلگی، جرأت، سخاوت، انسانی ہمدردی اور تبلیغی سرگرمیوں کے جامع تھے آپ کے مریدین اور طالبانِ علم میں سے حضرت سید بلّھے شاہؒ قابلِ ذکر روحانی پیشوا ہیں جنہوں نے نام و نمود کی خواہش سے بالکل بے نیاز ہو کر ہمت اور استقلال کے ساتھ اپنے پیر و مرشد کے مشن کو کئی برسوں تک جاری و ساری رکھا، حتیٰ کہ ظاہر بین طبقہ کو اس وقت آپ کی خدمات کا کوئی احساس نہ ہوا بلکہ ان کے صحیح العقیدہ مسلمان ہونے میں شک کرنے لگا لیکن رفتہ رفتہ اور حالات نے یہ ثابت کر دیا کہ آپ اسلام کے سچے خادم اور مبلغ تھے، حضرت سید بلّھے شاہؒ بیان کرتے ہیں:-

"شریعت ساڈی دائی ہے — طریقت ساڈی مائی ہے
اگوں حق حقیقت آئی ہے — تے معرفتوں کجھ پایا ہے"

(مجموعہ کافیاں بخشی رام سنگھ درویش سات ستارے صہ ۴۷)

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے کردار کی بلندی سیرت کی پاکیزگی، علم و عرفان کی دولت، عشقِ خداوندی، ولایت، بزرگی، کرامات، تصرفات اور علمیت و فضیلت کے چرچے چارسو پھیلنے لگے، ارشاد و تلقین اور روحانی تعلیم و تربیت کا ایسا ہنگامہ برپا کیا کہ سارا پنجاب خاص کر قصور اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ آپ کی شعلہ نفسی سے گرم ہو گیا۔ ہزاروں انسان آپ کے حلقہ ارشادات میں داخل ہو گئے۔ آپ کے حلقہ درس میں قرآن، حدیث اور فقہ کا درس جاری رہتا، ہزاروں انسانوں نے آپ کے علمی اور روحانی فیوض و برکات سے استفادہ کیا، سلوک اور روحانی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ آپ مسلمانوں کی ذہنی زندگی سنوارنے میں اور دینی احساس کو بیدار کرنے میں خاص توجہ دیتے تھے۔

(٦) آپ کی حاکمِ قصور سے نزاع

ان دنوں قصور میں نواب حسین خاں افغان کی حکومت تھی۔ جو سلطان احمد اعظم کا بڑا لڑکا تھا خویشگی نسل سے تھا، کافی سیاہ اور رطافت کی وجہ سے کسی کو خاطر میں نہ لاتا تھا، بڑا مغرور اور ظالم حاکم ہونے کے ساتھ ساتھ عیاش اور بزدل بھی تھا، عوام پر اسکا اعتماد نہیں تھا جب کبھی عوام کا اجتماع دیکھتا تو فوراً گھبرا جاتا

Marfat.com

اور اُسے احساس ہوتا کہ عوام اس کے خلاف بغاوت کی تیاریاں کر رہے ہیں۔

لاہور کے صوبہ داروں کو قصور کے محاصل کا مکمل حساب نہیں دیتا تھا۔ اپنے آپ کو دیوانہ اور سودائی مزاج بھی ظاہر کرتا تھا۔ اپنے کاموں میں خود غرض اور ہوشیار تھا۔ سادات کے خاندان کا بہت ادب کرتا تھا۔ ان کا وفادار رہتا تھا۔ قصبہ قصور اور اس کے اطراف و جوانب میں اس کی برادری بدرجہ اعلیٰ قائم تھی۔ معمولی جاگیرداروں سے سرکشی اور سرتابی کے سوائے اور کسی طرح پیش نہیں آتا تھا۔ ہمیشہ جھگڑوں میں مبتلا رہتا تھا۔ غرضیکہ نیک دل، انصاف پسند اور مہربان حاکم نہیں تھا۔ بلکہ بُری عادات کا مرتکب تھا۔

جب فرخ سیر کے دورِ حکومت میں پنجاب کا انتظام نواب عبدالصمد خاں دلیر جنگ بہادر کے سپرد ہوا تو اُس نے مکھی جنگل جو قصور کے گرد و نواح کا علاقہ تھا، کی فوجداری بھی اس کے سپرد کر دی۔ پھر وہ زیادہ ظالم اور مغرور ہو گیا، پہلے سے زیادہ اس نے سرکشی اور فساد اختیار کر لیا۔ جب ناظم لاہور نے دیکھا کہ مکھی جنگل کا محاصل بھی قصور کے محاصل کی طرح وصول نہیں ہوتا اور سوائے ندامت اور پریشانی کے کچھ حاصل نہیں تو پھر ناظمِ لاہور نے قطب الدین روہیلہ کو اس کے تعلقہ پر مقرر کر دیا۔ اس کے ساتھ بھی اُس نے اچھا سلوک نہ کیا۔ جب اس کی بے اعتدالیاں حد سے گذر گئیں تو ناظم نے اس ضلع کا بندوبست کرنا طے کیا۔[۱]

قصور میں حضرت شاہ عنایت قادریؒ کو درس و تدریس میں بدرجہ کمال شہرت حاصل تھی، مریدین اور عقیدت مندوں کی ایک کثیر تعداد آپ کی صحبت میں رہتی جن کی ہدایت کے آپ ضامن تھے۔ آپکی بزرگی، کرامات اور ولایت کے چرچے جب چاروں اطراف بلند ہوئے تو بعض مخالفین نے حاکم قصور کے کان بھرے کہ اس صوفی کے ساتھ عقیدت مندوں کی ایک کثیر جماعت ہے جو ایک درویش کے اشارہ پر جان قربان کرنے کے لئے تیار رہتی ہے اگر آمادۂ بغاوت ہو جائے تو آپ کے لئے خطرے کا باعث ہو سکتی ہے۔ حاکم قصور اس خوف سے فکر مند ہوا اور آپ کو اپنے اقتدار کا دشمن سمجھنے لگا۔ اور آپکو پریشان کرنے کے لئے طرح طرح کے حربے استعمال کرنے شروع کر دیئے۔ یہاں تک کہ آپ قصور کو چھوڑ جائیں آخر حضرت شاہ عنایت قادریؒ نے حاکم قصور سے تنگ آکر قصور کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا۔ اور فرمایا کہ حسین خاں نے ہمیں قصور سے نکال دیا ہے ہم نے اس کو اس دُنیا سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کر دیا ہے۔

عوام میں آپ اتنے مقبول تھے کہ عقیدت مندوں کا جم غفیر احتجاج کے طور پر جمع ہو گیا۔ آہ

Marfat.com

زاری کرتے اور روتے تھے۔ عوام کی یہ عقیدت، محبت اور آہ و بکا آپ سے نہ دیکھی گئی۔ حاضرین کو تسلی و تشفی دی، اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عوام کو ان صلحاء کی کتنی ضرورت تھی اور یہ ضرورت مادی اور روحانی دونوں قسم کی تھی، لوگ اپنی تکلیفیں لے کر آتے اور ان کی مجالس میں انہیں ذہنی سکون میسر آتا۔

علاوہ ازیں ایک واقعہ رونما ہوا جس کے سبب حاکم قصور نے آپ کو قصور چھوڑ دینے کا حکم صادر کیا۔ جسے آپ نے قبول کر لیا، وہ واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم قصور نواب حسین خاں کی درباری مطربہ کے ہاں ایک خوبصورت لڑکی پیدا ہوئی، مطربہ چاہتی تھی کہ یہ لڑکی اس ماحول میں پرورش نہ پائے، اور نکل کر ایک شریفانہ زندگی بسر کرے۔ لڑکی کی والدہ نے اسے قرآن شریف حفظ کرایا۔ اور دینی علوم سے آراستہ کیا، جب بالغ ہوئی تو مطربہ نے حضرت شاہ عنایت ؒ سے شادی کی درخواست کی۔ آپ نے اس نیک سیرت لڑکی سے عقد کر لیا۔ لڑکی کے لواحقین نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ یہاں تک کہ حاکم قصور تک معاملہ پہنچا، حاکم خود اس لڑکی کو اپنے حرم میں شامل کرنے کا آرزو مند تھا۔ اور قصور سے آپ کا خروج ضروری سمجھتا تھا۔

تحقیق سے علم ہوتا ہے کہ یہ قصہ من گھڑت ہے جو اس زمانہ کے موقعہ و محل کی روش کے مطابق تیار ہوا اور آپ سے منسوب کیا گیا، اس واقعہ کو کئی سالوں کے بعد مفتی غلام سرور لاہوری نے خزینۃ الاصفیاء صفحہ ۱۸۶-۸۷ (طبع اول) ۱۲۸۴ھ میں تحریر کیا اور کسی ماخذ کا ذکر نہیں کیا اور حضرت شاہ عنایت قادری ؒ کے معاصر تذکرہ نویس، مورخین اور مصنفین جو سند کا درجہ رکھتے ہیں، اس قصہ سے بالکل ناآشنا ہیں۔ یہ بات حیران کن ہیں کہ خزینۃ الاصفیاء کے جتنے ایڈیشن بعد میں شائع ہوئے ہیں ان میں یہ واقعہ حذف ہے، اس عمل سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ جب مفتی صاحب نے اس واقعہ کی تحقیق کی اور حقائق سے آگاہ ہوئے تو اپنی تصنیف سے اسے حذف کر دیا، خلاف اس کے دور حاضرہ کے غیر محقق تذکرہ نویس اس واقعہ کو اب تک جوں کا توں دہراتے ہیں جو ان کی کم فہمی اور کمزور تحقیق ہے۔

حضرت شاہ عنایت قادری ؒ جو کمالات اور مقامات عالیات سے موصوف تھے اور ایسے باکمال بزرگ گذرے ہیں جن کی علمیت و فضیلت، اتصال و انتساب، بزرگی و عظمت میں قطعاً شک نہیں ہو سکتا۔ شمالی پنجاب (لاہور) آپکی علمیت اور بزرگی کا قائل تھا۔ ابتداء عمر یا آخر عمر میں ایسا عمل ہرگز

Marfat.com

نہیں کر سکتے تھے جس کا ایک ادنیٰ ذی شعور مسلمان سے بھی گمان نہیں ہو سکتا پھر اکابر دین کیسے کر سکتے ہیں؟ اس کے علاوہ آپ کی بزرگی آپ کا ثقہ و معتبر گواہ ہے۔

مذکورہ بالا بحث کا حاصل یہ ہے کہ یہ واقعہ بے بنیاد اور من گھڑت ہے اور حاکم وقت کی ذاتی دشمنی ظاہر کرتا ہے جسکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔

چند ہی دنوں کے بعد گلاب سنگھ بھنگی سردار سکھوں نے دیگر اقوام کو اپنے ساتھ ملا کر ایک بھاری لشکر تیار کیا اور قصور پر بھرپور حملہ کر دیا۔ خون ریز جنگ ہوئی۔ دو ماہی گیروں کو روپوں کا لالچ دے کر حسین خاں خویشگی کو قتل کروا دیا۔[۲۲] قصور میں آپ کی اقامت ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۰ء تک رہی۔[۲۳]

⑦ آپؒ کی لاہور میں آمد

اسلام کا یہ بے لوث اور مخلص مبلغ اپنے کنبہ سمیت چند دنوں کی مسافت طے کرنے کے بعد لاہور کی سرزمین میں داخل ہوا۔ یہ مختصر قافلہ ہر قسم کے خوف و خطر سے بے نیاز تھا کیونکہ رضائے الٰہی ان کا مقصد اور نصب العین تھا اپنے آبائی گاؤں مزنگ میں قیام کیا۔

اس وقت شمالی پنجاب کے حالات انتہائی ناگفتہ بہ تھے۔ اخلاقی حالت انتہائی زبوں تھی، فکر و عمل اخلاق و عادات، کردار و اطوار سب پر انحطاطی رنگ چھا رہا تھا۔ سکھ گردی نے امن و سکون کو درہم برہم کر رکھا تھا۔ مسلمان سیاسی و معاشی طور پر مفلوج تھے اس بدامنی کے زمانہ میں آپ نے لاہور میں ایک درس گاہ قائم کی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا۔[۲۴]

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی ساتویں پشت سے تعلق رکھنے والے خلیفہ محمد شریف کی اولاد ذکر کرتی ہے کہ لاہور حد بست موضع مزنگ میں آپ جدی اراضی کے مالک تھے۔ یہ جگہ آج کل شاہراہ فاطمہ جناح کے نام سے مشہور ہے اور اسی مقام پر آپ کا روضۂ اقدس واقع ہے۔ مزید بیان کرتے ہیں کہ اس اراضی کو سیراب کرنے کے لئے پانی کا خاطر خواہ انتظام تھا، چاہ کے ساتھ ایک خوبصورت سنگی مسجد بھی تھی جہاں آپ نماز ادا کرتے تھے اور امامت کے فرائض بھی انجام دیا کرتے تھے۔ اب اس مسجد کا کوئی نشان باقی نہیں۔ اس جگہ پر لوگ ناجائز قابض ہو گئے ہیں۔ جب آپ بیرون شہر میں اقامت پذیر تھے۔ مذکورہ اراضی آپ کے زیر کاشت تھی اور رزق حلال کا سامان مہیا تھا اور یہی اراضی

Marfat.com

ت آپ کا اور آپ کی اولاد کا ذریعہ معاش بنی رہی۔ اب یہ اراضی کم ہوتی ہوئی چند مرلوں میں
ں ہے۔ مزار کے گرد جو لوگ اس وقت آباد ہیں وہ سب ناجائز قابض ہیں۔ یہ جگہ نہ متروکہ ہے
ہی فروخت شدہ ہے بلکہ لوگوں نے ناجائز قبضے اور تجاوزات کر کے اپنے تصرف میں لانا شروع
ا ہے۔ کوئی ان کو روکنے والا نہیں تھا۔ اس لئے ان پر قابض ہو کر مالک تصور ہونے لگے۔ ان کے
ہ آپ کی آٹھویں پشت سے تعلق رکھنے والے میاں محمد عمر صاحب نے آپ کے سالانہ عرس پہ راقم
گاہ کیا کہ یہ مزار ایک خوبصورت مسجد سے ملحق تھا جس کا رقبہ ساڑھے نو کنال ہے۔ یہ مسجد سن
۸ ۱ء بعد میں بڑوٹے کاغذات مال حدبست موضع مزنگ بنام سرکار (انگریز بہادر) تھی۔ پھر سن
۱۸۹ ء میں میم ارٹون صاحبہ نے اس مقام کو اپنی رہائش گاہ کے لئے منتخب کیا اور در وچوکھاٹ
عنافہ کے ساتھ اس میں اقامت اختیار کر لی۔ تحقیقات چشتی (ص ۱۹۶) میں درج ہے کہ یہ مسجد
ہائش گاہ (کوٹھی) کی صورت میں منتقل ہو چکی تھی، میں سرحِ کمپنی باغ بھی رہا کرتا تھا بھاٹی دروازہ
رون شہر لاہور کے عمر رسیدہ بزرگ جو حدبست موضع مزنگ میں کھیتی باڑی کیا کرتے تھے کو بیان کرتے ہوئے
ا گیا ہے کہ اس جگہ کو "کوٹھے والی مسجد" کے نام سے پکارتے تھے۔ شاہراہ ملتان اور فیروز پور سے
ر کو آنے والے مسافر اس مسجد کے قریب میں قیام کیا کرتے تھے اور صبح کو شہر میں داخل ہوتے تھے۔ کچھ
ت گزر جانے کے بعد رائے بہادر نرسنگ داس رئیس لاہور قابض ہو گیا پھر تقسیم ہندوستان کے
یہ جگہ سردار شوکت حیات کی بیگم صاحبہ کی تحویل میں آئی۔ مسجد کے احترام اور مزار کی حرمت کے
ظر ان ناجائز قابضین کی بے دخلی کے بارے عدالت عالیہ کی طرف رجوع کیا گیا۔ برسوں کی پیروی
دمہ کے بعد سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا۔ نقل فیصلہ سپریم کورٹ اور ضروری کاغذات معہ ثبوت محکمہ
اف کو فراہم کر دیئے ہیں تاکہ فیصلہ شدہ جگہ واپس لی جائے کیونکہ مساجد اور مزاروں کی دیکھ بھال،
نظ اور حفاظت کا ذمہ دار اب محکمہ اوقاف ہے اور محکمہ اوقاف اس جگہ کو قابضین سے واگذار کرائے۔

یہاں یہ بیان بے محل نہ ہوگا کہ پسماندگان کی سستی اور بے پرواہی سے مزار کے گرد کی اراضی جو
نی بیان کی جاتی تھی وہ بھی ہاؤسنگ کو جھگیوں کے نیچے دب گئی ہے اور اس وقت مزار کا رقبہ کم ہوتے ہوتے
ے چھوٹا سا احاطہ رہ گیا ہے۔ محکمہ اوقاف سے استدعا ہے کہ وہ اس معاملہ کی طرف خصوصی توجہ دے۔
ار اور ملحقہ اراضی کا تحفظ کرے۔

Marfat.com

ڈاکٹر لاجونتی کا بیان ہے کہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ جب لاہور تشریف لائے تو بعض علماء آپ سے گھرا حسد کرنے لگے جن کا آپ نے بڑے تدبر سے سامنا کیا اور اپنا علیحدہ مکتب جاری کیا جہاں آپ اپنا صوفیانہ فکر کی تعلیم دیتے تھے۔ اس مکتب میں بڑے بڑے اہل علم مزید تعلیم کے لئے دیگر روحانی علوم میں دسترس حاصل کرتے۔[۲۵] ڈاکٹر موصوف کے اس بیان میں کوئی وزن نہیں۔ عالمگیری میں بڑے بڑے نامور علماء نے وسیع پیمانہ پر لاہور میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا جن کا آپس میں اتفاق و اتحاد تھا اور ایک ہی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان معاصر بزرگان میں مولوی نظام الدین[۲۶] چشتیؒ، ملا محمد اکرم ولد ملا یحییٰ لاہوریؒ[۲۷]، حضرت شاہ محمد غوث لاہوری، حضرت شاہ محمد رضا شطاریؒ اور مولوی عبدالہادی لاہوریؒ[۲۹] شارح شمائل النبویہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ ان علمائے کرام کا فکر "وجودی" بیان کرتے ہیں۔ سب سے پہلے "وحدت الوجود" کے نظریئے کو فلسفہ کی صورت بخشی وہ حضرت شیخ محی الدین عربیؒ (المتوفی ۶۳۸ھ) جنہوں نے فلسفہ وحدت الوجود کو اپنی مشہور تالیفات فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم کے ذریعہ فاضلانہ انداز میں عام کیا۔ پھر اسی فلسفہ کی شرح صدر الدین قونویؒ نے کی اور اسرار تصوف کے لطیف نکات پیش کئے۔

نقشبندیہ سلسلہ کے علاوہ ہندوستان میں تصوف کے جو سلسلے رائج تھے۔ وہ ایران اور عراق سے یہاں آئے تھے۔ سلسلہ قادریہ، سہروردیہ اور چشتیہ ان تینوں سلسلوں کے صوفیائے کرام پر "وحدت الوجود" کا رنگ غالب تھا اور "ہمہ اوست" کے قائل تھے۔ ان کا فکر مختصر یہ ہے کہ تمام افراد کائنات تجلیات حق ہیں اور اس کثرت اعتباری کا وجود اس وحدت حقیقی سے ہے۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ بھی ان مکتب فکر سے منسلک تھے۔ ان حالات میں دیگر علمائے دین سے حسد اور مخالفت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ یہ فکر قابل غور ہے کہ جب ہندوؤں نے نظریہ "وحدت الوجود" میں اپنے فلسفہ کی آمیزش شروع کی تو اس سے صوفیہ خام کا طبقہ متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ اور ان صوفیہ خام کی مدد سے انہوں نے باقاعدہ تحریک کی شکل دے دی جس کا آغاز بھگتی تحریک سے تھا، ان کے افکار کا مرکزی نقطہ نظر "وحدتِ ادیان" تھا جس میں فلسفہ ہندومت کی آمیزش۔ اور پرچار کا پہلو نمایاں تھا۔ اس نظریہ کا پرچار کفر و اسلام کے فرق کو مٹانے کے لئے وجود میں آیا۔ بڑے بڑے خام صوفی اس

Marfat.com

نقطۂ نظر کے علم بردار بن گئے اور ان کو فروغ دیا پھر متضاد عمل مشاہدہ میں آئے جو کتاب وسنّت کی مطابقت نہیں کرتے تھے۔

حضرت شاہ عنایت قادریؒ جیّد عالم اور صاحبِ شریعت وطریقت بزرگ تھے اور ان کے مرید وخلیفہ حضرت سیّد بُلّھے شاہؒ (جن کا ذکر آگے پیش کیا جا رہا ہے) پر وحدت الوجود کا رنگ شدّت سے غالب تھا۔ اور اپنے اندر عظیم روحانی قوّت پاتے تھے۔ یہ غلبہ اسی حد تک تھا جس حد تک اسلام مانع نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ غیر شرعی صوفیہ خام جن کا نقطۂ نظر "وحدتِ ادیان" ہو اور وہ کعبہ وبت خانہ اور مسجد ومندر کا فرق مٹانے کے درپے ہوں۔ آپ کے حاسد اور دشمن بن گئے ہوں۔ یا یہ ڈاکٹر لاجونتی کا اپنا فکر ہو جسکا وہ اظہار کرتی ہے۔

باب ۳

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی

علمی، ادبی اور دینی خدمات

(۱) تعلیمات اس پُر آشوب اور بدامنی کے دَور میں لاہور میں سینکڑوں درس گاہیں تھیں لیکن آپ کا مدرسہ امتیازی شان رکھتا تھا۔ آپ عبادت گذار، تقویٰ شعار اور علم واخلاق کے علمبردار تھے۔ آپ کی پوری زندگی کتاب وسنّت کے مطابق تھی، آپ کا ہر قدم رضائے الٰہی کی طلب میں اُٹھتا تھا، آپ کے ہر عمل کا منشاء خدا کا قرب وخوشنودی تھا۔ آپکی نماز، آپ کی قربانی، آپ کی زندگی اور موت سب ربّ العالمین کے لئے ہوتی تھی۔ اس بات کے عامل بھی تھے کہ جو سنّت کی پیروی میں جتنا قریب ہے اور جو اتباعِ سنّت میں جتنا زیادہ جذبہ رکھتا ہے۔ اتنا ہی وہ بزرگی میں افضل واعلیٰ ہے۔

آپ کے مشائخ قرآن اور احادیث نبویؐ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے اور ان کے نزدیک حدیث کی تعلیم روحانی جدوجہد کا مرکز ومحور ذات نبویؐ تھی۔ حدیث سے واقفیت اور اس پر عمل روحانی مقاصد کے حصول کے لئے از حد ضروری خیال کیا کرتے تھے۔ رسولؐ کی محبّت کو معرفتِ الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

Marfat.com

مریدین و منسلکینِ سلسلہ کو ہدایت فرماتے تھے۔ کہ راہِ سنت پر چلنے سے گامزن ہوں تاکہ منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں۔ جس نے سُنّتِ نبوی اور شریعتِ محمدیؐ کو نظر انداز کیا وہ راہِ سلوک میں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتا۔

آپ کے درس میں قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، علوم و فنون کے علاوہ مثنوی مولانا رومؒ، فصوص الحکم، کتب تصوف خاص کر متقدمین صوفیہ کے حالات کا مطالعہ بہت ضروری سمجھا جاتا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ کبھی کبھی محفل سماع بھی منعقد ہوتی تھی۔ بڑے بلند پایہ قوال اس محفل میں شریک ہوتے۔ اکثر خواجہ حافظؒ، ملا محمد شیریں مغربیؒ، احمد جامؒ، فخر الدین عراقیؒ، ملا بدخشیؒ اور مثنوی مولانا رومؒ کے علاوہ شاہ شمس تبریزؒ کا کلام بھی پیش کیا جاتا ہے۔ ؎

لاہور میں آپ کے سلسلے کے فیوض و برکات کئی برسوں تک جاری و ساری رہے۔ شاگردوں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی۔ بڑے بڑے طالبانِ علم دُور دراز علاقوں سے آتے اور فیض یاب ہو کر جاتے۔ سلسلہ قادریہ شطاریہ جس سے آپ منسلک تھے، کو فروغ دیا۔ فلسفہ وحدت الوجود جس کے آپ حامی تھے نے ترقی کی۔ آپ کے اس مکتبہ فکر و دانش سے بڑے بڑے عالم فیض یاب ہو کر نکلے۔ ان ہی بوریہ نشینوں کی تعلیمات نے دینی احساس کو بیدار کیا جو عوام کا ملجا و ماویٰ ہوئے اور یہ منبع فیوض و برکات تڑپتی ہوئی دُکھی انسانیت کے لئے مسیحا کی حیثیت رکھتے تھے۔

روایت بیان کرتے ہیں کہ محمد شاہ بادشاہ نے آپ کی شہرت و عظمت کی داستانیں سُنیں تو اس کو آپ سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوا، خود چل کر حضرتؒ کی خدمت میں حاضری دی اور کہا کہ میں نے لوگوں کی زبانی آپ کی ولایت اور کشف و کرامات کی بڑی تعریف سُنی ہے۔ لیکن یقین نہیں آتا۔ میں آپ کو صاحبِ ولایت و کرامات تب تسلیم کروں گا جب آپ اس سامنے والے آم کے درخت سے مجھے اُسی وقت تازہ اور پکے ہوئے آم کھلائیں۔ سردیوں کا موسم تھا، بادشاہ نے حضرت شاہ عنایتؒ کو نہیں بلکہ ان کی ولایت کو چیلنج دیا۔ آپ جلالت میں آگئے، پکے ہوئے رس دار آم گرنے شروع ہوگئے۔ بادشاہ آپ کی یہ کرامات دیکھ کر آپ کا گرویدہ ہو گیا اور بیعت ہونے کی التجا کی اور اونچی مسجد اندرون بھاٹی دروازہ کی امامت قبول فرمانے کی درخواست کی۔

حضرت شاہ عنایت قادریؒ ایک کامل و اکمل صوفی تھے۔ آپ کی ولایت، علمیت، عظمت اور شہرت

Marfat.com

ی فرد کو کوئی شک و شبہ نہیں، آپ مشہور عالم تھے مگر مذکورہ بیان تاریخ کی مطابقت نہیں کرتا اور تاریخی لحاظ سے صحیح ہے۔ ہماری ملی اور ثقافتی تاریخ جن درخشندہ حالات اور واقعات سے عبارت ہے اس انتشار اور ابتری دور میں جسے ہر طرف سے سکھوں کے طوفانی عناصر نے گھیر رکھا تھا۔ یہ قومی سرمایہ تباہی و بربادی کے ہاتھوں نہ بچ سکا۔ ی سوانحمری، اولیاء کرام کے تذکرے، خانقاہوں میں مرتب ہونے والے ملفوظات اور مذہبی کتابیں جو معلومات ایک اہم پہلو شمار ہوتے ہیں قوم کے لئے محفوظ نہ رہ سکے، بلکہ جب سکھ لاہور پر غالب آگئے تو انہوں نے قرآن کے ہزارہا نسخے جلا ڈالے بہت بڑی تعداد میں اپنے ساتھ لے گئے[۲] تاکہ مسلمانوں کی یہ مقدس کتاب ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے

حضرت شاہ عنایت قادریؒ اونچی مسجد (بھاٹی دروازہ) میں بغیر کسی معاوضہ کے برسوں تک وعظ و خطابت درس و تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کے درس میں مبتدی اور منتہی دونوں شریک ہو کر اپنی ی استعداد اور قابلیت کے مطابق اخذ فیض ہوئے۔ آپ نے درس حدیث تعلیمات اور تصوف کو بڑے اہتمام سے ری رکھا جو بدعات، محدثات رواج پاگئی تھیں۔ ان کا سدِ باب کیا۔ بدعات کے خلاف حق بات بیان کی۔ پ نے عوام کی کایا پلیٹ دی اور اسلامی معاشرہ میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں درس و تدریس ے سلسلہ نے او وسعت پائی، سلسلہ مریدی آگے بڑھا، حدیث، تصوف، سلوک اور روحانیت کی تعلیم و تربیت نے ہی ترقی کی۔ جن کی روحانی قوت اور حسن سیرت نے ہزاروں اور لاکھوں انسانوں کی زندگی بدلکر رکھی دی۔

علاقہ پنجاب خاص کر شہر لاہور میں اس بدامنی اور پرآشوب زمانہ میں اسلام کی شمع اور فیروزاں ہوئی، س منبع فیض سے حسن اخلاق اور سیرت کردار کی وہ کرنیں پھوٹیں جو آج تک سارے علاقہ کو جگمگا رہی ہیں۔ یہ وہی مقام ہے جہاں سے فیض یاب ہو کر اہل دل نے سچائی، نیک خوئی، اخوت، محبت، ایثار، تحمل اور مذہبی رواداری کی تعلیمات کو عام کیا، عوام نے ان کی روحانیت، محبت بھری سادہ زندگی اور حسن اخلاق سے ذہنی سکون پایا۔ آپ کی خانقاہ ایسی روحانی تربیت گاہ تھی جہاں قلب و روح کی بیماریوں کا علاج کیا جاتا، خدا ترسی، انسان دوستی اور فکر آخرت کی صفات پیدا کی جاتی تھیں۔

اونچی مسجد (بھاٹی دروازہ) جہاں آپ کی درس گاہ تھی کے بارے پروفیسر محمد علم الدین سالکؒ[۳] رقم طراز ہیں کہ یہ وہ عالی شان مسجد ہے جو بھاٹی دروازہ کے اندر بازار لکڑ ہارا میں واقع ہے۔ اس کی کرسی اونچی ہے۔ اس لئے "اونچی مسجد" کہلاتی ہے۔ اس کی عمارت خاصی پرانی ہے اور محرابوں پر قرآن مجید کی آیات کے علاوہ ایک کتبہ نصب ہے، جس سے صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ یہ اکبر بادشاہ کے ابتدائی عہد میں تعمیر ہوئی۔

شاہی عمارات کی طرح اس کی چھت پر کوئی گنبد د برجی نہیں اور نہ کوئی اور نشان ہے جس سے اس کے اور سن تعمیر کا اندازہ لگایا جاسکے ۔ رائے بہادر کنہیالال "تاریخ لاہور" میں لکھتا ہے کہ یہ مسجد عہد عا کی تعمیر ہے عمارت اس کی پُرانی ہے۔ مگر آپ سن تعمیر، مسجد کی تفصیل اور بانی کے نام سے آگاہ نہیں کر سید عبد اللطیف مصنف "تاریخ لاہور" و دیگر تذکرہ نگار اس بارے بالکل خاموش ہیں۔ البتہ مقامی رو یہ ہیں کہ اس زمانہ میں کسی سقہ نے بنوائی تھی۔

پہلے سرکار انگریز کے عہد میں سن ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۱ء میں اس کی مرمت ہوئی۔ گذشتہ چند برسوں اس کی حالت بہت خستہ تھی، حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی اولاد سے خلیفہ علم دین جو اس وقت مسجد امام اور مزار کے متولی بھی تھے نے اہلِ محلہ اور مخیر حضرات کے تعاون و امداد سے اس کی مرمت کروائی، ہر زما میں اس مسجد کی تعمیر و مرمت میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں، آج کل یہ مسجد اہل محلہ کے تعاون سے اور مخیر حضر کی مدد سے از سرِ نو تعمیر ہو رہی ہے، موجودہ تعمیرات کے بعد یہ تاریخی حنفیہ عنایتیہ مسجد گذشتہ ایام سے بالکل مختلف دکھائی دے گی۔

(۳) تصانیف

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کثیر التصانیف عالم تھے۔ صوفیانہ مسلک پر آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں، متقدمین علماء کی کتابوں کی تفاسیر، شروح اور حاشیہ بھی لکھے، عربی اور فارسی زبان کے فاضل اور مترجم بھی تھے۔ اب تک حسب ذیل آپ کی کتابوں کا پتہ چل سکا ہے جن کی تعداد سولہ سے زائد ہے۔

(۱) غایۃ الحواشی (عربی منثور) یہ کتاب شرح وقایہ جو فقہ حنفیہ کی ضخیم کتاب ہے پر آپ کا حاشیہ ہے سال تصنیف ۱۱۳۲ تا ۱۱۳۴ھ (قلمی مخطوطہ) مخزونہ کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور نمبر ۶۴۱۰،

(۲) مجموعہ عرفانی شرح مجموعہ سلطانی (فارسی منثور) قلمی نسخہ ذخیرہ شیرانی کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب نمبر ۶۵۷۔

(۳) کنز الدقائق کی ایک بسیط شرح لکھی ہے جس کا نام "ملتقط الحقائق" ہے۔ صاحب حدائق الحنفیہ او نزہۃ الخواطر بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے وقت کے بہت بڑے جید حنفی فقیہ تھے، صاحب حدائق الحنفیہ مزید رقم طراز ہے کہ اس شرح میں آپ نے تشہد کے اندر اشارہ سبابہ کو مسنون قرار دیا ہے اور اس سنت کو خوب ترجیح دی ہے (تذکرہ ص ۴۵۷)

(۴) رسالہ در مسئلہ حرب و دار الحرب، بجواب مکتوب حاجی محمد شریف نقشبندی قصوریؒ (فارسی منثور)

Marfat.com

قلمی نسخہ مملوکہ محمد اقبال مجددی ۔ اس رسالہ میں ہندوستان کی اس وقت کی حالت کے پیش نظر

ہندوستان کے ہندو اکثریت والے صوبوں کو دار الحرب قرار دیا ہے ۔

(۵) وحدت الوجود کے موضوع پر ایک تصنیف "تنقیح المرام فی مبحث الوجود" ہے جس کا سن تصنیف ۱۱۱۰ھ بیان کرتے ہیں ، صاحب نزہۃ الخواطر بیان کرتے ہیں کہ اس کے علاوہ صوم وصلوٰۃ کے مسائل پر ایک رسالہ بھی آپ کی یادگار ہے ۔ اس رسالہ کا نام نہیں لکھا ۔

(نزہۃ الخواطر جلد ۶ ص ۱۹۵ - ۱۹۶)

(۶) لطائف غیبیہ (فارسی نثر) سال تصنیف ۱۱۱۰ھ (قلمی نسخہ) مخزونہ کتاب خانہ مرکز تحقیقات فارسی ، ایران و پاکستان ، راولپنڈی ، یہ کتاب مولوی سراج الدین قادری شطاری اولاد حضرت عنایت قادری کے کتاب خانہ میں قبل از تقسیم موجود تھی ، صاحب سلیم التواریخ نے اس کا مطالعہ کیا اور ۔۔ن کرتا ہے کہ اس میں طرق مسنون اور اشغال و اذکار درج ہیں طرق مختلفہ کے مدارج کے علاوہ تصوف کے ۔۔ف نکات بھی ملتے ہیں ۔ اور شطاریہ سلوک پر مبنی ہے ۔

(۷) اذکار قادریہ : فہرست مخطوطات آئی وانو (IVANOV) ایشیاٹیک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ ۱۹۔۔ مخطوطہ نمبر ۱۳۲۳ ۔

(۸) ذیل الاغلاط فی مسائل الغصب بالافراط (فارسی منثور) در رد حاجی محمد شریف نقشبندی ۔۔وری (قلمی نسخہ) مملوکہ محمد اقبال مجددی ۔

(۹) الکلمات التامات فی رد مطاعن الثقات (عربی منثور) در رد حاجی محمد شریف نقشبندی قصوری (قلمی نسخہ) مملوکہ محمد اقبال مجددی ۔

(۱۰) رسالہ فی ہبتہ الطاعات من الصوم والصلوٰۃ (عربی منثور) در رد حاجی محمد شریف نقشبندی قصوری (قلمی نسخہ) مملوکہ محمد اقبال مجددی ۔

(۱۱) رسالہ فی حل شرب الدخان (عربی منثور) در رد حاجی محمد شریف نقشبندی قصوری (قلمی نسخہ) مملوکہ مولانا عبدالرشید شاہدرہ ۔ لاہور ،

(۱۲) رسالہ فی حل تنباکو (عربی منثور) قلمی نسخہ مملوکہ معین الدین لاہور ۔

(۱۳) رسالہ فی رد من قال ان الدعا فی الرزق کفر (عربی منثور) قلمی نسخہ مملوکہ محمد اقبال مجددی ۔

Marfat.com

(۱۴) لباس برہنہ شرح بعض مقامات فتاویٰ برہنہ؛ تصنیف مولوی نصیر الدین لاہوری (
منشور "قلمی نسخہ مملوکہ مولانا محمد طیب ہمدانی قصور۔

(۱۵) فتاویٰ عنایتہ بحوالہ تحریر حاجی محمد شریف نقشبندی قصوری (قلمی نسخہ)

(۱۶) دستور العمل (فارسی منشور): بحوالہ صوفی محمد اکبر علی: سلیم التواریخ ص ۳۶۹-۳۷۰)
صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ کتاب آپ نے ایک دوست کی فرمائش پر لکھی عملیات کی ایک ج
ہے۔ اس کتاب کو دیکھ کر آپ کی اصلی عظمت کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے اور یہ
کہنا پڑتا ہے کہ پنجاب کے دار الصدر لاہور میں صدر العلماء ہونے کے علاوہ بیشک آپ صد
کہلانے کے ضرور مستحق ہیں بُلّھے شاہ؛ چارلس فریڈرک اسبورن، آئی سی ایس مطبوعہ لاہور (۵

(۱۷) شرح معہ تفسیر جواہر خمسہ (قلمی نسخہ) اسلامیہ کالج پشاور لائبریری پشاور نمبر ۱۰۶۲

۱۸ ارشاد الطالبین (فارسی منشور) مملوکہ مولوی سراج دین قادری شطاری اولاد حضرت ...
عنایت قادریؒ: بحوالہ بُلّھے شاہؒ؛ سی ایس اسبورن آئی سی ایس مطبوعہ لاہور (۱۹۰۵ء)

(۱۹) اصلاح العمل (فارسی منشور) مملوکہ مولوی سراج دین قادری شطاری اولاد حضرت شاہ ع...
قادریؒ: بحوالہ بُلّھے شاہؒ؛ سی ایس اسبورن؛ آر کے لاجونتی، اے آر لوتھر۔ ناشر شیخ مبارک
کتب فروش لاہور مطبوعہ ۱۹۸۲ء (بزبان انگریزی)

(۳) آپ کی چند کتابوں کا تعارف

غایتہ الحواشی

اوراق : ۵۴۹	خط : نیم شکستہ
سطور : ۲۴ تا ۲۹	کاتب : خود مولف
تقطیع : ۲۸ × ۱۹ س م	تاریخ کتابت : ۱۱۳۴ھ

Marfat.com

الحمد للہ الذی موجز هدایته وقایة عن الانحراف عن الطریق المستقیم و مختصر وقایة کفایة فی الاستقامته علی الدین القویم .... یقول .... ابوالمعارف محمد عنایت اللہ الحنفی القادری القصوری ثم اللاهوری، امرنی ---- سیّدی الیاس..... وسمّیته غایته الحواشی.......

زیرِ نظر تالیف، شرح وقایہ پر حاشیہ ہے۔ مؤلف نے اس تالیف کے دیباچے میں لکھا ہے کہ علومِ رسمیہ (متداولہ) کی تحصیل کے بعد وہ مسلسل تیس برس تک سلوک اور تزکیہ نفس و تصفیہ قلب کے سلسلہ میں مشغول رہا جس کے دوران طبیعت قیل وقال سے متوحش ہوگئی۔ یہاں تک کہ اولاد کی تعلیم و تربیت کے لئے بھی توجہ باقی نہ رہی۔ مجردانہ زندگی بسر کی۔ بالآخر ایک بزرگ ابوالنّصر سیّد الیاس نے مؤلف کو لڑکوں کی تعلیم کا حکم دیا۔ چنانچہ مؤلف نے محمد زاہد (اسے الولدالعزیز لکھا ہے) کی تعلیم شروع کردی اور اسی دوران زیرِ نظر حاشیہ بھی سپردِ قلم ہوتا رہا۔ حضرت ابوالنّصر سیّد الیاس نے اتنی شفقت مجھ پر فرمائی کہ گوشہ نشینی سے نکال کر جلوت میں لے آئے۔ میرا قلب نورِ ایزدی سے منوّر رہا۔

غایۃ الحواشی کی اصل عبارت ملاحظہ ہو

....یقول العبد الفقیر المشتاق الی لقاء الباری ابوالمعارف محمد عنایت اللہ الحنفی القادری القصوری ثم اللاهوری الشطاری لما اشتغلت بعد تحصیل العلوم الرسمیة بتزکیة النفس و تصفیة القلب منذ ثلاثین سنة بحیث صارت الطبیعة متوحشا عن القیل والقال و متوغلا فی بحر التجلیة والتخلیة بفراغ البال فلم یکن الوسعة لتعلیم الاولاد و قد کان ان یضیعوا مع الاحفاد امرنی شفقة علیهم بتعلیمهم قدوة الاولیاء و العرفاء هادی کافة من الجنّة والنّاس ابوالنّصر سیّد الیاس نوراللہ وجهه بنور وجهه

Marfat.com

الكريم و ادام قرة عينه بجمال ذاته القديم وبلّغه تحيّة وسلاما منّا و اوصل بركاته الينا و يسّر متابعته علينا فانّي رجل مامور و المامور معذور و التوكل على الله والمتوكل عليه منصور فعلّقت هذه البضاعة المزجاة على شرح الوقاية عند قراءة (قراءة ؟) الولد العزيز محمد زاهد جعله الله وسيلة للطلبة فى الدراية و الرواية والهداية و سمّيته غاية الحواشى و هو حسبى و نعم الوكيل.......... (مخطوط ص الف ب)

اس حاشیے کی تالیف کا آغاز ۱۱۳۲ھ میں اور اتمام ۱۱۳۴ھ میں ہوا۔ بیان کردہ مخطوطہ حضرت شاہ عنایت قادری کا خود نوشت نسخہ ہے۔ اس تالیف کو پاک و ہند کے فقہی لٹریچر میں بلند مقام اور خاص اہمیت حاصل ہے یہ تالیف ابھی تک طبع نہیں ہوئی۔

غایۃ الحواشی کی اصل عبارت ملاحظہ کریں

...... وکان ابتداء شروعه فى تاريخ السنة الهجرية الف و ماية و اثنان و ثلثون و ختم فى الف ماية و اربعة وثلثين الحمد لله اولا و اخرا........ (مخطوط ص الف ب حاشیہ)

مذکورہ ضخیم کتاب آپ نے اپنے صاحبزادے شیخ محمد زاہد اللہ کی راہنمائی کے لئے لکھی تھی۔ یہ حاشیہ بعض مقامات پر آپ کے مشرب صوفیانہ، دینی مسائل اور خصوصی ذوق و اعتقادات کی عکاسی کرتا ہے۔ غایۃ الحواشی کے پہلے دو اوراق پر حسب ذیل ماخذ کو حوالوں کے طور پر استعمال کیا ہے جس سے مؤلف کی علمیت اور وسعت مطالعہ کا پتہ چلتا ہے۔

شرح المغنى لابن طولون، الصراح، القاموس، الصحاح للجوهرى، الزجاج، ازهرى، باذانى، سيبويه، جار الله الزمخشرى، البرجندى، شرح البزدوى للاله داد، شرح القدورى للعلامة الحدادى، مختار الفتاوى، خزانة المفتين، احمد جند، البخارى، الموطا، مسند احمد

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جواہر خمسہ کی شرح مع تفسیر

جواہر خمسہ حضرت محمد غوث گوالیاریؒ کی تصنیف ہے یہ کتاب خاص شہرت کی حامل ہے اس کا سن تصنیف ۹۲۰ھ/۱۵۱۴ء ہے جب مصنف گجرات بھارت تشریف لے گئے تو زبان ترجمہ و اضافہ کے ساتھ اس کو عربی سے فارسی میں سن ۹۵۶ھ/۱۵۴۹ء میں منتقل کیا۔ یہ کتاب علم تصوف سے متعلق ہے۔ انداز بیان اور اسلوب نگارش قابل تعریف ہے۔

جواہر خمسہ کا ایک قلمی نسخہ اسلامیہ کالج پشاور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس کتاب کا نمبر ۱۰۶۲ اور ۹۸۴ صفحات پر مشتمل ہے تقطیع ۲/۳ ہے۔ ابوالمعارف محمد عنایت اللہ قادریؒ نے زیر نستعلیق میں حواشی بھی لکھے ہیں جو آپ کی علمیت و فضیلت کی روشن دلیل ہے۔

دستور العمل

حضرت شاہ عنایت قادریؒ روحانی رہبر کی حیثیت سے لاہور اور قصور میں اجاگر ہوئے اور عالم ہونے کی حیثیت سے مقبول ترین شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی تصنیف "دستور العمل" خدا سے ملنے اور نجات پانے کا ایک مکمل ضابطہ ہے، یہ عملیات کی ایک جامع کتاب ہے۔

چارلس فریڈرک اسٹوری اس کتاب کی خوبی ان الفاظ میں ادا کرتے ہیں۔[5]

"Dastur-ul-Amal is still recognised as outstanding work which describes the methods of salvation" —

Marfat.com

مجموعہ عرفانی فی شرح مجموعہ سلطانی

یہ کتاب ۱۸۲ صفحات پر مشتمل ہے، سائز "۸ × "۴ ۱/۲ ہے۔ ہر صفحے میں ۱۷ سطریں
۴۳۔ ابواب و فصول پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی ترتیب وہی ہے جو عام فقہی کتابوں کی ہو
ہے۔ اصل کتاب کا نام مجموعہ سلطانی نہیں بلکہ مجموع سلطانی ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ انڈیا آفس لا
لائبریری میں موجود ہے جو شمارہ ۲۵۵۱ پر موجود ہے۔ اس کتاب کا ایک کرم خوردہ ناقص نسخہ پنجاب
پبلک لائبریری میں بھی موجود ہے۔ منثور فارسی ہے۔ مجموعہ سلطانی فقہ کی کتاب تھی جو سلطان محمود
غزنوی کے حکم سے مرتب ہوئی۔ وقتاً فوقتاً طہارت و عبادات کے متعلق جو مشکل فقہی مسائل
پیش آتے تھے، ان کے متعلق علماء کی ایک جماعت مشاورت کے بعد اپنے فیصلے دیتی تھی۔ ان مسائل
کو ابواب و فصول میں تقسیم کر کے سوالات و جوابات کی صورت میں ترتیب دیا گیا۔ حضرت شاہ
عنایت قادریؒ اس کتاب کے شارح ہیں۔ آپ نے دیباچے میں شرح کنز کے حوالہ سے اس بات
کا اظہار کرتے ہیں کہ اس کتاب میں وقتاً فوقتاً اضافات ہوتے رہتے ہیں۔

یہ کتاب فقہ حنفی پر مبنی ہے۔ اس میں امام ابوحنیفہؒ کے اجتہاد کو افضل مانا گیا ہے۔ آپ کے
جانشینوں کے اختلافات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ نے عقل و درایت
کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس مجموع کے غلط جوابات کی تصحیح کی ہے۔ اس کتاب کے شارح ہونے
کی حیثیت سے آپ علماء و صلحاء میں بہت مقبول تھے۔ (ماخذ دیباچہ کتاب)

حاجی محمد شریف نقشبندی قصوریؒ (م ۱۱۵۳ھ/۱۷۴۰ء) کا شمار قصور کے اکابر علماء میں ہوتا
ہے۔ آپؒ کے حضرت شاہ عنایت قادریؒ سے بڑے گہرے تعلقات تھے اور علمی مراسلت بھی تھی۔
آپؒ نے حاجی صاحبؒ کے جواب میں متذکرہ رسائل تالیف کئے جن سے امور شریعت کی تحقیق ہوتی
ہے[۶] اس کے علاوہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ اور حاجی صاحبؒ کے مابین حقہ پینے کے موضوع
پر بھی خط و کتابت ہوئی تھی[۷]۔

Marfat.com

باب ۴

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے بعض

مشائخ اور سلسلہ طریقت

خاندانِ قادریہ : اوّل خانوادہ حبیبیہ : یہ خاندان حضرت حبیب عجمی قدس اللہ سرہٗ سے جاری ہوا۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے خلیفہ تھے۔ سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ نے ۱۵۶ھ میں وفات پائی، مرقد پاک عجم میں ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ عتیق عرف خفیفؒ، حضرت خواجہ بایزید بسطامیؒ عرف طیفور شامیؒ، حضرت داؤد طائیؒ، حضرت شیخ فتح اللہ گازرونیؒ، حضرت شاہ عبداللہ بن عوف گازرونیؒ ان پانچوں حضرات کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

خانوادہ طیفوریہ : یہ خاندان حضرت طیفور الدین شامیؒ سے جاری ہوا۔ آپ حضرت عین الدین شامیؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ بعض اس خانوادہ کو حضرت بایزید بسطامیؒ سے ملاتے ہیں۔ آپ نے ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔ اس خانوادہ کے دو گروہ جاری ہوئے۔ اوّل طبقافیؒ جو حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدارؒ سے جاری ہوا جو حضرت طیفور الدین شامیؒ کے مرید تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ اس گروہ کی سڑسٹھ (۶۷) شاخیں ہیں اور چھیانویں خلیفہ کل ہوئے ہیں۔ دوسرا گروہ شطاریہ ہے اس کی تفصیل یوں ہے۔

حضرت شیخ ابویزید طیفوریؒ ابن عیسیٰؒ ابن آدم بسطامیؒ ابن سروشان بسطامیؒ سلسلہ شطاریہ کے پیشوا ہیں۔ اس سلسلہ کو ایران میں "عشقیہ" کہتے ہیں۔ روم میں "بسطامیہ" اور ہند و پاک میں "شطاریہ" کہتے ہیں۔ ان کے مشائخ نے عراق، عرب، عجم، ایران اور توران میں اس سلسلہ کو فروغ دیا۔ آپ تجلیات الٰہیہ کے محرم اور اسرار حق کے مظہر تھے۔ ہمیشہ قربِ الٰہی کے مقام پر رہا کرتے تھے۔

Marfat.com

محبتِ الٰہی کی آگ میں سوختہ اور بدن کو مشاہدہ میں مشغول رکھتے تھے۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ آپ کی ذاتِ بابرکات ہم میں ایسی ہے جیسے جبرائیل علیہ السلام فرشتوں میں، نیز تمام سالکانِ راہ کی انتہا آپ کی ابتداء ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ نے ۲۶۰ھ/۸۷۳ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار پُرانوار بسطام میں

① حضرت شاہ عبداللہ شطاریؒ

۹۳۰ھ کے بعد شطاری گروہ کے سرآوردہ بزرگ حضرت محمد صادقؒ نے ماوراالنہر کے شہروں میں رُشد و ہدایت کا عَلم بلند کیا اور قبلہ گاہ مشائخ و فضلاء رہے۔ ان ہی مشائخ میں سے نویں صدی ہجری (پندرھویں صدی عیسوی) کے آخر میں حضرت شاہ عبداللہ شطاریؒ (م ۸۹۰ھ/۱۴۸۵ء) ایران سے ہندوستان میں تشریف لائے۔ ہندوستان کے کفرستان کو نورِ اسلام سے منوّر کیا۔ آپ مشائخ کبار سے ہیں اور آپ کا شمار کاملینِ وقت میں ہوتا ہے۔ آپ کمالات ظاہراور باطن سے متصوف تھے۔ ریاضات اور کرامات کے لحاظ سے بہت بلند مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے مشرب شطاریہ پر ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے جس میں آپ نے اپنا سلسلہ نسب بھی بیان کیا ہے جو چند واسطوں سے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ سے جا ملتا ہے وہ اس طرح ہے۔

"حضرت شاہ عبداللہ شطاریؒ پسر حسام الدین عبداللہؒ ابن رشید الدینؒ ابن ضیاء الدینؒ ابن نجم الدینؒ ابن جمال الدین حمادؒ ابن عمرؒ المعروف بہ شیخ الشیوخ شیخ شہاب الحق والدین سہروردیؒ۔"

آپ کا سلسلہ طریقت سلسلہ طیفوریہ میں حضرت بایزید بسطامیؒ تک منتہی ہوتا ہے اس سلسلہ کے بزرگوں کے نام بترتیب حسب ذیل ہیں:۔

"حضرت شیخ عبداللہ شطاریؒ، حضرت شیخ محمد عارف طیفوریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ وہ حضرت شیخ محمد عاشقؒ بن حضرت شیخ خدا قلیؒ کے وہ اپنے والد ماجد حضرت شیخ محمد خدا قلیؒ ماوراالنہری کے، وہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانیؒ کے، وہ حضرت خواجہ ابوالمظفر مولانا ترک طوسیؒ کے وہ حضرت خواجہ ابی یزید عشقیؒ کے، وہ حضرت خواجہ محمد مغربیؒ کے، وہ سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ کے وہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے اور وہ اپنے آباؤ اجداد کے خلیفہ تھے۔"

"السمط المجید" میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ محمد مغربیؒ نے حضرت شیخ بایزید بسطامیؒ کا زمانہ نہیں پایا

Marfat.com

بلکہ ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔ "صفتہ الصفوۃ" سے علم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ محمد مغربیؒ شیخ بایزید بسطامیؒ کے زمانہ میں موجود تھے کیونکہ اُنہوں نے ایک سو بیس برس بعد وفات پائی ہے۔ حضرت شیخ محمد مغربیؒ حضرت شیخ علی بن زرینؒ کے شاگرد مُرید تھے جو حضرت حسن بصریؒ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔

(۲) سلسلہ شطاریہ کی وجہ تسمیہ

شطار کے معنی تیز رفتار کے ہیں اور صوفیہ کی اصطلاح میں علمِ شطار مشغلِ باطنی کو کہتے ہیں جس سے فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اصطلاح تصوف میں شطار منسلکین کی ہر وہ جماعت کہلاتی ہے کہ جن کی سیر بطریق جذبے کے ہو، چونکہ شیخ عبداللہ شطاریؒ کے طریقے میں سالک کو ایسے اعمال میں مشغول کیا جاتا ہے کہ جس کی بنا پر وہ فی الفور جذبہ الٰہی کا مورث ہوتا ہے۔ کشف اللغات میں ہے کہ شطار ان کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ سالک ان کے طریقے میں طرفۃ العین میں حق تعالےٰ تک پہنچتا ہے[1]۔ اس سلسلے کے بزرگ دوسرے سلسلوں کے بزرگوں سے "شطار" یعنی زیادہ تیز اور سرگرم ہوتے ہیں یہ لوگ جنگلوں میں رہ کر سخت ریاضتیں کرتے تھے[2]۔

کتاب جواہر خمسہ[3] میں لکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "نزل علم الشطار قبل الفرقان فی صدری فتحققت حقیقۃ الاشیاء من الازل الی الابد"

(ترجمہ) میرے سینہ میں علم شطار نازل ہوا، قرآن سے پہلے اور ازل سے ابد تک مجھے حقیقت الاشیاء سے آگاہی ہو گئی۔

پس یہ علم شطار حضرت رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہنچا اور آپ سے صوفیاء کرام کو حاصل ہوا، اس وجہ سے مشغل باطن تمام سلاسل کا معمول ہو گیا جب شیخ عبداللہؒ کو ریاضت و مجاہدہ سے علمِ شطار کما حقہ، حاصل ہو گیا تو آپ اسی صفت سے موصوف ہو گئے اور آپ کے شیخ محمد عارف طیفوریؒ نے آپ کو شطار کا لقب عطا فرمایا۔ آپ کے مریدین بھی اسی نام سے موسوم ہوئے۔ شیخ محمد عارف طیفوریؒ نے آپ کو خرقہ خلافت دے کر رشد و ہدایت کے لئے ہندوستان کی طرف روانہ کیا، اور سلسلہ شطاریہ کا آغاز ہندوپاک میں آپ نے کیا[4]۔ آپ اپنے پیرومرشد کی وصیت کے مطابق جس جگہ تشریف لے جاتے وہاں اعلان کرتے کہ جو شخص صاحب حق ہے میرے پاس آئے تاکہ میں اسے سلوک شطار عطا کروں اور مشائخ روزگار کی خدمت میں جا کر کہو کہ اگر آپ کے پاس کوئی چیز ہے

تو مجھے عنایت کرو ورنہ جو کچھ میرے پاس ہے حاضر ہے۔ یہ دیکھ کر بہت طالبانِ حق اور بے شمار خلقت آپ کے گرد ہو گئی اور اخذِ فیض ہوئی۔

رفتہ رفتہ آپ شہر مانک پور میں پہنچے اور حضرت حسام الدین مانک پوریؒ اور ان کے خلفاء سے ملاقات ہوئی۔ شیخ حسام الدینؒ نے کمال عجز و انکساری سے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جو آپ کے سامنے ظاہر کروں اور جو کچھ میں نے اپنے مشائخ سے حاصل کیا ہے۔ اس قدر ہے کہ اب تک اس کے فوائد سے مستفیض ہو رہا ہوں اور آپ سے مزید کوئی چیز حاصل کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ شیخ عبداللہ شطاریؒ اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔ اور آپ کی بلند ہمتی کی داد دی۔ کچھ عرصہ گذرنے کے بعد آپ جون پور چلے گئے جہاں آپ بہت مقبول ہوئے۔ مخدوم شیخ محمد المعروف بہ قاضن میریؒ اور دیگر احباب نے آپ سے تربیت حاصل کر کے مرتبہ ارشاد کو پہنچ گئے۔ چنانچہ آج تک یہ سلسلہ شیخ قاضن اور دوسرے خلفاء کے ذریعہ جا بجا جاری ہے۔

مالوہ کا حاکم آپ کا احترام کرتا تھا۔ آپ کو بہت عزت و تکریم کے ساتھ صوبہ مالوہ کے پایۂ تخت شہر مندو (مانڈو گڑھ) میں ٹھہرایا۔ کئی برس وہاں قیام پذیر ہو کر ہدایت خلق میں مشغول رہے۔

لطائف اشرفی کی عبارت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جب میر سید اشرف جہانگیرؒ سیر کرتے ہوئے مالوہ تشریف لے گئے تو شیخ عبداللہ شطاریؒ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اخذِ فیض ہوئے۔

شیخ عبداللہ شطاریؒ بڑے صاحبِ کمال اور عالی مقام بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کی کرامات و کمالات بیان سے باہر ہیں۔ آپ مریدین کی تربیت میں خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ آپ نے ۸۹۰ھ/ ۱۴۸۵ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک مالوہ کے سابق دارالسلطنت مانڈو میں قلعہ کے اندر واقع ہے۔ آپ کے سلسلے کے مشہور شیخ پیر میر ٹھیؒ تھے۔ ایک دفعہ جہانگیر بادشاہ کے ہمراہ مانڈو گئے اور مزار مبارک تیار کرایا۔ وہ عمارت اب تک موجود ہے۔

شیخ موصوف کے انتقال کے بعد آپ کے خلیفہ شیخ محمد المعروف بہ شیخ قاضن میریؒ نے اس سلسلہ کو پھیلایا۔ آپ کا مرکز ضلع مظفر پور (بہار) کا جنوبی علاقہ تھا۔ آپ سے دو بزرگوں نے تربیت پائی جو بڑے صاحب کمال اور عالی مقام بزرگ ہوئے ہیں۔ ایک حضرت میر سید علی قوامؒ جن کا مزار جونپور کے

Marfat.com

نواح سرائے میراں میں واقع ہے۔ دوسرے آپ کے فرزند اکبر اور جانشین حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست تھے۔ ان دونوں بزرگوں نے سلسلہ شطاریہ کو فروغ دیا۔ حضرت شیخ علی قوام جونپوری، حضرت عبدالقدوس گنگوہی نظام آبادی کے خلیفہ تھے۔ وہ شیخ حافظ کے خلیفہ تھے۔ وہ شیخ عبداللہ شطاری سے بھی خرقہ خلافت حاصل کئے ہوئے تھے۔ اس طرح ہند و پاک میں دو شاخوں سے سلسلہ شطاریہ کی اشاعت ہوئی۔

حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست نے ۹۴۶ھ/۱۵۷۸ء (مابعد) وفات پائی۔ آپ کا مزار پرگنہ انوار حاجی پور (بہار) کے قریب ہے۔

شیخ ظہور حاجی حمید الدین "حضور" آپ کے خلیفہ تھے۔ آپ بڑے قوی الحال اور صاحب ارشاد تھے۔ روحانیت میں بلند مقام رکھتے تھے۔ آپ نے ۹۳۰ھ/۱۵۲۳ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار مبارک ضلع سارن پور (بہار) میں زین سرائے میں واقع ہے آپ کو "حضور" اس لئے بیان کرتے ہیں کہ آپ بے اولاد تھے۔ ؎

(۲) حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری

حضرت حاجی حمید الدین حضور کی وفات کے بعد حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری مسند خلافت پر متمکن ہوئے اور گوالیار میں قیام کر کے فیض رسانی کا سلسلہ جاری کیا۔ شاہ و گدا سب ہی آپ سے اخذ فیض کرتے۔ آپ کا دربار شاہان عالم کا ملجا و ماویٰ تھا۔ عوام مادی اور روحانی دونوں قسم کی ضروریات پیش کرتے اور ان کی مجالس میں انہیں سکون میسر آتا۔ آپ صاحب ارشاد تھے۔ بابر بادشاہ، ہمایوں بادشاہ اور اکبر بادشاہ کو آپ سے خاص عقیدت تھی، جہانگیر بادشاہ آپ کا بہت احترام کرتا تھا۔ تھامس ولیم بیل (T. W. BEALE) نے لکھا ہے "آپ (شیخ محمد غوث) مستجاب الدعوات تھے جو پیشگوئی فرماتے تھے پوری ہوتی تھی۔ اس وجہ سے آپ نے کافی شہرت پائی اور بادشاہ وقت بھی آپ کے دربار میں حاضر ہو کر آداب بجا لاتے تھے۔"

آپ کا اسم گرامی ابوالموید محمد تھا۔ لیکن مرشد نے انہیں "غوث" کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ اور وہ اپنے نام سے زیادہ اپنے لقب سے مشہور ہوئے ہیں۔ آپ کا ہندوستان کے اعاظم صوفیا میں

Marfat.com

شمار ہوتا ہے۔ آپ بلند پایہ کے مصنف تھے۔ آپ کی تصنیفات جواہرِ خمسہ، اورادِ غوثیہ، معراج نامہ، بحرالحیات، ضمائر و بصائر، کلید مخازن اور کنز الوجود قابلِ ذکر ہیں جو آپ کی علمیت اور محققانہ قابلیت کی روشن دلیل ہے۔

بعض تذکروں میں درج ہے کہ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ اپنے بھائی شیخ بہلولؒ اور معہ سارے بھائیوں کے حضرت حاجی حمید الدین حضورؒ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اور بیعت ہوئے۔ مگر حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

ہمایوں بادشاہ آپ کے بھائی شیخ بہلولؒ کا مرید تھا، جب تک زندہ رہا آپ کی دعا برکت سے اسے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ ۹۴۵ھ میں ہمایوں کے چھوٹے بھائی مرزا ہنڈال نے باغی ہو کر علمِ بغاوت بلند کیا، بادشاہ نے اس کو نصیحت کے لئے شیخ بہلولؒ کو اس کے پاس بھیجا، مرزا ہنڈال نے چند اوباش لوگوں کے مشورہ سے آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی قبر بیانہ (بھارت) جو ہنڈون کے قریب واقع ہے کے دروازہ پر ہے۔ بیانہ کا قلعہ وجیا مندر گڑھ مشہور ہے۔ اس پر ایک قدیم ناگری کتبہ وجیا پالا کا ہے جس کا زمانہ ۱۰۴۳ء ہے۔ اس وجہ سے اس قلعہ کو وجیا مندر گڑھ کے نام سے پکارتے ہیں۔

جونپور کے قریب نالہ برکٹہ اور نالہ دمدمہ موضع کو ہنڈہ پر ملتے ہیں، طغیانی کی وجہ سے شہر کے اکثر محلے ویران و برباد ہو جاتے تھے۔ شیخ بہلولؒ نے شہنشاہ بابر کے عہد میں ایک پل اور بند تعمیر کرایا، جو مدتوں تک قائم رہا۔ اب چند سالوں سے شکستہ حالت میں ہے۔ مگر پھر بھی اس قدیم یادگار کے نشانات اب تک موجود ہیں۔

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ نے اورادِ غوثیہ سن ۹۴۹ھ/۱۵۴۲ء میں تصنیف فرمائی۔ اس تصنیف میں آپ نے اپنی تاریخِ ولادت ۲ رجب المرجب بروز جمعہ وقت نمازِ پیشین ۹۰۷ھ تحریر فرمائی ہے اور جائے پیدائش ظہور آباد (غازی پور) لکھی ہے۔ آپ نے حالاتِ زندگی سات سال کی عمر سے ۴۳ سال کی عمر تک نہایت اختصار سے بیان کئے ہیں۔ یہاں آپ کا بیان نقل کیا جاتا ہے۔

ترجمہ:۔ اس درویش نے سات سال کی عمر میں راہِ طریقت میں قدم رکھا، ۹ سال کا تھا کہ معرفت حاصل ہوئی، پندرہ سال کی عمر میں رہنمائی کر رہا تھا۔ بائیس سال کی عمر میں معراج ہوئی، پچیس سال کی عمر میں طالبانِ طریقت کو ہم رنگ بنا رہا تھا، تینتیس سال کی عمر میں مرجع خاص و عام ہو گیا اور مقتدی

Marfat.com

ار شوی بن گیا تھا۔ چالیس سال کی عمر میں بادشاہوں سے کچھ اختلاف کی صورت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ سفر اختیار کیا اور ملک گجرات پہنچا۔ یہ اوراد غوثیہ قلعہ چاپانیر میں لکھے گئے ان اوراد کو لکھتے وقت اس درویش کی عمر ۴۳ سال کی تھی۔ یہ فقیر ماہِ رجب روز جمعہ وقت نمازِ پیشین ۹۰۶ھ میں پیدا ہوا۔ اور مذکورہ بالا تحریر ماہ جمادی الاول ۹۴۹ھ میں مکمل کی۔"

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ چودہ سلسلے تصوف کے مقتداء تھے۔ کائناتِ ارض کی سیاحت کی۔ دنیا بھر کے روحانی خانوادوں سے فیض یاب ہوئے اور بعض حضرات سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ سفر کے دوران ایک کوزہ کندھے پہ اٹھائے رکھتے تھے۔ مصلیٰ بغل میں ہوتا تھا۔ ایک عصا ہاتھ میں رکھتے جسمانی طور پر بڑے نازک و لطیف تھے۔ ۱۱

محمد غوثی شطاری مانڈویؒ گلزار ابرار ص ۲۸۷ میں تحریر کرتے ہیں۔

"آپ (حضرت محمد غوث گوالیاریؒ) نے شطاری شیر خوار بچوں کو نوزادگی کی پستی سے ابھار کر مشائخ کی باطنی پرورش کے ذریعے نوجوان کیا اور توحیدِ ایمان کے درخت کو تقلید اور استدلال کی خزاں سے بذریعہ نوبہار تحقیق دے کر دائمی سرسبزی بخشی تاکہ درخت مذکورہ افرادِ انسانی کے باغ میں ازلی توفیق کا پانی پی کر بار آور ہوا۔"

آپ نے اپنی تصنیف معراج نامہ میں اپنے عروج اور روحانی کمالات کا ذکر کیا ہے۔ ہمایوں سلطنتِ ہند سے محروم ہوا اور اپنا ملک چھوڑ کر ایران چلا گیا تو درباری حاسدوں نے شیر شاہ سوری کے کان بھرے اور معراج نامہ پیش کر کے کہا کہ اس میں کفریہ کلمات درج ہیں۔ شیر شاہ سوری آپ کو سزا دینا چاہتا ہے۔ آپ گوالیار سے ہجرت کر کے ۹۴۷ھ میں گجرات چلے گئے۔ گجرات کے علماء نے بھی آپ کی مخالفت کی اور ایک محضر نامہ لکھ کر تمام علماء نے اپنی اپنی مہریں ثبت کر کے قتل کا فتویٰ دیا۔ یہاں تک کہ حضرت علی متقیؒ ۱۲ نے جو علوم ظاہری و باطنی میں بلند مقام رکھتے تھے۔ محضر نامہ مذکور پر اپنی مہر بھی ثبت کر کے بادشاہ کے پاس بھیج دی۔ بادشاہ نے تامل کر کے کہا کہ جب تک شیخ وجیہہ الدین گجراتیؒ کی اس پر مہر ثبت نہ ہو گی۔ قتل کا حکم نہ دیا جائے گا۔ پس محضر نامہ مذکورہ آپ کے پاس بھیجا گیا اور آپ حالات دریافت کرنے کی غرض سے حضرت شاہ محمد غوثؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ جب سارے حالات و واقعات سے آگاہ ہوئے تو

Marfat.com

علماء کو جواب میں فرمایا کہ تمہارا فہم کلمات و معانی میں شاہ محمد غوثؒ کو نہیں پہنچ سکا اور جو تم نے حکم کیا ہے ظاہر شریعت میں ایسا ہی ہے لیکن یہ معاملہ باطنی ہے اور معراج حضرت سید صاحبؒ (حضرت شاہ محمد غوثؒ) کا عالم واقعہ میں وقوع میں آیا ہے اور حالات واقعہ کو عالم ظاہر کے ساتھ کچھ اعتبار نہیں، یہ احوال عالم صحو و سکر میں ہیں۔ بیداری اور عام حالات میں یہ واقعات و احوال رونما نہیں ہوئے۔ پھر علماءِ کرام نے اپنا محضر نامہ واپس لے لیا۔ ۱۳ ؎

مختصر یہ کہ اس رسالہ میں آپ نے آسمانوں اور سیّاروں کی سیر کا ذکر کیا ہے جو عالم بیخودی میں واقع ہوئی تھی۔ جب کہ آپ کو ظاہر کی کچھ خبر نہ تھی، اس رسالہ کی وجہ سے آپ کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر گجرات سے اکبر آباد ۹۶۶ھ میں پہنچے تو اسی معراج نامہ کی وجہ سے بیرم خاں اور شیخ گدائی درپے آزار ہو گئے تو شیخ موصوفؒ آزردہ خاطر ہو کر گوالیار واپس تشریف لے آئے اور اپنی جاگیر پر جو مغل بادشاہوں نے عطا کی ہوئی تھی، پر قناعت کی۔ گوالیار پہنچنے کے بعد آپ نے ایک خانقاہ تعمیر کرائی، بیعت و ارشاد میں مشغول ہو گئے اس سلسلہ کی تعلیمات میں محویّت کا عنصر غالب تھا اور ان کے پیرو کار عالم بے خودی میں رہتے تھے اور ہر چیز سے بے خبر ہو جاتے تھے۔

اولیاءِ عہد اکبری کے ذکر میں ملّا عبدالقادر بدایونی بیان کرتے ہیں کہ شیخ محمدؒ علم دعوت اسماء میں بڑی مقتدا اور صاحبِ تصرف تھے۔ اس علم کی اجازت انہوں نے اپنے بھائی شیخ بہلولؒ سے جو صاحب کرامات اور خوارق تھے، حاصل کی تھی، ہمایوں بادشاہ دونوں بزرگوں کا نہایت معتقد تھا۔ اور جو خلوص اس کو ان سے تھا کسی اور سے نہ تھا۔ طریقۂ دعوت اسماء کا بھی ان سے سیکھا کرتا تھا۔

مزید ملا عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ (ص ۲۱۹) میں لکھتے ہیں کہ ہم رہتاس گڑھ کے جنگل میں شیخ محمد غوثؒ گوالیاری کے مکان پر پہونچے۔ شیخ ممدوح بڑے ولی کامل اور عامل تھے۔ صبح کو ان کے کسی مرید نے ایک غار دکھلایا جس میں شیخ ممدوح نے بارہ برس تک عبادت کی تھی اور اس مدت میں فقط جنگل کے میووں اور پتوں کی غذا پر اکتفا کیا تھا اور ان کے اعمال کا یہ اثر تھا کہ سارے بادشاہ بڑی تعظیم و تکریم کرتے رہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ نے ۱۴ رمضان المبارک ۹۷۰ھ میں اکبر آباد میں وفات پائی۔ اور گوالیار میں دفن ہوئے۔ آپ کا روضہ شہنشاہ اکبر کے کہنے پر آپ کے صاحبزادے شیخ عبداللہؒ متوفی ۱۰۲۱ھ/۱۶۱۲ء کی نگرانی میں تعمیر ہوا، جو اکبری عہد کی ممتاز ترین یادگار ہے اور زیارت گاہِ خلائق ہے۔ ملا اسمٰعیل عطائی معمائی نے آپ کی تاریخ وفات یوں بیان کی ہے "بندہ خدا شد" (۹۷۰ھ)

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ کے خلفاء اور مریدین بے شمار تھے جو ہندو پاک اور عرب و عجم میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان کے حالات کے لئے ایک علیحدہ تذکرے کی ضرورت ہے، یہاں صرف آپ کے ممتاز خلیفہ شیخ وجیہہ الدین گجراتی علویؒ کا ذکر کیا جاتا ہے جن کی شاخ سے حضرت شاہ عنایت قادریؒ کا سلسلہ چلا جو اس تالیف کا موضوع ہے۔

۴۔ حضرت شیخ وجیہہ الدین گجراتی علویؒ

رسالہ معارف اعظم گڑھ ماہ فروری ۱۹۳۴ء میں مولانا سید ابوظفر ندوی بیان کرتے ہیں کہ شاہ صاحبؒ کا اصلی نام سید احمد ہے مگر دنیا ان کو وجیہہ الدین کے نام سے جانتی ہے سلسلہ نسب یہ ہے وجیہہ الدین بن قاضی نصر اللہ بن قاضی سید عماد الدین بن سید عطاء الدین بن قاضی سید معین الدین بن سید بہاء الدین بن سید کبیر الدینؒ، اسی طرح سلسلہ سیدنا امام محمد تقیؓ تک پہنچتا ہے"۔

سید کبیر الدینؒ کا اصلی وطن یمن تھا لیکن مکہ معظمہ میں آکر مقیم ہوگئے اور اسی لحاظ سے بعض لوگوں نے ان کو مکی بھی تحریر کیا ہے۔ آٹھویں صدی کے آخری یا نویں صدی کے ابتداء میں بہ عہد مظفر شاہ اول گجرات تشریف لائے اور مقام پاٹری ضلع جھالاواڑ میں توطن اختیار فرمایا اور ہدایت خلق میں مشغول ہوگئے حکام وقت کی طرف سے اس خاندان کو محکمہ قضاء سپرد ہوا، ان کی اولاد تا زیست اس محکمہ سے منسلک رہی اور مختلف ضلعوں میں بہ حیثیت قاضی کام انجام دیتے رہے، حضرت شاہ وجیہہ الدین کے والد ماجد نصر اللہ محمود بیگڑہ کے آخر عہد میں بمقام چانپانیر قاضی کے عہدہ پر مامور تھے اور ان کی خصوصیات یہ تھی کہ مشتبہ امور سے بہت احتراز فرماتے تھے۔ سلطان مظفر حلیم ان سے بہت خوش تھا اس لئے احمد آباد اپنے ساتھ لاکر اپنے محل کے پاس امامت کے لئے جگہ دی یہ وہی مقام ہے جس کو آج خانقاہ (یادگار) شاہ وجیہہ الدین کے نام سے لوگ موسوم کرتے ہیں، یہاں ہی آپ کی ولادت ہوئی، آپ علوی نسب سے تعلق رکھتے تھے، چونکہ آپ مسافر تھے اس وجہ سے اس نسب کو ظاہر نہ کرتے تھے۔

Marfat.com

سات سال کی عمر میں شاہ صاحبؒ نے قرآنِ مجید حفظ کر لیا اور آٹھویں سال تجوید کے ساتھ قرآن پاک علماء کے سامنے سنایا اس کے بعد علومِ متداولہ میں مشغول ہوئے اور اپنے چچا سید شمس الدینؒ سے ابتدائی کتابیں پڑھیں پھر اپنے ماموں سید ابو القاسمؒ سے حدیث کا درس لیا، ۱۴-۱۵ سال کی عمر میں علامہ محمد بن محمد ملکیؒ سے حدیث کا اختتام فرمایا اور سب سے آخر میں محدث ابو البرکات بنبانی عباسیؒ کو حدیثیں سنائیں، علومِ عقلیہ محقق جلال الدین دوانیؒ کے شاگرد مولانا عماد الدین طارمیؒ اور ابو الفضل مظہر الدین محمد گازرونیؒ جیسے علماء عصر سے حاصل کئے۔ ۲۴ سال کی عمر میں شاہ صاحبؒ نے علوم ظاہر کی تکمیل فرمائی۔

آپ اپنے زمانے کے بڑے عابد اور متقی عالم تھے۔ شریعت کی نہایت پابندی کرتے تھے، ہمیشہ دینی علوم کے درس و تدریس میں مشغول رہتے تھے۔ تمام عقلی اور نقلی علوم پر قدرت و عبور حاصل تھا اور مشائخ متاخرین میں بلند مقام تھا، ظاہر علوم میں اتنی استعداد رکھتے تھے کہ بہت سی درسی کتابوں پر حواشی لکھے اور شرحیں لکھیں اگرچہ آپ کی نسبت دوسرے سلاسل سے بھی تھی۔ لیکن تربیت و تکمیل، اجازت و خلافت طریقہ شطاریہ سے حاصل کی اور سید محمد غوث گوالیاریؒ سے فیض یاب ہوئے اور خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔[14]

مولانا عالم گل بہاری کے تذکرے کے حوالے سے مولانا محمد غوثی شطاری مانڈوی (۴۰۵) پر لکھتے ہیں "آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شیخ نصر اللہ علوی تھا۔ مولد اور مرقد دونوں احمد آباد گجرات میں ہیں۔ آپ دونوں جہاں کے قطب، دونوں جہاں کے حقائق کے مرکز، حصول اور حضوری علم کے مالک کتابی اور وہبی علم کے خداوند، کتابی منقوشش اشیا کے رموز دان اور اسرار لوح محفوظ کے راز دار تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ نے علمی صورت سے نکل کر ۹۰۲ھ میں عنصری پیکر کے وطن کو اپنی ولادت کے جلوے سے منور فرمایا اور ولادت کے بعد پانچویں سال کے آغاز سے اخیر تینتیس سال تک آپ طرح طرح کے علوم متداولہ اور غریبہ کی تحصیل میں مشغول رہے یہاں تک کہ ساٹھ علم سے زیادہ ہی زیادہ آپ کو حاصل ہو گئے۔ جب مجازی کثرت آباد سے حقیقی وحدت گاہ کو آخری سفر ہوا تو تاریخ اٹھائیسویں صفر تھی اور ہجری سنہ نو سو ستانویں ۹۹۷ تھا..... اس باسٹھ سال کی مدت میں آپ کی فیض رسانی کی بدولت بہت سے ذی استعداد لوگوں نے آپ کی شاگردی سے خلعت استادی پایا اور بہت

Marfat.com

ے بلند بہت صوفیوں نے آپ کی دل نشین تلقین سے خرقہ خلافت حاصل کیا"[۱۵]

مولانا فقیر محمد جہلمی صاحب[۱۶] حدائق الحنفیہ بیان کرتے ہیں "شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتیؒ عالم ماہر، فاضل متبحر، زاہد، عارف، فقیہہ، محدّث، جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے، علامہ عماد الدین محمد طارمی کے شاگرد تھے، تمام عمر تدریس علوم اور تصنیف کتب میں مصروف رہے اور اکثر کتب کے شروح و حواشی تصنیف فرمائے۔

مولانا عبدالحئی حسینیؒ تحریر کرتے ہیں "سرسٹھ سال تک احمد آباد میں معقول و منقول کے پڑھانے میں اپنی اوقات بسر کی اور شرح جامیؒ سے لے کر تفسیر بیضاوی تک تیئس کتابوں کے حواشی و شروح لکھے، انہیں کی زندگی میں احمد آباد سے لاہور تک ان کے شاگرد پھیل کر علمی خدمتوں میں مصروف ہو گئے تھے۔ استاذ الاساتذہ کا منصب جلیل اپنی زندگی میں ان کو حاصل ہو گیا تھا"[۱۷]

شیخ وجیہہ الدینؒ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ کتابوں کے بکثرت شروح و حواشی لکھے ہیں۔ بحوالہ حدائق الحنفیہ آپ کی چند معروف تصانیف بیان کی جاتی ہیں[۱۸]۔

۱۔ شرح نخبۃ الفکر (اصول حدیث میں) ۲۔ حاشیہ مطول۔ ۳۔ حاشیہ تفسیر بیضاوی۔ ۴۔ حاشیہ عضدی۔ ۵۔ حاشیہ تلویح۔ ۶۔ حاشیہ بزدوی۔ ۷۔ حاشیہ ہدایہ۔ ۸۔ حاشیہ شرح وقایہ۔ ۹۔ حاشیہ مختصر۔ ۱۰۔ حاشیہ شرح تجرید، ۱۱۔ حاشیہ اصفہانی، ۱۲۔ حاشیہ شرح عقائد تفتازانی، ۱۳۔ حاشیہ قدیمہ محقق دوانی، ۱۴۔ حاشیہ مواقف، ۱۵۔ حاشیہ شرح حکمۃ العین، ۱۶۔ حاشیہ شرح مقاصد، ۱۷۔ حاشیہ شرح چغمینی، ۱۸۔ حاشیہ شرح جامیؒ، ۱۹۔ شرح ارشاد فی النحو۔ وغیر ذالک۔

جہانگیر بادشاہ نے تزک جہانگیری میں لکھا ہے[۱۹] (ترجمہ) "شیخ وجیہہ الدینؒ۔ شیخ محمد غوثؒ کے ایسے بلند مرتبہ خلیفہ تھے جن پر خود مرشد کو ناز تھا۔ عہد اکبری میں خان اعظم اور خان خاناں مرزا عبدالرحیم آپ کا بہت ادب کرتے تھے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ خانخاناں نے کچھ کتابیں بھی آپ سے پڑھیں اور آپ سے ترقی مراتب عالیہ کے لئے استدعا بھی کی، جناب شاہ صاحبؒ شاعر بھی تھے۔ وجہی تخلص کرتے تھے۔ اشعار فارسی میں کہتے تھے۔ آپ کی بیشتر تصانیف عربی زبان میں ہیں اور فارسی میں کم، بوقت ضرورت ملکی علاقائی

زبان بھی استعمال کرتے تھے۔ ہزاروں فتوے آپ کے قلم سے نکلے۔ آپ اپنے زمانہ کے بلند پایہ عالم تھے علماء کی ایک کثیر تعداد آپ کے درس سے فیض یاب ہوئی جس درس کا نام "درس محمدی" تھا۔ ۲۴ سال کی عمر سے طالب علموں کو پڑھانا شروع کیا اور ۶۴ برس تک اسی شغل میں مصروف رہے۔ آپ نے ۸۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔

آپ کا مزار مدرسہ کے وسطِ صحن میں بنایا گیا۔ جو زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ امراءِ اکبری میں سے ان کے معتقد صادق خاں (مرتضیٰ خاں بخاری) نے اپنے عہد صوبہ داری گجرات ۱۰۱۴/۱۰۱۸ھ میں مرقد کے اوپر چھتری تیار کی جس پر سیپ کا کام نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے۔

⑤ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے پیر و مرشد اور سلسلہ طریقت

حضرت شاہ عنایتؒ سلسلہ شطاریہ قادریہ میں حضرت شاہ محمد رضا لاہوری[20] کے خلیفہ تھے۔ آپ جامع علوم ظاہری و باطنی، حاوی کمالات صوری و معنوی، واقف رموزِ شریعت و طریقت، فاضل متبحر اور زبردست فقیہہ تھے۔ آپ کا فتویٰ بھی چلتا تھا۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی قاضی محمد فاضل[21] لاہوریؒ تھا۔ جو اورنگزیب عالمگیر کے عہد میں قضای لاہور تھے اور "قاضی" کے لقب سے ملقب تھے۔
حضرت شاہ محمد رضاؒ کی بیعت و خلافت سلسلہ شطاریہ میں اپنے والد اکرم حضرت قاضی محمد فاضل لاہوریؒ سے تھی جن کا سلسلہ بیعت چند واسطوں سے حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ اور ان کے خلیفہ اعظم حضرت شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی پر منتہی ہوتا ہے۔ رائے بہادر کنہیا لال تاریخ لاہور میں لکھتا ہے "شاہ عنایت اللہ شاہ رضا شطاری کا مرید تھا۔ جس کا مرید سید بلھے شاہ قصوری ایک مشہور ولی ہوا ہے"[22]

صاحب "حدائق الحنفیہ" بیان کرتے ہیں۔ آپ (شاہ رضا شطاریؒ) اعاظم علمائے دین اور کبرائے مشائخ روئے زمین تھے۔ علوم ظاہری میں صاحب فتویٰ اور علوم باطنی میں صاحب ارشاد تھے۔ مشائخ متاخرین میں جس قدر فتوحات ظاہری و باطنی آپ کو نصیب ہوئی ہے۔ پنجاب اور لاہور میں کسی کو میسر نہیں ہو سکیں جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا تھا ویسا ہی ظہور میں آتا تھا کرامات و خوارق بے اختیار آپ سے ظاہر ہوتے تھے۔ مصنف "تذکرہ علمائے ہند" مولوی رحمان علی تحریر کرتے

Marfat.com

ہیں کہ شاہ رضا قادری شطاریؒ لاہور کے ممتاز عالم، کامل اور صاحب فتویٰ وارشاد تھے۔ ظاہر اور باطن میں جو فتوحات حاصل ہوئی تھیں کسی دوسرے کو حاصل نہ تھیں آپ کو پنجاب کے صوفیا میں خاص عظمت و شہرت حاصل تھی۔ آپ کی وفات ۱۲ جمادی الاول ۱۱۱۸ھ بمقام لاہور ہوئی۔ آپ کا مزار اقدس بازار حکیم محمد لطیف ہیرا منڈی میں ایک اونچے چبوترے پر واقع ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے[۲۳] "آیت رحمت جہاں" ۱۱۱۸ آپ کی تاریخ وفات ہے۔

یہ امر مخفی نہ رہے کہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ سلسلہ قادریہ، شطاریہ، سہروردیہ اور چشتیہ کے جامع تھے، خرقہ خلافت سے سرفراز تھے۔ مگر طریقہ قادریہ شطاریہ پسندیدگی خصوصیت تھی، قادریہ شطاریہ سلوک کا شدت سے غلبہ تھا، مریدین سالکین کو سلوک اور علم باطن کی تعلیم کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی تھی۔ تعلیم سلوک کے ساتھ علوم ظاہری کی تعلیم کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔

جیساکہ گذشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ سلسلہ قادریہ و شطاریہ میں حضرت شاہ محمد رضاؒ لاہوری (م ۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء) کے مرید و خلیفہ تھے اور طریقہ چشتیہ و سہروردیہ میں حضرت ابوالنصر عرف سید الیاسؒ[۲۴] سے خرقہ خلافت حاصل کئے تھے جن کے شیخ حضرت مجتبیٰ روحیؒ تھے۔ وہ حضرت قطب العالم مسیح الاولیاء حضرت شیخ عیسیٰ سندھی جنداللہ ابن شیخ قاسم سندھی قدس اللہ سرہٗ العزیز کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت قطب العالمؒ نے ۵ ذالحجہ ۹۶۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴ شوال ۱۰۳۱ھ کو واصل بحق ہوئے[۲۵] اور اپنے حجرہ عبادت میں دفن کئے گئے۔ عبدالرحیم خانخاناں نے آپ کے مزار مبارک پر گنبد تعمیر کرایا۔

صوفی محمد اکبر علی تسلیم التواریخ میں رقمطراز ہیں[۲۶] "حضرت شاہ عنایت قادریؒ بعد تکمیل علوم ظاہری کے علوم باطنی کا شوق ہوا۔ بہت سے بزرگوں سے ملے۔ چلہ کشی بھی کی میراں سید الیاسؒ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے جو سید بلھے شاہ کے دادا تھے۔ آخر بہت سی تلاش اور جستجو کے بعد لاہور میں آ کر حضرت شاہ محمد رضا قادری شطاریؒ کی بیعت کی"۔ شجرہ نسب سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ سید بلھے شاہؒ کے دادا کا نام میراں سید الیاسؒ نہیں تھا۔ بلکہ انکا اسم گرامی سید نور محمد شاہ تھا[۲۷]۔ حضرت سید الیاسؒ ایک علیحدہ شخصیت ہیں۔ آپ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے استاد تھے۔ سلسلہ چشتیہ و سہروردیہ میں جیساکہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے ان سے بیعت تھے

(۶) آپ کا شجرہ طریقت سلسلہ شطاریہ میں

خزینۃ الاصفیاء[۲۸] قانون عشق اور سلیم التواریخ میں آپ کا شجرہ طریقت اس طرح درج ہے، اور آپ کے بزرگوں کے اسمائے گرامی بترتیب حسب ذیل ہیں:۔

حضرت شاہ عنایت قادری مرید حضرت شاہ محمد رضا لاہوری۔ وہ مرید حضرت قاضی محمد فاضل لاہوریؒ، وہ مرید حضرت شیخ الہ دادؒ قادری اکبرآبادی، وہ مرید حضرت شیخ محمد جلالؒ، وہ مرید حضرت سید نورؒ، وہ مرید حضرت زین العابدین چشتیؒ، وہ مرید حضرت شیخ عبدالغفورؒ، وہ مرید حضرت شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتیؒ، وہ مرید برہان العارفین حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ، وہ مرید حضرت ظہور حاجی حمیدالدین حضورؒ، وہ مرید حضرت شاہ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمستؒ، وہ مرید حضرت محمد علا المعروف بہ شیخ قاضی منیریؒ، وہ مرید حضرت شیخ عبداللہ شطاریؒ، وہ مرید حضرت شیخ محمد عارفؒ وہ مرید حضرت شیخ محمد عاشقؒ بن شیخ خدا قلیؒ وہ مرید پدر خود حضرت شیخ محمد خدا قلی ماوراء النہریؒ وہ مرید حضرت شیخ ابوالحسن[۲۹] خرقانیؒ وہ مرید حضرت شیخ ابوالمظفر مولانا ترک طوسیؒ وہ مرید حضرت خواجہ اعرابی عشقیؒ وہ مرید حضرت خواجہ محمد مغربیؒ وہ مرید سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید[۳۰] بسطامیؒ وہ مرید حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام وہ مرید حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام وہ مرید حضرت سیدنا زین العابدین علیہ السلام وہ مرید حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام وہ مرید حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم وہ مرید رسول الثقلین۔ نبی الحرمین حضرت احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔[۳۱]

(۷) آپ کا شجرہ طریقت سلسلہ قادریہ میں

صوفی محمد اکبر علی سلیم التواریخ[۳۲] میں تحریر کرتے ہیں۔ قادری شطاری کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے پیر طریقت شیخ محمد رضاؒ نے پہلے طریقہ شطاریہ میں حضرت شیخ محمد فاضل لاہوریؒ سے بیعت کی تھی پھر ان کے بعد طریقہ قادریہ میں حضرت شیخ برہان الدین برہانپوریؒ (راز الٰہی) سے بیعت کی اس لئے قادری و شطاری مشہور ہوئے، سلسلۂ قادریہ میں حضرت غوث اعظم میراں محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے واسطے سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے اور سلسلۂ شطاریہ حضرت عبداللہ شطاریؒ کے واسطے سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عنایتؒ

کو اور بھی کئی طریقوں سے نسبت تھی (حضرت مشائخ میں اکثر ایسا ہوا ہے) مگر قادریہ طریق کی نسبت ان پر غالب تھی، حضرت شاہ عنایتؒ نے اپنی کتاب "دستور العمل" میں شجرہ صرف مشائخ قادریہ کا درج کیا ہے اور اس کو اس طرح شروع کیا ہے۔[۳۳]

"اگرچہ دعا گو را خلافت ہشت سلسلہ معظمہ بودہ اما دریں دیار ما اکثر مردم بیعت بدیں سلسلہ داشتند و داخل مے شدند لہذا مرقوم نمودہ شد شجر خلافت پیران قادریہ" "الفقیر الحقیر المشتاق الی لقاء الباری ابو المعارف المعروف شیخ محمد عنایت اللہ قادریؒ من خدمت مرشدی و مرشد الانام عارف باللہ القادر حضرت محمد علی رضا سرہندی لاہوریؒ وھو من محبوب السبحان الشیخ البرہانؒ وھو من شیخ عیلیٰ سندھیؒ وھو من شیخ شاہ شکر محمد عارفؒ وھو من شیخ محمد غوثؒ وھو من شیخ ظہور حاجی حمید حضورؒ[۳۴] وھو من شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ سرمستؒ وھو من محمد علا عرف قاضنؒ وھو من شیخ عبد الوہابؒ وھو من شیخ عبد الروفؒ وھو من شیخ محمودؒ وھو من شیخ عبد الغفار صدیقیؒ وھو من شیخ محمد حسینیؒ وھو من شیخ علی حسینیؒ وھو من جعفر حسینیؒ وھو من شیخ علی ابراہیمؒ وھو من شیخ عبد اللہؒ وھو من شیخ عبد الرزاقؒ وھو من شیخ المشائخ حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر بن ابی صالح جیلانی رح وھو من قطب الزمان شیخ ابو سعید مبارک مخزومیؒ وھو من شیخ ابی الحسن قریشی ہنکاریؒ وھو من شیخ یوسف طرطوسیؒ وھو من شیخ عبد الواحد تمیمیؒ وھو من شیخ ابی بکر شبلیؒ وھو من شیخ جنید بغدادیؒ وھو من شیخ سری سقطی رح وھو من شیخ معروف کرخیؒ وھو من امام علی موسیٰ رضاؑ وھو من امام موسیٰ کاظمؑ وھو من امام جعفر صادقؑ وھو من امام محمد باقرؑ وھو من امام زین العابدینؑ وھو من امام حسین علیہ السلام وھو من حضرت علی کرم اللہ وجہہ وھو من حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"۔[۳۵]

(۸) مورخین اور تذکرہ نگاروں کا اشتباہ اور غیر محقق بیان

مذکورہ بالا شجرہ طریقت سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حضرت شاہ عنایتؒ سلسلہ قادریہ میں شیخ محمد علی رضا سرہندیؒ لاہوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ وہ حضرت شیخ البرہانؒ (حضرت برہان الدین راز الٰہی) کے خلیفہ تھے وہ حضرت قطب العالم شیخ عیلیٰؒ سندھی کے، وہ شاہ شکر حضرت محمد عارفؒ کے وہ حضرت برہان العارفین حضرت شیخ محمد غوث گوالیاریؒ کے . . . . . .

تحقیق سے یہ علم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ شاہ علی رضا سرہندی لاہوری (م ۱۱۴۱ھ/۱۷۲۸ء) مولوی فرخ شاہ کے بڑے بیٹے تھے جو حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمۃ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ کے صاحبزادے تھے۔ مولوی فرخ شاہؒ اپنے والد بزرگوار کی طرح کمال تشرع و تقویٰ سے آراستہ اور متابعت سنّت و عمل سے پیراستہ تھے۔ حدیث نبویؐ میں مسند جیّد اور رتبہ اعلیٰ رکھتے تھے۔ فقاہت میں بھی کامل تھے۔ چاروں سلاسل میں اپنے اجداد سے نسبت تھی اور ان ہی کے مرید و خلیفہ تھے۔ ان کے فرزند شیخ شاہ علی رضا سرہندیؒ حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰؒ بن حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مرید[۴۹] اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کئے ہوئے تھے۔ مگر شیخ شاہ علی رضا سرہندیؒ کا سلسلہ قادریہ میں شیخ البرہان (برہان الدین راز الٰہی، برہان پوری) کا مرید اور خلافت پانا کہیں بھی ثابت نہیں ہوتا۔ روضۃ القیومیہ[۵۰] رکن اوّل میں تحریر ہے کہ آپ اپنے آباؤ اجداد سے خلافت پائے ہوئے تھے اور وہ اپنے بھائیوں و عزیزوں سے ناراض ہو کر سرہند سے نکل کر گجرات (بھارت) میں آبسے اور اسی مقام پر وفات پائی اب ان کی اولاد گجرات (بھارت) میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حضرت شاہ محمد رضا لاہوریؒ اور شیخ شاہ علی رضا سرہندی لاہوری دو مختلف شخصیتیں ہیں۔ حضرت شاہ محمد رضا لاہوریؒ اپنے والد المکرم حضرت قاضی محمد فاضل لاہوریؒ کے مرید و خلیفہ تھے اور شیخ شاہ علی رضا سرہندی لاہوریؒ اپنے اجداد حضرت شیخ محمد معصوم عروۃ الوثقیٰؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی سرہندیؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ دونوں بزرگ ہم نام ہیں اور مورخین اور تذکرہ نگاروں کو اسمی مشابہت کے باعث اشتباہ ہوا ہے اور دھوکہ کھایا ہے جبکہ دونوں بزرگوں کا سلسلہ طریقت مستند و معروف تذکروں میں علیحدہ علیحدہ لکھا ہوا ملتا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ صوفی محمد اکبر علی صاحب شجرہ سلسلہ قادریہ نقل کرتے وقت حضرت شاہ عنایت قادریؒ کو حضرت محمد علی رضا سرہندیؒ لاہوری کا مرید نقل کیا ہے، حالانکہ آغاز میں آپ خود تحریر کرتے ہیں کہ آپ (حضرت شاہ عنایتؒ) کے پیر طریقت شیخ محمد رضاؒ نے پہلے طریقہ شطاریہ میں حضرت شیخ محمد فاضل لاہوری سے بیعت کی تھی، پھر ان کے بعد طریقہ قادریہ میں حضرت شیخ برہان الدین برہانپوری سے بیعت کی اس لئے قادری و شطاری مشہور ہوئے، حاصل بحث یہ

Marfat.com

ہے کہ حضرت شاہ عنایتؒ سلسلہ شطاریہ اور قادریہ میں حضرت محمد رضا لاہوریؒ کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور یہ غلطی ہم نام ہونے کی مشابہت سے پیدا ہوئی ہے۔

(۹) آپ کا شجرہ طریقت سلسلہ سہروردیہ میں

حضرت شاہ عنایت قادریؒ مرید المعارف الزمانی حضرت ابوالنصر عرف سید الیاسؒ کے ہاں ووی حضرت شیخ الاعظم شیخ مجتبیٰ روحیؒ ووی قطب العالم مسیح الاولیاء حضرت شیخ عیسےٰ سندھیؒ ووی حضرت شاہ لشکر محمد عارفؒ ووی حضرت شیخ محمد غوث گوالیاریؒ ووی شیخ ظہور حاجی حمید الدین حضورؒ ووی حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمستؒ ووی حضرت شیخ قاضنؒ ووی حضرت شیخ رکن الدین جونپوریؒ ووی حضرت شیخ تاج الدین بخاریؒ ووی حضرت مخدوم جہانیاں میر سید جلال الدین بخاریؒ ووی حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتحؒ ووی حضرت شیخ صدر الدین ابوالفضلؒ ووی حضرت شیخ ابوالبرکات بہاؤالدین زکریاؒ ووی حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ووی حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب عمرؒ ووی حضرت وجیہ الدین ابوحفصؒ ووی حضرت شیخ محمد المعروف العمویہ ووی حضرت شیخ احمد اسود دینوریؒ ووی حضرت ممشاد علوی دینوریؒ ووی حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ ووی حضرت خواجہ سری سقطیؒ ووی حضرت خواجہ معروف کرخیؒ ووی حضرت خواجہ داؤد طائیؒ ووی حضرت خواجہ حبیب عجمیؒ ووی حضرت خواجہ حسن بصریؒ ووی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ووی رسالت پناہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے [۳۸]

(۱۰) آپ کا شجرہ طریقت سلسلہ چشتیہ میں

حضرت شاہ عنایت قادریؒ مرید المعارف الزمانی حضرت ابوالنصر عرف سید الیاسؒ ووی حضرت شیخ الاعظم شیخ مجتبیٰ روحیؒ ووی قطب العالم مسیح الاولیاء [۳۹] حضرت شیخ عیسیٰ سندھیؒ ووی حضرت شاہ لشکر محمد عارفؒ ووی حضرت شیخ محمد غوث گوالیاریؒ ووی حضرت شیخ ظہور حاجی حمید الدین حضورؒ ووی حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمستؒ ووی حضرت شیخ قاضنؒ ووی حضرت شیخ محمد ابن غیاثؒ ووی حضرت شیخ معین الاسلامؒ ووی حضرت شیخ حسام الدینؒ مانکپوریؒ ووی حضرت شیخ نور قطب العالمؒ ووی حضرت شیخ علاء الحق لاہوریؒ ووی حضرت شیخ اخی سراج الدینؒ ووی حضرت سلطان المشائخ

Marfat.com

خواجہ نظام الدین اولیاؒ وہ وی حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ وہ وی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشیؒ
وہ وی حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجریؒ وہ وی حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ وہ وی حضرت خواجہ
حاجی شریف زندانیؒ وہ وی حضرت خواجہ مودود چشتیؒ وہ وی حضرت خواجہ یوسف چشتیؒ وہ وی حضرت خواجہ محمد چشتیؒ
وہ وی حضرت خواجہ احمد قطب الدین چشتیؒ وہ وی حضرت خواجہ ابواسحاق چشتیؒ وہ وی حضرت خواجہ ممشاد دینوریؒ وہ وی
حضرت خواجہ ہبیرۃ البصریؒ وہ وی حضرت خواجہ حذیفہ مرعشیؒ وہ وی حضرت خواجہ سلطان ابراہیم ادہمؒ
وہ وی حضرت خواجہ فضیل عیاضؒ وہ وی حضرت خواجہ عبدالواحد ابن زید وہ وی حضرت خواجہ حسن بصریؒ
وہ وی حضرت امام علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم وہ وی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مذکورہ شجرہ طریقت سلسلہ سہروردیہ اور چشتیہ کے مطالعہ سے یہ علم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ اپنے مرشد حضرت ابوالنصر عرف سید الیاسؒ کے واسطے کے بعد حضرت شیخ الاعظم شیخ مجتبیٰ بروجیؒ سے واصل ہوتے ہیں اور مزید دو واسطوں کے بعد آپ کا شجرۂ طریقت حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ تک پہنچ جاتا ہے مگر خلاف اس کے آپ کا شجرہ طریقت سلسلہ شطاریہ میں آٹھ واسطوں سے حضرت شاہ محمد غوث گوالیاریؒ سے جا ملتا ہے اس سلسلہ میں راقم اپنی بے مائیگی کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مذکورہ واسطے جو شجرہ طریقت سہروردیہ اور چشتیہ میں بیان کئے گئے مکمل ہیں یا کم و بیش ہیں۔ بہر حال صوفیاء کا مشہور مقولہ ہے کہ در یں راہ ہر چند وسائط بیشتر قرب الٰہی بیشتر (ترجمہ) اس راہ میں جس قدر واسطے زیادہ ہوں۔ قرب الٰہی اتنا ہی بڑھ جاتا ہے۔ تاہم سند میں قلت رجال نسبت کی اصلیت کے محفوظ رہنے پر دلالت کرتی ہے بغیر اس سے یہ پہلو بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قلتِ رجال کی وجہ سے عمروں کی زیادتی تھی یعنی شیوخ سلسلہ کبیر السن تھے کہ انہوں نے اس نسبت (اخلاص) جو اکابر سے ملی تھی کو انواع عبادات، ریاضات اور مراقبات سے خوب پختہ کیا۔

حضرت ابوالنصر عرف سید الیاسؒ سے کثیر اکابر زمان نے فیض اٹھایا اور آپ الملعارف الزمانی کے لقب سے معروف ہوئے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ المتوفی ۱۰۳۴ھ کے ایک مکتوب میں

Marfat.com

تحریر ہے کہ طویل نسبت منتہی قلندروں اور اہلِ جذبہ کی ہوتی ہے اور جامع اور عریض نسبت اربابِ سلوک اور صحو کی ہوتی ہے۔

حضرت ابوالنصر عرف سیّد الیاسؒ کی نسبت طویل اور جامع ہے تو واضح ہوا کہ منتہی اہلِ جذبہ ہیں مگر سالک کامل بھی ہیں۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے مقام و رتبہ کی بلندی اور ان کی نسبت عزیزی پیرمائیگی ان ہی کے توسل سے ہے جسکا ذکر آپ نے خود "غایۃ الحواشی" کے دیباچہ میں کیا ہے کہ رسمی علوم کی تحصیل کے بعد تیس سال تک مسلسل و مجرداً تنہا ہی اختیار کی، آخر حضرت سیّد ابوالنصر عرف سیّد الیاسؒ نے مہربانی فرمائی اور ان کی توجہات کی بدولت نورِ خداوندی کا ظہور ہوا۔

خطّہ پنجاب خاص کر لاہور، قصور اور اس کے گرد و نواح کے مقامات کی خانقاہوں کے چراغ ان ہی بزرگوں کے توسل سے روشن ہوئے۔ یہ بزرگ شمعِ ہدایت چراغ دودمانِ ولایت، مظہر الطاف ربانی اور مصدر فضیوبات سبحانی تھے۔ اپنے حلقہ اثر میں اشاعتِ اسلام اور تزکیہ نفس کا کام انجام دیا۔ آپ کے روحانی اثر و رسوخ کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ اور آپ معرفت و حقیقت کے بحرِ بیکراں تھے۔

(۱۱) سلوک عشقیہ (شطاریہ) کے بارے

حضرت شیخ بہاؤالدین شطاری (۹۲۱ھ-۱۲۱ھ) رسالہ شطاریہ میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تک پہنچنے کے تین طریقے مشہور ہیں:-

طریقِ اوّل:- یہ طریقہ نیک لوگوں کا ہے اور وہ روزہ، نماز، حج اور جہاد وغیرہ ہے۔ اس طریق پر عمل کرنے والے بہت مدت کے بعد اپنے مقصود کا تھوڑا سا حصہ پا لیتے ہیں۔

طریقِ ثانی:- مجاہدہ اور ریاضت کرنے والوں کا ہے جو اپنے اخلاق رذیلہ و ذمیمہ کو اچھے اخلاق اور تزکیہ قلب سے تبدیل کر لیتے ہیں اور یہ طریق پاکباز لوگوں کا ہے۔ اس طریق سے پہنچنے والے اس طریقہ سے زیادہ ہیں۔

طریقِ ثالث:- اس طریقہ کو شطاریہ کہتے ہیں۔ اس طریقہ پر چلنے والے اپنے مقصود تک ابتدا ہی میں وہاں تک پہنچ جاتے ہیں جہاں تک دوسرے طریقوں پر چلنے والے آخر میں

Marfat.com

پہنچتے ہیں اور یہ طریقہ دونوں طریقوں کی بہ نسبت اللہ تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہے۔
طریقہ شطاریہ کے دس معروف اصول حسب ذیل ہیں :۔

(۱) **توبہ** ۔ یعنی تمام ماسوی اللہ سے علیحدہ اور جدا ہو جانا۔

(۲) **زہد** :۔ یعنی دنیا کی تمام خواہشات سے خواہ کم ہوں یا زیادہ کنارہ کش ہو جانا۔

(۳) **توکل** :۔ یعنی اسباب کو ترک کر دینا۔

(۴) **قناعت** :۔ یعنی تمام خواہشاتِ نفسانیہ کو چھوڑ دینا۔

(۵) **عزلت** :۔ یعنی از ابتداء تا مرگ لوگوں سے جُدا رہنا۔

(۶) **توجہ الی اللہ** :۔ یعنی ماسویٰ اللہ سے تمام خواہشات کو ختم کرے صرف خدا ہی کی ذات کو اپنا مطلوب و مقصود بنالیا۔

(۷) **صبر** :۔ یعنی مجاہدہ کے ذریعہ نفس کی تمام مسرتوں اور خواہشوں کو کچل دینا۔

(۸) **رضائے الٰہی** :۔ یعنی اپنے تمام ارادوں کو ختم کرکے تا زیست خدا کے احکام کی پیروی کرتے رہنا اور اپنی جملہ تدبیروں کو خدا کی تقدیر کے سپرد کر دینا۔

(۹) **ذکر** :۔ یعنی اللہ کی یاد کے علاوہ سب کچھ پس پشت ڈال دینا۔

(۱۰) **مراقبہ** :۔ یعنی اپنے وجود اور اپنی قوت کو ختم کر دینا گویا کہ اپنے کو مُردہ تصوّر کرنا۔

باب ۵

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے

اخلاق و عادات اور کشف و کرامات

(۱) آپ کے اخلاق و عادات

حضرت شاہ عنایت قادریؒ علوم ظاہری و باطنی کمالات صوری و معنوی، زہد و ورع، تقویٰ و پرہیزگاری میں یگانۂ وقت تھے۔ آپ عارفِ کامل اور جامع علوم شریعت و طریقت تھے اپنے زمانہ کے علماء و صلحاء میں مقبول تھے۔ ظاہری باتوں اور نمائش سے نفرت کیا کرتے تھے۔ بڑے

Marfat.com

کریم النفس اور منکسر المزاج تھے۔ آپ کی تصانیف سے علم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو "الفقیر حقیر" "المشتاق الی لقاء الباری" سے تعبیر کیا کرتے تھے۔ خلیق، مہمان نواز، صاحب دل اور صاحب حقیقت تھے۔ مہربانی اور شفقت سے پیش آتے۔ زندگی کے ہر پہلو میں اپنے مشائخ کی پیروی کرتے تھے۔

آپ متبحر عالم، فقیہہ فاضل اور کامل صوفی تھے۔ حاجی محمد شریف نقشبندی قصوریؒ جو حضرت شیخ سعدی لاہوری المتوفی ۱۱۰۸ھ کے مرید تھے، آپ کے ہمعصر تھے جو اپنی ایک تحریر میں "فتاویٰ عنایتہ" کا ذکر کرتے ہیں۔[۳]

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ علماء اور صلحاء وقت آپ کی تحریر و تقریر کو قبول کرتے تھے۔ احکام روایت و عدالت میں بھی آپ کے فتویٰ حاصل کرتے ہوں گے۔

آپ کثیر التصانیف عالم تھے۔[۴] لاہور اور قصور میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے، جس سے ایک خلق کثیر نے آپ کے علمی و روحانی فیوض و برکات سے استفادہ کیا۔[۵] تذکرہ نگاروں نے بھی اس بات کی اعتراف کیا ہے کہ آپ عوام کی راہنمائی اور ہدایت میں بھی یکتائے زمانہ تھے۔

(۲) آپ کے خوارق و کرامات

آپ کے خوارق و کرامات حد و حساب سے باہر ہیں۔ بوجہ خوف طوالت صرف آپ کی چند کرامتیں بیان کی جاتی ہیں۔ روایت بیان کرتے ہیں[۶] کہ لاہور میں حضرت شاہ عنایت قادریؒ کا ایک باغ تھا۔ ایک دفعہ "اللہ غنی" کا نعرہ لگاتے ہوئے حضرت بلھے شاہؒ آپ کے باغ میں داخل ہوئے۔ ہر نعرے پر ایک پکا ہوا رس دار آم ان کی جھولی میں آگرتا۔ جب آپ آم کھانے بیٹھے تو حضرت شاہ عنایت قادریؒ نے دیکھ لیا۔ حضرت بلھے شاہ نے جواب دیا کہ میں نے یہ آم چرائے تو نہیں بلکہ آپ سے آپ میری جھولی میں آن گرے ہیں اور یہ کہہ کر ایک بار پھر "اللہ غنی" کا نعرہ بلند کیا، اس نعرہ کے جواب میں ایک اور آم آپ کی جھولی میں آگرا۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اس طرح نعرہ نہیں لگاتے اور خود حالت جذب میں "اللہ غنی" کا ایسا نعرہ بلند کیا کہ حضرت بلھے شاہؒ نے سارے کے سارے آم نیچے گرے ہوئے پائے۔ پھر دوسرا نعرہ بلند کیا تو سارے آم اپنی اپنی

جگہ پر نظر آئے۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ نے سمجھایا۔ خدا کی مرضی یہی ہے کہ ادھر سے اکھاڑا اور ادھر لگا دیا۔ حضرت بلھے شاہؒ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی اس عظمت سے بہت متاثر ہوئے۔ اس مشاہدے نے آپ کے ذہن میں ایک انقلاب پیدا کر دیا اور بے خودی کے عالم میں سرگرداں پھرتے رہتے تھے۔

مذکورہ کرامت سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ انسان جب ہمہ تن اللہ کے تابع ہو جاتا ہے تو اللہ کی مخلوق اس کے تابع ہو جاتی ہے لیکن یہ کیفیت سچائی، ایمان اور یقین کی پختگی سے حاصل ہوتی ہے۔

صوفیائے عظام جس طرح زندگی میں لوگوں کو اپنے حسنِ اخلاق اور فیضانِ نظر کے ذریعے دینِ حق کے قریب لاتے رہے، قرآنِ کریم اور سنتِ نبویؐ کی تبلیغ و تعمیل کی روشنی سے عالم بقعۂ نور بناتے رہے اور اپنے علمی اور روحانی فیوض و برکات سے مستفید کرتے رہے اس طرح ان کی رحلت کے بعد ان کا فیض جاری و ساری رہتا ہے۔ ان کے مرقدوں پر سائل ٹوٹے ہوئے دل لے کر آتے ہیں اور مرادوں سے بھری ہوئی جھولیوں کے ساتھ واپس جاتے ہیں۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد ؎ چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد

سلطان العارفین حضرت باہو سلطانؒ فرماتے ہیں۔

نام فقیر تنہاں دا باہوؒ قبر جنہاں دی جیوے ہو

(۴) آپ کے تبرکات

بیان کرتے ہیں حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی اولاد جو اندرون بھاٹی دروازہ میں رہائش پذیر ہے۔ ان کے پاس حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی ذاتی گودڑی بطور تبرک ہے جو آپ اپنی زندگی میں اپنے اوپر عبادات، ریاضات اور مراقبے میں اوڑھا کرتے تھے۔ یہ گودڑی چادر کے ناپ کی ہے، چند تہوں پر مشتمل ہے اور اس کا رنگ ہلکا سرخ ہے۔ عقیدت مند بیان کرتے ہیں کہ یہ گودڑی آپ کی خود سلائی کردہ ہے اور اس گودڑی کو اوڑھا کر آپ نے فریضہ حج بھی ادا کیا تھا، یہ گودڑی اہل خاندان اکثر اپنے رشتہ داروں کی وفات پر میت کے اوپر ڈالتے تھے۔ آپ کی اولاد اور عقیدتمند مزید بیان کرتے ہیں کہ آپ کے اور بھی تبرکات تھے جن میں آپ کی ایک تسبیح، جائے نماز، عصا اور نایاب کتابیں بھی تھیں جو سکھ گردی میں نہ بچ سکیں۔

باب ۶

وصال اور مزار اقدس

وفات مولوی سراجدین قادری شطاری (اولاد حضرت شاہ عنایت قادری) نے طریق الاصفیاء اور وظائف کلاں کے حوالہ سے آپ کی تاریخ وفات ۲۷ رجمادی ثانی ۱۱۴۷ ہجری بیان کی ہے اور یہی سن وفات لوح مزار پہ کندہ ہے ۔ آپ کی وفات بعد آپ کے صاحبزادہ شیخ محمد زاہد اللہ قادریؒ (م ۲۹ صفر ۱۱۶۵ھ) نے آپ کی تجہیز و تکفین کی خدمات انجام دیں اور اسی جگہ پر دفن کیے گئے جہاں آپ کا مقبرہ ہے اور اسی مقام پر آپ اپنی زرعی زمین کاشت کیا کرتے تھے ۔ اس بارے طریق الاصفیاء کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"شیخ المشائخ غوث زماں قطب دوراں مشتاق الی لقاء الباری ابوالمعارف حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہ قادری شطاری عرف شاہ عنایتؒ قادری قصوری ثم لاہوری پیشوائے حضرت بلھا شاہ قصوریؒ ، ۲۷ رجمادی الثانی ۱۱۴۷ھ واصل بحق گشت ۔"

مفتی غلام سرور لاہوری نے حضرت شاہ عنایت قادری شطاریؒ کا سال وفات خزینۃ الاصفیاء میں ۱۱۴۱ھ درج کیا ہے ۔ مولوی رحمٰن علی نے تذکرہ علمائے ہند ، مولوی فقیر محمد جہلمی نے حدائق الحنفیہ اور مولانا عبدالحی حسنی نے نزہۃ الخواطر میں یہی سال وفات نقل کیا ہے ۔ ان کے علاوہ مولانا مولوی محمد دین مؤلف باغ اولیائے ہند ، مولوی محمد شفیع ڈاکٹر نے اولیائے قصور اور صوفی محمد اکبر علی نے سلیم التواریخ میں یہی سالِ وصال درج کیا ہے ۔

مولوی سراجدین آپ کا سال وفات خاندانی شجرہ انساب اور وظائف کلاں کے حوالے سے ۲۷ رجمادی الثانی ۱۱۴۷ھ بیان کرتے ہیں ، مگر مفتی غلام سرور لاہوری نے مذکورہ سالِ وفات کے بارے میں کسی ماخذ کا ذکر نہیں کیا ۔ بعض قرائن سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ آپ کا سن وفات ۱۱۴۱ھ مابعد ہے ۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (یونیورسٹی پنجاب) لاہور میں آپ کا سال وفات اس طرح بیان کیا گیا ہے "۔ مذکورہ سال وفات اس لئے غلط ہے ، کہ شاہ عنایتؒ کے معاصر عالم حاجی محمد شریف قصوریؒ جن سے انکے روابط کا ذکر کیا جا چکا ہے اپنے ایک مکتوب (محررہ ۱۱۴۸ھ/۱۷۳۵ء) میں انہیں سلمہ

Marfat.com

اللہ تعالےٰ ا،، لکھا ہے جس سے یہ ظاہر ہے کہ شاہ عنایتؒ ۱۱۴۸ھ/۳۵-۱۷۳۴ء تک بقید حیات تھے اور تقریباً ۱۱۵۰ھ/۳۸-۱۷۳۷ء کے بعد فوت ہوئے ،،

مذکورہ بیان سے یہ بات عیاں ہے کہ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی تاریخ ولادت کی طرح تاریخ وفات بھی ٹھیک سے معلوم نہیں۔ اس ضمن میں تذکرہ نویسوں اور مورخین کے بیانات اس قدر مختلف اور متضاد ہیں کہ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کچھ اور ماخذ و مصادر دستیاب ہو جائیں تو یہ اُلجھن بھی رفع ہو سکتی ہے اور مذکورہ تاریخیں بھی درست ہو سکتی ہیں۔

۲ مزار مبارک

مولوی نور محمد کی تصنیف تحقیقات چشتی (ص ۱۹۶) جو سن ۱۸۶۷ء میں طبع ہوئی، میں حضرت شاہ عنایت قادریؒ کا ذکر پیر ہادی راہنماؒ کے حالات کے ذیل میں لکھا ہے کہ جنوب رویہ مقبرہ پیر ہادی راہنماؒ کے ایک مسجد ہے جس میں اب کوٹھی بن گئی ہے اور اس میں سرجن کپتانی باغ کا رہتا تھا۔ اس نے اس کے دروازے بند کر کے چوکھاٹ دروازہ لگائے ہیں۔ مسجد تمام اس علاقہ میں خوجیاں والی کرکے مشہور ہے اور مسجد اب تک واگذار ہے۔

یہ مسجد تعمیر کی ہوئی کلاں خاں کی ہے اور یہ کلاں خاں امیر دربار اکبر بادشاہ کا تھا اور وہ حضرت پیر برہانؒ (مزار بیرون نرکی دروازہ) کی جناب میں ارادت رکھتا تھا، اس نے یہ مسجد بنوا دی۔ اس مسجد کے جنوب و مشرق جانب ایک چبوترہ خشتی جس کے بنیرے سفیدی میں موجود ہے۔ اس میں چند قبریں ہیں چنانچہ ایک حضرت شاہ عنایت اللہ قادریؒ کی ہے۔ جو مرشد حضرت بلھے شاہ صاحبؒ کے ہیں۔

یہ مزار پُرانوار دس کوئنز روڈ (شاہراہ فاطمہ جناح) پر واقع ہے اسی سڑک کے ایک کنارے پر آپ کے مزار کے نام کی تختی آویزاں ہے اور ایک خام گلی مقبرہ کی جانب نکلتی ہے۔ اس تختی پر یہ عبارت تحریر ہے۔ "دربار عالیہ سرتاج اولیاء و فخر شریعت الحاج حافظ حضرت محمد عنایت اللہ المعروف بابا شاہ عنایت قادریؒ" آپ کے مزار کی سقف گنبدی ہے جس پر رنگا رنگ کے شیشے جڑے ہوئے ہیں بیل بوٹوں اور نقش و نگار سے مزین ہے۔ چھت پر اسمائے الٰہی اور اسمائے نبوی تحریر ہیں۔ گنبد کے نیچے وسط میں ایک جنگلا ہے جس کے اندر تین قبریں ہیں۔ درمیان بڑی آپ کی اور اس کے دائیں بائیں حضرت محمد زمانؒ اور حضرت محمد زاہد اللہؒ آپ کے صاحبزادگان کی قبور ہیں۔ بر بالین تختی سنگ مرمر کی نصب ہے جس پر یہ عبارت کندہ ہے:-

یا اللہ　　　　　　یا محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین

مزارِ پُرانوار

مشتاقِ لقاءِ باری

ابو المعارف حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہ قادری شطاری قصوری ثم لاہوری

عرف

حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ

الفراق ۲۲، جمادی الثانی ۱۱۴۱ھ

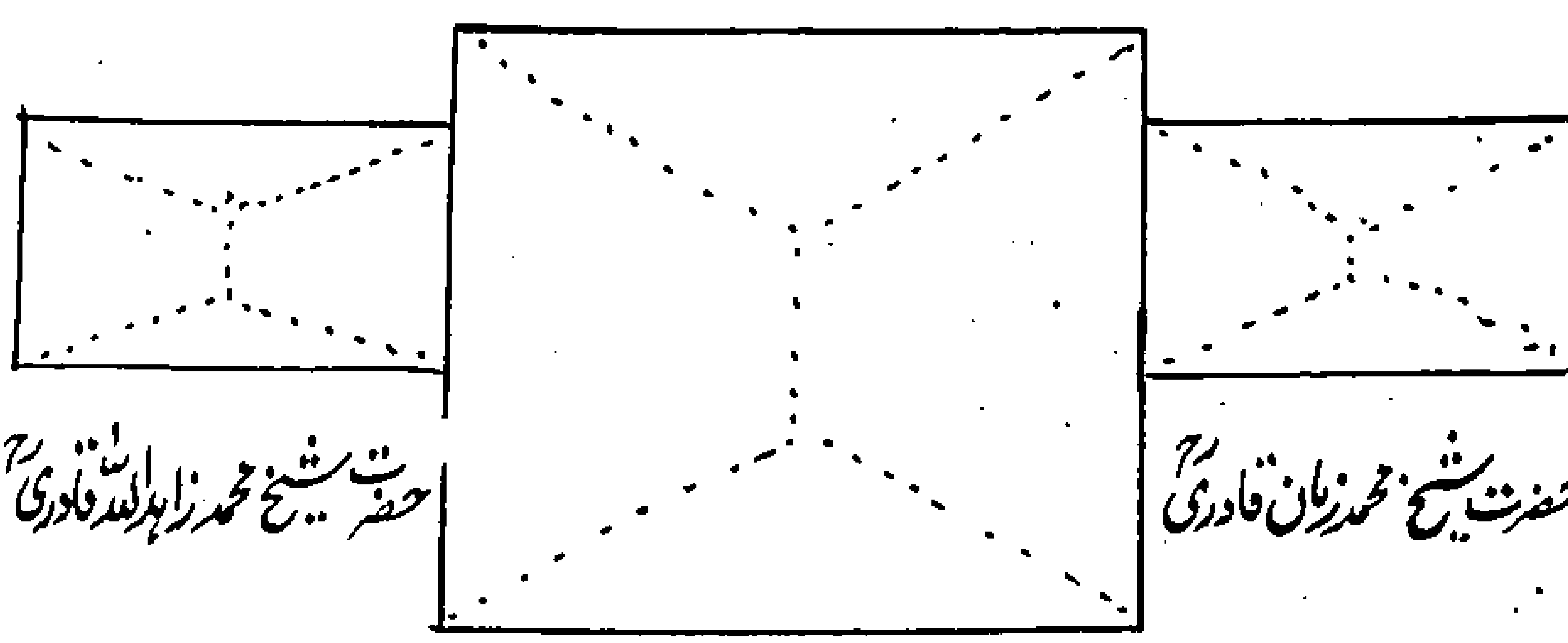

Marfat.com

مقبرہ کے چاروں طرف خوبصورت اور دیدہ زیب جالیاں لگی ہوئی ہیں۔ پاس ہی ایک خوبصورت مسجد تعمیر ہے جو "عنایت مسجد" کے نام سے پکاری جاتی ہے اور اس جانب جنوب مشرق ایک نہایت عظیم الشان بلند و بالا مینار تعمیر ہے جس کی ۶۷ سیڑھیاں بیان کرتے ہیں اور جانب شمال مشرق ایک چھوٹا سا مینار ہے۔ اس مسجد کی پیشانی کتبات سے مزین ہے۔ مسجد کے تین دروازے ہیں، باب صدیق اکبرؓ، باب حضرت حافظ محمد عنایت اللہ اور باب حضرت فاروق اعظمؓ۔ وسط میں سنگ مرمر کی دو اور سلیں ہیں جن پر باب عثمانؓ اور باب علی المرتضیٰؓ کندہ ہے۔

مسجد کی پیشانی پر سنگ مرمر کی سل کا ایک اور بڑا کتابہ نظر آتا ہے جس پر کلمہ طیبہ جلی حروف میں خط اسلامی میں کندہ ہے اس کتابہ کی لکھائی خوبصورت جاذب نظر اور دیدہ زیب ہے۔ مسجد کا صحن کشادہ ہے۔ جس کے شمال مغربی کونے میں تین قبریں ہیں، پرنسپل محمد حسین مولوی محمد جہانگیر اور میاں الیاس جن کا تعلق جانشینان درگاہ حضرت شاہ عنایتؒ سے ہے۔

موجودہ تعمیر مقبرہ اور مسجد سے قبل مزار پر ایک چھوٹا سا کمرہ تھا، اس کے پاس ہی ایک چھوٹی سی مسجد موجود تھی جو ذکر و فکر کرنے والوں اور نمازیوں کے لئے کافی نہ تھی، ایک کونہ میں شکستہ غسل خانہ (سقاوہ) بھی تھا، چاہ کی بجائے میونسپلٹی کے نل سے پانی لیا جاتا تھا، طالب علم اور مسافروں کے لئے کوئی حجرہ اور مسافر خانہ نہ تھا۔ زائرین ہمیشہ جگہ کی تنگی کا گلہ و شکایت کرتے رہتے تھے۔

صدر و اراکین بزم تاجران ثمر (فریش فروٹ مرچنٹس اینڈ کمیشن ایجنٹس ٹریڈ گروپ لاہور) اور آڑھتیاں سبزی منڈی لاہور، مخیر حضرات، عقیدت مند اور اولاد حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے تعاون سے مسجد اور مقبرہ کی از سر نو تعمیر ہوئی جو موجودہ حالت میں نظر آ رہی ہے۔ اب اس مسجد میں کم از کم تین سو نمازی بیک وقت نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ ایک دار العلوم بھی ہے جس میں دینی علوم کی تعلیم کا بندوبست کیا ہوا ہے۔ اس بات کا علم ہوا ہے کہ اراکین بزم ہائے مذکورہ نے یہ ذمہ داری قبول کر رکھی ہے کہ اس دار العلوم کو اور وسعت دی جائے گی اور زیر تعلیم طلبہ کی رہائش اور خوراک کا خاطر خواہ انتظامات کئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ ایک تدریس

Marfat.com

نفیہ حفظ القرآن قائم کیا گیا ہے جس کے نگران درویش سیرت حافظ محمد لطیف قادری ہیں۔ آپ محلہ و راس کے گرد و نواح کے بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے ہیں اور حفظ بھی کرواتے ہیں۔

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ مزار مبارک کی جگہ بہت تنگ تھی اور مسجد چھوٹی سی، جس میں چند آدمی نماز ادا کر سکتے تھے۔ ہائی کورٹ کے جج جناب غلام محمد مرزا صاحب، جن کی کوٹھی ساتھ ملحق ہے۔ اپنی کوٹھی سے کچھ زمین نذرانے کے طور پر مسجد کو دے دی۔ جس کو ساتھ ملا کر کشادہ خوبصورت اور ایک مینار والی مسجد تعمیر ہوئی، اللہ تعالےٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین!

(۳) کتبہ مزار مبارک

حضرت شاہ عنایت قادری کی سل تربت پر کندہ عبارت:-

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ

مزار پُر انوار

مُشتاق لقاء باری

ابو المعارف حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہ قادری

عرف شاہ عنایت قادری

شطاری قصوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

مجمع فضل و کمال کان خصال نکو ۔۔۔ آنکہ عنایت ز حق بود بما نام او
عارف روشن جبیں مظہر نور یقین ۔۔۔ آنکہ گلستان دیں یافت از و رنگ و بو
بست چو زیں دار غم رخت بدار البقاء ۔۔۔ نالۂ حسرت دوید در غم او کو بکو
خشک شد از رحلتش چشمہ ارشاد خلق ۔۔۔ باغ طرب را نماند قطرۂ آبے بجو!
فکر بہ تاریخ او داشت پریشاں دلم! ۔۔۔ ناگہم الہام شد رفت بجنات ہو (۱۱۴۷ھ)
باد بخلد بریں بلبل جانش مدام ۔۔۔ باگل دیدار حق نغمہ زناں سو بسو
تحفۂ دعا و سلام از دل و جان ظہور ۔۔۔ ہدیہ او پے بہ پے باد بصد آرزو

مذکورہ اشعار آپ کے پوتے حضرت شیخ محمد ظہور اللہ قادریؒ جنکا تخلص ظہور ہے بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

نے نظم کے تھے۔ سل تربت پر کاتب کا نام و سن درج نہیں، ہو سکتا ہے کہ کاتب شہرت کا خواہش نہ ہو اور اس سنگی تحریر کو ثواب دارین سمجھ کر انجام دیا ہو۔

سل تربت پر کندہ عبارت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ابو الفضل نور اللہ

حضرت شیخ محمد زاہد اللہ قادری

رحمۃ اللہ علیہ

فرزند اکبر و خلیفہ حضرت قبلہ ابو المعارف

شیخ محمد عنایت اللہ

رحمۃ اللہ علیہ

۲۹ر صفر ۱۱۶۵ ہجری

واصل بحق گشت

Marfat.com

رسالہ تربیت پر گندہ عبارت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

طٰہٰ

حضرت شیخ محمد زمان

رحمۃ اللہ علیہ

فرزندِ دوم

حضرت شیخ محمد عنایت اللہ

قادری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

④ عُرس مُبارک

۲۷ر جمادی الثانی جو آپ کی تاریخ وفات ہے۔ وہ ہی آپ کے سالانہ عرس کی تاریخ ہے۔ کبھی کبھی اس تاریخ میں تقدیم و تاخیر بھی ہو جاتی ہے۔ عرس کے دنوں میں لاہور کی میوہ منڈی اور سبزی منڈی بند رہتی ہے کیونکہ اس دن دونوں منڈیوں کے کارکن عقیدت کے طور پر ناغہ کرتے ہیں اور اپنا کاروبار بند رکھتے ہیں۔ اور بڑے جوش و خروش اور روائتی دھوم دھام کے ساتھ اسلام کا بے لوث عالم اور مخلص مبلغ جن کو ہم عرفِ عام میں صوفی یا ولی اللہ کہتے ہیں کا دن مناتے ہیں۔ آپ کی سوانح، کردار، حسنِ اخلاق اور تعلیمات احوال و اقوال سے عوام کو آگاہ کیا جاتا ہے اور آپ کا یوم منانا دراصل آپ کے مشن کو زندہ رکھنا ہے۔

عُرس کے ایام کے علاوہ مزار مبارکہ پر جمعرات کو سینکڑوں عقیدت مند حاضری دیتے ہیں اور خاصی رونق ہو جاتی ہے۔ عیدین کے موقع پر روضہ مبارکہ پر ایک میلہ بھی لگتا ہے جس میں اندرون شہر اور گرد و نواح کے سائل ٹوٹے ہوئے دل لے کر آتے ہیں اور مرادوں سے بھری ہوئی جھولیوں کے ساتھ واپس جاتے ہیں۔ غرضیکہ عُرس کے موقع پر مجالس ذکر و سماع ہوتی ہیں جن میں آپ کے عقیدت مند جوش و جذبہ اور سرمستی کے عالم میں شریک ہوتے ہیں۔ روضہ کی عظمت و شوکت کو بحدِ امکان اُجاگر کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ روضہ مبارکہ پر صبح و شام بلکہ رات بھر قرآنِ پاک کی تلاوت و نعت خوانی اور درود و سلام پیش کیا جاتا ہے۔ عشق و سلوک، عقیدت و محبت، عبادت و ریاضت کی محفلیں نظر آتی ہیں۔ دربار کے اندر باہر اور گنبد پر رنگین بلبوں سے روشنی کی جاتی ہے۔ رنگارنگ کی قندیلوں اور طرح طرح کے فانوسوں سے مزار کو چراغاں کر کے بُقعۂ نور بنا دیا جاتا ہے۔ ہر قندیل آفتاب کیطرح اپنی روشنی پھیلاتی ہوئی نظر آتی ہے اور ہر جگہ نورانی دکھائی دیتی ہے۔ فقراء و مساکین اور زائرین کو کھانا دیا جاتا ہے۔ مسافروں کی بھی خدمت کی جاتی ہے۔ عُرس سے ایک دو روز پہلے دربار کے قرب و جوار میں دکانیں لگنا شروع ہو جاتی ہیں۔ لوگوں کے ہجوم سے سڑکیں پُر رونق ہو جاتی ہیں اور ہر آدمی اپنی ضروریات کے مطابق خرید و فروخت کرتا ہے۔

تقریباً دو سو سے زیادہ برس گذر جانے کے باوجود اس آفتاب رشد و ہدایت کی دل آویز شعاعیں آج بھی روزِ روشن کی طرح تاباں ہیں۔ جس سے ساری بستی چمک رہی ہے۔ زمانہ کی تند و تیز

Marfat.com

ہوائیں ان مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کی فروزاں شمعیں کو بجھا نہ سکیں، بلکہ فتن وفساد، حسد وعناوات کے طوفان نے انہیں اور بھی روشن کر دیا، وحدانیت اور روحانیت کا پرچم اور بلند ہوا۔

باب ۶

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی اولادِ امجاد، درگاہ عالی کی تولیت اور خلفاء

(۱) اولاد امجاد اور تولیت

حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے دو صاحبزادے تھے، شیخ محمد زاہد اللہؒ اور شیخ محمد زمانؒ، شیخ محمد زمانؒ نے لاولد وفات پائی اور اپنے باپ کے دائیں پہلو میں دفن ہوئے۔ شیخ محمد زاہد اللہ قادریؒ سے آپ کی نسل چلی آرہی ہے جن کی اولاد اب تک اندرون بھائی دروازہ میں رہائش پذیر ہے جو آسودہ حال زیورِ علم سے مزیّن اور اخلاقِ حمیدہ سے متصف ہے، حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی وفات کے بعد ان کے فرزند شیخ محمد زاہد اللہؒ مسند درس وتدریس پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ اپنے والد محترم سے بیعت تھے اور خرقہ خلافت سے سرفراز تھے۔

غائیۃ الحواشی (حاشیہ شرح وقایہ) جو آپ کی ضخیم ترین تصنیف ہے۔ اپنے لڑکے اور عوام کی رہنمائی کے لئے تحریر فرمائی۔ آپ بڑے عابد، درویش سیرت، شفیق اور مہمان نواز تھے، علوم ظاہری اور باطنی سے متصوف تھے۔ ذریعہ معاش زمینداری تھا، ۲۹ صفر ۱۱۶۵ھ میں اللہ کو پیارے ہوئے اپنے باپ کے بائیں پہلو میں دفن کئے گئے۔ آپ کا مزار زیارت گاہ خلائق ہے۔

شیخ محمد زاہد اللہ قادریؒ کے فرزند شیخ محمد ظہور اللہؒ بھی شیخ طریقت، عالم دین اور اپنے والد ماجد سے بیعت تھے۔ آپ کی درسگاہ درس وتدریس کا مرکز تھی جس میں طلباء کی ایک کثیر تعداد

Marfat.com

آپ کے زیر تعلیم و مطالعہ رہتی تھی۔ ہزاروں طلباء علم دین سے مالا مال ہوئے۔ آپ کے وصال کے بعد اونچی مسجد (بھاٹی دروازہ) اور مزار کی تولیت اور نگرانی مختلف اوقات میں مختلف حضرات کے سپرد رہی۔

شیخ محمد ظہور اللہ قادری کے پانچ فرزندوں کا ذکر ملتا ہے جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔ شیخ غلام قادر، شیخ حاجی محمد غلام صالح، شیخ محمد سلیم، شیخ محمد ہاشم اور شیخ محمد قاسم، ان میں سے شیخ غلام قادر امام اونچی مسجد اور متولی مزار ہوئے آپ صاحب طریقت، عابد، شب زندہ دار اور درویش سیرت بزرگ تھے۔ ابتدائی دینی تعلیم و تربیت لاہور میں پائی اور مستقل اقامت بھاٹی دروازہ میں اختیار کی، سالانہ عرس اور دیگر تقریبات کو نہایت گرم جوشی، محبت اور خلوص نیت کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ آپ کے مریدوں میں سائیں بلاقی ابوالخیر مشہور ہیں جو آپ کے قریبی رشتہ دار بھی تھے۔ آپ کی مجالس سماع میں حضرت بلھے شاہ کی کافیاں گائی جاتی تھیں۔ آپ نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کے نامور خلفاء سائیں قمر الدین و سائیں معراج دین تھے۔ ان بزرگوں نے شجرہ جدی اور شجرہ طریقت کے فراہم اور مرتب کرنے میں دیگر عقیدت مندوں کے تعاون سے مولوی سراج دین بن شیخ شمس الدین کی مدد کی اور ان قدیم نشانیوں کو محفوظ کر لیا۔

شیخ غلام قادر کی وفات کے بعد آپ کی اولاد میں سے خلیفہ پیر محمد، خلیفہ حسن دین اور خلیفہ علی محمد امام اونچی مسجد اور متولی مزار ہوئے۔ ان حضرات کی وفات کے بعد خلیفہ حسن دین کا فرزند ارجمند خلیفہ علم دین زندگی بھر مسجد اور مزار کی خدمت اور نگرانی کرتے رہے۔ درس و تدریس اور اشاعت دین اسلام کی خدمات بھی انجام دیں۔ صاحب مزار کے مسلک کے مطابق تعلیمات کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ درسگاہ اور مزار کی تعمیر و مرمت اور آرائش و زیبائش میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ تاکہ یہ قدیم نشانیاں محفوظ و مامون ہو جائیں۔

بعد ازیں خلیفہ پیر محمد کا پوتا حاجی محمد جہانگیر امام اونچی مسجد اور متولی مزار مقرر ہوئے۔ آپ نے مسجد ہذا میں درس و تدریس کا سلسلہ بدستور قائم رکھا۔ مزار اقدس کی بھی نگرانی کرتے رہے آپ صاحب طریقت حنفی العقیدہ بزرگ تھے۔ میاں علی محمد خاں صاحب چشتی نظامی سے بیعت تھے جو چمنستان چشت کے روشن چراغ مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی کے نامور خلیفہ حضرت حاجی لعل محمد دہلوی کی شاخ سے تعلق رکھتے تھے جن کی ذات بابرکات کی کرامات سے کفرستان ہند نورستان اسلام سے منور

Marfat.com

ہوا۔ اور ہر صاحب علم و فہم نے اپنی استطاعت کے مطابق اکتساب کیا۔

مولوی حاجی محمد جہانگیر حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی اولاد امجاد سے ہیں۔ آپ کا شجرہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ مولوی محمد جہانگیر بن خلیفہ مولا بخش بن خلیفہ پیر محمد بن شیخ غلام قادر بن شیخ محمد ظہور اللہؒ بن شیخ محمد زاہد اللہؒ بن شاہ عنایت قادریؒ ہے ایک رسالہ سوانح حیات حضرت سید بلھے شاہؒ آپ کی تصنیف ہے۔ چند برسوں کی خدمت اور اطاعت کے بعد انکا بھی جام عمر لبریز ہوا۔

مولوی سراج دین پسر شیخ شمس الدینؒ جو ساتویں پشت میں حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی اولاد سے تھے، نگرانی کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ صاحب شریعت و طریقت اور صاحب نسبت و اجازت بزرگ تھے، سلسلہ قادریہ، شطاریہ، سہروردیہ اور چشتیہ میں اپنے والد محترم سے خرقہ خلافت و اجازت حاصل کئے ہوئے تھے، مزید اکتساب فیض کے لئے خاندان قادریہ غفوریہ میں حضرت شیخ قاضی سلطان محمود صاحبؒ آوان شریف کے مرید ہوئے، آپ نے اپنے جدّی سلسلہ کو فروغ دیا، حضرت شیخ سید مخدوم علی ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش رح لاہوری سے بڑی محبت اور عقیدت تھی، بڑے اہتمام اور خلوص نیت کے ساتھ مزار اقدس کی زیارت کو جاتے۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے مزار کے چابی بردار اور صاحب تصنیف بھی تھے اور ایک رسالہ طریق الاصفیاءؒ آپ کی یادگار ہے۔

آپ کی وفات کے بعد اسی پشت سے تعلق رکھنے والے میاں عنایت الٰہی ولد شیخ محمد بخش نگران مزار ہوئے۔ زندگی بھر مزار مقدس کی خدمت کرتے رہے اور ہمیشہ مزار و مسجد کی تعمیر و مرمت کے لئے کوشاں رہتے بلکہ آپ مزار کے لئے وقف ہو چکے تھے، اس عمل سے آپ کی برگزیدگی اور بزرگی کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ چند برسوں کی خدمت و اطاعت کے بعد آپ بھی اس دنیا سے چل بسے۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کا چچازاد بھائی خلیفہ محمد امین برادر خلیفہ محمد شریف پسر خلیفہ علم دین مزار کے چابی بردار ہوئے، خلیفہ محمد امین کی رحلت کے بعد یہ ذمہ داری ان کے لڑکے منظور الٰہی کے سپرد ہوئی، حافظ محمد لطیف جو آپ کی ساتویں پشت سے ہیں۔ آجکل آپ کے مزار کے متولی ہیں۔ ان کی تولیت میں آپ کا مقبرہ اور ایک عالیشان مسجد از سر نو تعمیر ہوئی۔

اس عظیم کارکردگی کا سہرا صدر و اراکین بزم تاجران ثمر و سبزیاں (لاہور) اولاد حضرت شاہ عنایت

قادریؒ، عقیدتمنداور دیگر مخیر حضرات کے سر ہے۔ جس کے تعاون اور اعانت کی بدولت یہ منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ ہم ان حضرات کے ممنون ہیں اور ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں، اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین!

اب یہ خوبصورت مزار اور عالیشان مسجد حکومت کی تحویل میں ہے محکمہ اوقاف اس کا نگران ہے۔ جس کا سب سے بڑا مقصد صاحب مزار کے مسلک کے مطابق زائرین اور عقیدت مندوں کی سہولت کے لئے مناسب اور معقول انتظامات کرنا اور ان کی تعلیمات اور اعتقادات کو فروغ دینا ہے۔

آج بھی آپ کے عقیدت مند پاک و ہند کے کونہ کونہ میں موجود ہیں جو سال کے تمام دنوں میں اور خاص طور سے عرس مبارکہ کے موقعہ پر سکونِ قلب کے لئے آپکی درگاہ پر حاضری دیتے ہیں یہ وہ متبرک و مقدس مقام ہے جہاں انوار کی بارش ہوتی ہے جو دلوں کو منور کرتی ہے۔ زائرین اور مقامی لوگوں کو ذہنی سکون اور روحانی سرور پہنچاتی ہے۔ کیف و مستی کا سماں رہتا ہے۔ بے قراروں کو قرار میسر آجاتا ہے۔ غرض کہ سائل اس مقام پر دعاؤں کی قبولیت، روحانی قوت اور سکون قلب کی دولت کو حاصل کرتے ہیں۔

(۲) آپ کے خلفاء

جب حضرت شاہ عنایت قادریؒ لاہور میں مسند ارشاد و ہدایت پر متمکن ہوئے تو یہاں کے بے شمار حضرات مستفیض ہوئے۔ آپ کی عظیم شخصیت نیک سیرت، حسن واخلاق علمیت وفضیلت، کشف وکرامات نے عقیدت مندوں کو گرمئی محبت سے گرمایا۔ اور نورِ عشق سے جگمگایا، مُردہ دلوں کو زندہ کیا، آپ ایک شمعِ ہدایت ہیں اور عقیدتمند پروانے ہیں جو ہر طرف سے جوق در جوق چلے آرہے ہیں۔ رحلت کے بعد بھی آپ مرکزِ کشش و جاذبیت ہیں اور شطاری نسبت کے بعض تیز نسبت کے روشن چراغ ہیں۔ آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا۔ آپ کے خلفاء اور عقیدت مند بے شمار تھے جن کے حالات کے لئے ایک علیحدہ تذکرے کی ضرورت ہے۔ یہاں صرف آپکے نامور خلیفہ حضرت سید بلھے شاہؒ کے اجمالی حالات بیان کیے جاتے ہیں۔

(۳) حضرت بلھے شاہؒ کے ابتدائی حالات

آپ کا اصل نام سید محمد عبد اللہ شاہؒ عرف و تخلص بلھے شاہ تھا۔ آپ کے والد ماجد کا نام سید سخی درویش محمدؒ تھا جو اچ گیلانیاں

Marfat.com

سے تشریف لائے تھے اُن دنوں اُچ گیلانیاں صوبہ سندھ کی عملداری میں شامل تھا۔ آجکل یہ تاریخی قصبہ بہاول پور (پنجاب) کے علاقہ میں ہے۔

حضرت سید صفی الدین گازرونیؒ سترہ سال کی عمر میں برصغیر میں وارد ہوئے اور علاقہ اُچ جسکا قدیم نام "بھاطیہ" بھی تھا، میں رہائش پذیر ہوئے۔ آپ نے ایک علمی درسگاہ بھی قائم کی۔ جس میں صرف علماء کی تعداد ۵۰۰ سے زائد بیان کی جاتی ہے۔ یہ زمانہ ۳۷۰ھ بیان کیا جاتا ہے اور راجہ انگ پال حکمران تھا سب سے پہلے آپ نے اُچ کی بنیاد رکھی اور بانی اُچ کے نام سے معروف ہوئے پھر علاقہ اُچ کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا (۱) اُچ موغلہ جس کو مغلوں نے آباد کیا (۲) اُچ بخاری اس کو شیخ جمال الدین شیخ خجندی جو سادات بخارا سے نسبت رکھتے تھے۔ ۷۰۰ھ میں آباد کیا۔ اور اُچ گیلانیاں سید صفی الدین گازرونی نے سن ۳۷۰ھ میں آباد کیا اور عمارتیں بھی بنوائیں۔ آپ شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونیؒ جو "المرشد" کے نام سے معروف زمانہ تھے کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ نے سن ۳۹۸ھ/۱۰۰۷ء میں وفات پائی۔[۴]

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت المتوفی ۷۸۵ھ/۱۳۸۴ء کے ملفوظات سے ایک بات کا انکشاف ہوتا ہے کہ حضرت سید جلال سرخ بخاریؒ کے اُچ تشریف لانے سے قبل یہاں دو خانقاہیں پہلے سے ہی موجود تھیں۔ ایک گازرونیوں کی اور دوسری جمالیوں کی، حضرت صفی الدین خانقاہ گازرونیوں سے تعلق رکھتے تھے اور حضرت بُلھے شاہؒ کے اجداد سادات گیلانیاں سے وابستہ تھے اور ان کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ سے واصل ہوتا ہے۔[۵]

(۴) آپ کا شجرہ نسب

حضرت سید عبداللہ شاہ المعروف بہ بُلھے شاہؒ قصوری بن حضرت سید سخی شاہ درویش محمدؒ بن حضرت سید نور محمد شاہؒ بن حضرت سید ابا بکرؒ بن حضرت سید وجیہہ الدینؒ بن حضرت سید عبدالحکیمؒ بن حضرت سید شاہ نعمت اللہؒ بن حضرت سید ابو محمدؒ بن حضرت سید صدرالدینؒ بن حضرت سید نصیر الدینؒ بن حضرت سید محمدؒ بن حضرت سید یحییٰؒ بن حضرت سید احمدؒ بن حضرت سید صالح نصرؒ بن حضرت سید عبدالرزاقؒ بن حضرت سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ بن حضرت سید ابی صالح موسیٰ جنگی دوستؒ بن حضرت سید ابی عبداللہؒ بن حضرت سید یحییٰ الزاہدؒ بن حضرت سید محمدؒ بن حضرت

سید داؤد بن حضرت سید موسیٰ ثانیؒ بن حضرت سید عبداللہ ثانیؒ بن حضرت سید الجونؒ بن حضرت سید عبداللہ المحضؒ بن حضرت سید حسن المثنیٰؒ بن سیدنا امیر المومنین حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام بن حضرت امیر المومنین حضرت کرم اللہ وجہہ الکریم"، (آپ حسنی و حسینی سید تھے)۔

۵ آپکی جائے پیدائش اور تاریخ ولادت

اس بات کا علم نہیں ہو سکا کہ آپ کے مورثِ اعلیٰ اُچ گیلانیاں میں کب تشریف لائے مگر آپ کے والدِ ماجد سید درویش محمد سخیؒ تعلیم و تبلیغ اور درس و تدریس کے سلسلہ میں اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر ضلع ساہیوال کے ایک گاؤں ملک وال میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ آجکل یہ گاؤں نزد کاہنہ نو ضلع لاہور میں واقع بیان کیا جاتا ہے۔

"تذکرہ طریق الاصفیاء [۶] نافع السالکینؒ اور سلیم التواریخ کے مطالعہ سے یہ علم ہوتا ہے کہ حضرت بلھے شاہؒ کی پیدائش اُچ گیلانیاں میں ہوئی۔ جب ملک وال تشریف لائے تو اس وقت آپ کی عمر چھ سال کے لگ بھگ تھی۔ خلاف اس کے آپ کی جائے پیدائش عوام میں گاؤں "پانڈوکی" مشہور ہے جو صحیح تصدیق نہیں ہوتی۔

آپ کی جائے پیدائش اور سن ولادت میں تذکرہ نگاروں میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے "سات ستارے" کا مصنف رام سنگھ درویش اپنی تصنیف (ص ۶۵) پر لکھتا ہے۔ "لاہور سے جانب جنوب تیس میل کے فاصلے پر ایک بستی "پانڈوکی" ہزاری دوآب کے کنارے ہے یہاں بخاری سادات کے اعلیٰ خاندان میں ۱۱۴۰ھ کے لگ بھگ بلھے شاہ نے جنم لیا" یہ سن اور جائے پیدائش صحیح نہیں۔ اس لئے کہ ان کے مرشد حضرت شاہ عنایت قادریؒ نے معروف قول کے مطابق ۱۱۴۱ھ (یا مابعد) وفات پائی، مذکورہ قول کے پیش نظر حضرت بلھے شاہؒ کا سن ولادت ۱۱۴۰ھ نا قابل قبول ہے کیونکہ آپ اپنے مرشد کے وصال کے بعد کئی برس تک بقید حیات رہے۔ شجرہ طریقت کی رُو سے آپ کے اجداد سادات گیلانیاں سے وابستہ تھے نہ کہ سادات بخاری،

"بلھے شاہ" کا مصنف مسٹر چارلس فریڈرک اسبورنؒ نے آپ کی تاریخ پیدائش ۱۰۹۱ھ/ ۱۶۸۰ء لکھی ہے۔ مولا بخش کشتہ [۹] نے اپنی تالیف "پنجابی شاعراں دا تذکرہ" میں آپ کا سن ولادت اور جائے پیدائش ۱۶۸۰ء اور ساکن "پانڈوکی" بیان کیا ہے۔ عبدالغفور قریشی [۱۰] نے پنجابی زبان دا ادب

Marfat.com

تے تاریخ" میں آپ کی پیدائش ۱۶۸۰ء لکھی ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے پنجاب کے رومان" میں آپ کی پیدائش ۱۶۸۰ء بیان کی ہے۔ مولا بخش کشتہ، عبدالغفور قریشی اور ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے ۱۶۸۰ء سال پیدائش نقل کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ کسی ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔ الغرض جب تک کوئی ٹھوس ثبوت دستیاب نہیں ہوتا۔ اس وقت تک حضرت بلھے شاہؒ کی تاریخ ولادت کے بارے وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے اور جب تک کوئی معاصر تحریر اس باب میں فیصلہ نہیں کرتی یہی سال ولادت تصوّر ہوتا رہے گا مگر ہم اس حقیقت کو پہنچ جاتے ہیں کہ یہ عظیم صوفی اور پنجابی زبان کا مشہور شاعر اورنگ زیب عالمگیر کے دورِ حکومت ۱۰۷۰ھ/۱۶۵۹ء تا ۱۱۱۸ھ/۱۷۰۷ء میں پیدا ہوئے۔

⑥ حضرت بلھے شاہ قصوری یا اوچی

تمام تذکرہ نگاروں نے حضرت بلھے شاہؒ کو قصوری لکھا ہے۔ حتٰی کہ آپ کے کلام کے تمام مطبوعہ نسخوں میں بھی آپ کو قصوری لکھا گیا ہے۔ درحقیقت آپ کا اصل وطن (مولد) اُچ گیلانیاں ہے یہ ہی وجہ ہے کہ آپ کے کلام میں صاف طور پر بہاول پوری اور ملتانی زبان کا رنگ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے اس ثبوت میں خود حضرت بلھے شاہؒ کا ایک شعر بھی پیش کیا جاتا ہے جو اس باب میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ؎۱۱

اسیں اُوچی ساڈی ذات اچیری
اسیں وچ اُچ دے وسنے ہاں
عقل ہٹی تے رمز پچھانی
اسیں مڑ مڑ تینوں وسنے ہاں

علاوہ ازیں ایک اور شعر میں آپ اپنی سید برادری کو خطاب کرتے ہیں جو اُچ میں رہائش پذیر ہیں ؎۱۲ بیان کرتے ہیں:۔

تسیں وچ اُچ دے اُچے او	اسیں وچ قصور قصوری آں
شاہ عنایتؒ دی باغ بہاراں	اسیں اوہدے وچ لسوڑی آں

آپ کا مطلب یہ ہے کہ تم اوچ میں سربلند ہو تو رہو، ہم قصور میں قصوری ہیں اور شاہ عنایتؒ

Marfat.com

کے باغ و بہار میں ہماری حیثیت "لسوڑی" کے درخت کی طرح ہے "لسوڑی" کا درخت پھلدار درختوں
کم تر شمار کیا جاتا ہے اور یہ پھل عام طور پر دوائیوں اور اچاروں میں استعمال ہوتا ہے۔ بلفظِ قصوری
ذو معنی ہیں ایک تو یہ کہ قصور شہر کا رہنے والا، دوسرے یہ کہ مجھ کو اپنی کمی کا اعتراف ہے مگر
بحث کا حاصل یہ ہے کہ قصور کو آپ کا ثانوی وطن کہا جا سکتا ہے۔

⑦ آپ کی تعلیم و تربیت

بیان کرتے ہیں کہ پانڈا اور سدھار قوم رنگڑ بھٹی دودھائی تھے دونوں نے اپنے اپنے نام پر الگ الگ گاؤں آباد کئے۔ ایک
گاؤں کا نام "پانڈو کے" مشہور ہوا اور دوسرے کا نام "سدھار" پڑ گیا، ایک دن پانڈو
ملک وال کے قریب گاؤں تلونڈی میں اپنے رشتہ داروں سے ملنے آیا۔ رشتہ داروں
پانڈو بھٹی سے اسکے گاؤں کی زمین، فصلیں اور آبادی کے بارے دریافت کیا، اس نے جواب
کہ وہاں کی زمین زرخیز ہے لوگ اچھے ہیں، گاؤں میں بڑی رونق ہے ایک کشادہ مسجد تعمیر کر لی
لیکن ہمیں کوئی عالم نہیں ملتا جو امامت کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری کر
مسجد کو آباد کر سکے۔ رشتہ داروں نے مشورہ دیا کہ قریب کے گاؤں ملک وال میں ایک سید صا
اُچ گیلانیاں سے تشریف لائے ہوئے ہیں بڑے عالم اور فاضل ہیں۔ اگر وہ راضی ہو جائیں
آپ کی مسجد میں دینی رونق بڑھ جائے گی اور مسجد آباد ہو جائے گی۔

چند لوگ آپ کے والد محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پانڈو کی میں منتقل ہونے کی درخو
کی جس پر آپ کے والد محترم اپنے بال بچوں سمیت ملک وال سے پانڈو کی میں چلے آئے۔ مسجد
امام مقرر ہوئے اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا چونکہ آپ کے والد مرحوم علوم عربی اور فا
کے عالم تھے۔ امام مسجد بھی تھے۔ اس لئے غالب خیال یہی ہے کہ حضرت بلھے شاہؒ نے ابتدائی تعل
اپنے والد ماجد سے پائی اور مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ قصور تشریف لے گئے۔ قصور ا
زمانہ میں پٹھانوں کی راجدھانی تھی اور رسمی علوم کا ایک اہم مرکز تھا جس کو بہت مقبولیت
شہرت حاصل تھی، جامع مسجد کوٹ قصور کے خطیب مولانا حافظ غلام مرتضیٰ صاحبؒ کے
درس کا بڑا چرچا تھا۔ آپ مروجہ علوم حاصل کرنے کے لئے ان کے درس میں شامل ہو گئے اور علم
ظاہری میں دسترس حاصل کی، لکھنے پڑھنے کے ساتھ ساتھ آپ مویشی چرانے کا کام بھی انجام د

Marfat.com

تھے، علومِ ظاہری سے فراغت پانے کے بعد علومِ باطنی کی طرف متوجہ ہوئے۔

یہاں یہ بات بے محل نہ ہوگی کہ کتبِ حدیث، فقہ اور آیاتِ قرآنی کے جو حوالے آپ کے کلام میں کئی جگہ پائے جاتے ہیں اسی تعلیمی دور کا اثر تھا۔ صوفی اکبر علی صاحب سلیم التواریخ بیان کرتے ہیں "(بلھے شاہؒ) قرآن شریف پڑھ لینے کے بعد فارسی کی درسی کتابیں پڑھ کر فقہ اور تفسیر پر توجہ کی، قدوری، کنز، ہدایہ تک سب دیکھ گئے" (ص ۳۷۵) پھر غور کرنے لگے کہ ھوالباطن کا اقرار تو سب کو ہے۔ وسیلہ ایسا ہونا چاہیئے کہ ھوالظاہر دکھا دے،،

بھائی پریم سنگھ قصوری جنہوں نے ۱۸۹۶ء میں آپ کا کلام جمع کیا۔ لکھتے ہیں کہ آپ اُمّی (ان پڑھ) تھے۔ لہذا آپ اپنا کلام لکھ نہیں سکتے۔ پریم سنگھ قصوری کا یہ کہنا درست نہیں۔

حضرت سید بلھے شاہؒ نے مذہبی رہنماؤں کو پُرخلوص اور باعمل ہونے کا سبق دیا اور قومی ترقی کے لئے یہ نسخہ بتایا کہ جب تک قرآن اور اُسوۂ رسولؐ پر عمل پیرا اور کاربند نہیں ہوگے اسی طرح تباہ و برباد ہوتے ہی رہوگے، خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش کی اور آنے والے انقلاب سے انہیں قبل از وقت آگاہ کیا۔ ان خیالات اور روزمرہ کے مشاہدات و تجربات کو بڑی سادہ اور عام مثالوں کے ذریعہ بیان کیا۔ یہی سادہ، دل نشیں اور دلنواز انداز، مشاہدے کی وسعت اور فکر کی گہرائی کے ساتھ کلام بلھے شاہؒ میں جلوہ گر ہوا جو فکری اور فنی ارتقا میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونی ورسٹی) لاہور میں لکھا ہے[۱۴] کہ حضرت بلھے شاہؒ نے خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ سے جنہیں علومِ متداولہ پر پورا عبور حاصل تھا، کے سامنے زانوئے تلمذ بھی طے کئے۔ خواجہ غلام محی الدین قصوریؒ ۱۲۰۲ھ/۱۷۸۷ء کو قصور میں پیدا ہوئے اور ۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء میں وفات پائی[۱۵] اور قصور میں مدفون ہے۔ جب کہ حضرت بلھے شاہؒ نے بقول صاحب خزینۃ الاصفیا ۱۱۷۱ھ میں وفات پائی، مگر بعض قرائن اور دلائل سے آپ کی وفات ۱۱۸۱ھ (یا مابعد) بھی ثابت ہوتی ہے۔ مذکورہ سنین کے لحاظ سے خواجہ غلام محی الدین قصوری رحؒ آپ کے اُستاد تسلیم نہیں کئے جا سکتے۔ یہ محض قیاس ہے۔

(۸) مُرشد کی تلاش حضرت بلھے شاہؒ پر جذب کی سی کیفیت طاری رہتی تھی کبھی بے چین

Marfat.com

ہو جاتے۔ کبھی تڑپتے۔ دن اور رات سوز و گداز میں بسر کرتے۔ طبیعت پر ایک جنون غالب تھا کہ وسیلہ ملے تو ایسا ملے جو ہوا لطا ہر دکھا دے۔ اس طرح پھرتے پھراتے نارو زبوں اور دردمند ایک روز دالہ کی جانب جا نکلے۔

بیان کرتے ہیں کہ منہ سے منصور والہ کلمہ نکل گیا۔ بعض لوگ پکڑ کر آپ کو دربار فاضلہ کے مردِ عارف شیخ محمد فاضل الدینؒ ۱۲ھ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ حضرت بلھے شاہؒ کی مرض کو بھانپ گئے اور فرمایا کہ ان کو شاہ عنایت قادریؒ کے ہاں لے جائیں۔ وہاں جا کر کامل بن جائے گا۔ ان دنوں حضرت شاہ عنایت قادریؒ دنیائے تصوّف میں بڑا نام اور بلند مقام رکھتے تھے۔ اور وجودی فکر کے سبب برصغیر میں اپنے معاصرین صوفیاء اور اولیائے کرام میں بھی ممتاز تھے۔ ذات کے ارائیں (اراعین) تھے قصور میں رہتے تھے۔ لیکن قصور کے حاکم کے ساتھ اَن بن ہونے کے باعث قصور کو چھوڑ کر لاہور میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔

حضرت بلھے شاہؒ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں جگہ پانے کی آرزو و بلیغ اور سرِّ الٰہی سے رہنمائی کی استدعا کی۔ آپ نے فرمایا۔

بلھیا ربّ دا کیہ پاوناں ایدھروں پٹنا اودھر لاوناں

ان مختصر الفاظ میں آپ نے ساری کائنات کا راز بتا دیا، جس نے بلھے شاہؒ کے من میں آگ لگا دی، خودی کی تاریکی دُور ہوئی۔ بیخودی کا روپ انوپ نظر آیا، روحانی روشنی پیدا ہوئی، اور عالمِ بالا کی تجلّیوں نے نورٌ علیٰ نور کر دیا۔ اسی وقت قدموں میں گر پڑے اور دامن پکڑ لیا حضرت شاہ عنایت قادریؒ نے سینے سے لگا کر دولتِ ولایت اور خرقہ خلافت سے اور بخشی سے بھائی دروازہ میں سرفراز فرمایا۔ لہ

حضرت بلھے شاہؒ اس وارداتِ قلبی کا اظہار یوں کرتے ہیں :-

بلھے شاہ دی سنو حکایت

ہادی پکڑیا ہوئی ہدایت

میرا مرشد شاہ عنایت

[illegible]

نہ تیرا اے ، نہ میرا اے
جگ فانی جھگڑا جھیڑا اے
بنا مرشد رہبر کیہڑا اے
پڑھ "فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ"

(سورۃ البقرۃ کی آیت ۱۵۲ کا ابتدائی حصہ)

مُرشد نے حضرت بُلھے شاہؒ کو قصور جانے کی ہدایت فرمائی مگر آپ کی خواہش یہ تھی کہ وہ اپنے مُرشد کے پاس رہیں اور اپنے گاؤں میں رہ کر اپنے مُرشد کو روزانہ مل کر واپس گھر آیا کریں۔ اب قصور جانے کا حکم ملا جو لاہور سے تقریباً چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے جانا پھر وہاں مستقل طور پر رہنا مشکل نظر آ رہا تھا، اُداس اور پریشان تھے۔

مُرشد نے آپ کو قصور بھیجنے میں بہت سی مصلحتیں مدِّنظر تھیں۔ قصور کے لوگ بے دین، عیاش اور سرکش قسم کے تھے۔ درویشی کے قائل نہ تھے قصور بداعتدالی اور لاقانونیت کا مرکز بن چکا تھا۔ وہاں کے لوگ ظالم اور کسی سائل کو صدقہ و خیرات تک نہ دیتے تھے۔ ان کی اصلاح ضروری تھی۔ اسکے علاوہ اور مقاماتِ سلوک طے کرانا چاہتے تھے جو ہجر اور فراق کی وجہ سے طے ہوتے ہیں پھر مُرید صادق کی اطاعت شعاری کا امتحان لینا بھی مقصود تھا مگر آپ اپنے مُرشد کے سچے عاشق اور جاں نثار تھے۔ تھوڑی دیر کی بھی جُدائی منظور نہ تھی۔ آخر آپ اپنی ہمشیرہ کو ساتھ لے کر قصور روانہ ہو گئے۔
یہاں یہ بیان کرنا بے محل نہ ہوگا کہ آپ کی دو بہنیں اور والدین "پانڈو کے" میں انتقال پا گئے تھے اور وہاں ہی دفن ہیں۔ مستانہ صاحب کی اولاد ان مزاروں کی نگران ہے۔ اب صرف ایک بڑی ہمشیرہ تھی جن کو ساتھ لے کر آپ قصور میں تشریف لے آئے۔

حضرت بُلھے شاہؒ اظہار کرتے ہیں ؎

لوکاں وِچ قصور ہوندا   آساں وِچ قصوراں وسدے

حضرت بُلھے شاہؒ مزید بیان کرتے ہیں ؎

بُلھیا! قصور بے دستور   اوتھے جانا پیہنا ضرور
نہ کوئی پُن نہ دان ہے!   نہ کوئی لاگ دستور

Marfat.com

حضرت بُلھے شاہؒ نے ساری زندگی زہد و تقویٰ میں بسر کی۔ انہوں نے عمر بھر شادی نہیں کی۔ اسی طرح آپ کی ہمشیرہ محترمہ نے بھی شادی نہیں کی۔ بلکہ تمام عمر آپ کے ساتھ رہیں۔ آپ کی ایک کافی کے مطلع سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا کوئی بھائی بھی تھا جس کی شادی تو ہوئی تھی مگر اولاد نہیں ہوئی۔ وہ مطلع یہ ہے۔

"بُلھے نوں مناون آئیاں بھیناں تے بھرجائیاں"

یہاں "بھرجائیاں" کا لفظ "بھیناں" کی مناسبت اور شعر کی ضرورت سے بصورت جمع استعمال کیا گیا ہے۔ یہ نہ خیال کیا جائے کہ آپ کی "بھرجائیاں" ایک سے زائد تھیں یا یہ کہ آپکے بھائی کی دو بیویاں تھیں۔

آپ کا معمول تھا کہ جب عبادت سے فارغ ہوتے اپنے حجرے میں آکر قیام کرتے۔ عقیدت مند لوگ بھی حاضر ہو جاتے۔ آپ تبلیغ و ہدایت سے لوگوں کے دلوں کو نوازتے رہتے تھے۔ آپ "فنا فی الشیخ" کے مقام میں ہر وقت بے خود رہتے تھے۔ چنانچہ ایک مقام پر مرشد کے عشق میں بے خود ہو کر ان کو ٹھگ لاہور کہہ جاتے ہیں۔

دے دیدار ہویا جد راہی اچن چیت پئی گل پھاہی!
ڈاڈھی کیتی بے پرواہی! مینوں مل گیا ٹھگ لاہور!

⑨ رشتہ داروں کا طعنہ دینا

سید بُلھے شاہؒ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے مرید ہو گئے اور جب آپ کے رشتہ داروں کو آپ کی بیعت کا علم ہوا تو آپ کے خاندان کے لوگوں نے جنہیں گیلانی سید ہونے کا بڑا فخر تھا سید بُلھے شاہ کو طعنہ دینا شروع کر دیا کہ آپ نے سید ہو کر ارائیں (ارائین) کی بیعت کر لی ہے اور اس طرح اولادِ علیؓ کا سر نیچا کر دیا ہے۔ اس شکایت کا سید بُلھے شاہؒ نے یہی جواب دیا کہ اگر ارائین کی مریدی سے میری سادات کی توہین ہوتی ہے تو چلو میں سید ہی نہیں اور اس واقعہ کو رضائے الٰہی سمجھ کر صبر و شکر کریں۔ سید بُلھے شاہ اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں اس طرح ادا کرتے ہیں:

من لے بُلھیا ساڈا کہنا چھڈ دے پلّا رائیاں
آلِ نبی اولادِ علیؓ نوں توں کیوں لیکاں لائیاں؟
جہیڑا سانوں سیّد سدے دوزخ ملن سزائیاں

Marfat.com

جو کوئی سانوں رائیں آکھے　　بہشتی پینگاں پائیاں
رائیں ، سائیں ، سبھنی تھائیں　　رب دیاں بے پروائیاں
سوہنیاں پرے ہٹائیاں　　تے کوجھیاں لے گل لائیاں

سیّد بُلھے شاہؒ کے دل پر اس طعن کا کچھ اثر نہ ہوا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی آپ اس خدا رسیدہ بزرگ کا پلّہ پکڑ چکے تھے اور فیض سے بہرہ ور ہو چکے تھے اُسے کس طرح چھوڑتے وہ تو اپنے مرشد کے رنگ میں رنگے جا چکے تھے۔ انکی توجہات نے آپ کو عرفان و وجدان کی اعلیٰ وارفع منزلوں پر پہنچا دیا تھا اور قلب روشن کر دیا۔ یہاں تک کہ دل اور دماغ میں مرشد سے پیار اور محبّت کا رشتہ اتنا قوی ہو گیا کہ راز خداوندی کھلنا شروع ہو گئے دل نورِ ایزدی سے منوّر ہو گیا۔

سیّد بُلھے شاہؒ نے طعنوں کا جواب یوں دیا۔[19]

جے توں لوڑیں باغ بہاراں ، چاکر ہو جا رائیاں
بُلھے شاہؒ دی ذات کیہ پچھیں ؟ شاکر ہو رضائیاں

حضرت بُلھے شاہؒ اس بات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ خدا اپنی بے پروائی میں جسے بھی چاہے بلند و اعلیٰ وارفع مقام بخش دیتا ہے۔ کبھی وہ نیچ ذات والوں (کوجھیاں) کو شرفِ قبولیت بخشتا ہے اور کبھی وہ اونچی ذات والوں (سوہنیاں) کو اپنے سے دُور رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہی قابلِ عزّت ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔

باب ۸

حضرت بُلھے شاہؒ کی شاعری

(۱) شاعری عوام میں یہ بات مشہور ہے کہ جب حضرت بُلھے شاہؒ نے شاعری کا آغاز کیا۔ اور مرشد کو اس کا علم ہوا تو اُس نے اِس فعل کو پسند نہ فرمایا بلکہ ناراضگی کا اظہار کیا مگر جب اُنہوں نے آپ کے اشعار سُنے تو اُن کی غلط فہمی دُور ہو گئی اور حضرت بُلھے شاہؒ کی علمیّت و قابلیّت کی تعریف کے بغیر نہ رہ سکے۔ جب مرشد نے شاگرد کی کافیوں میں علم و معرفت اور حکمت کی

Marfat.com

بانہیں دیکھیں تو انہیں اس فن کی اجازت دے دی، مُرشد کی اس حوصلہ افزائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے سینکڑوں اشعار کہہ ڈالے۔ ان اشعار کی طفیل آپکو لافانی شہرت نصیب ہوئی۔

حضرت بُلھے شاہؒ صاحبِ جذب تھے۔ ان کا ہر شعر رُوح کی گہرائیوں سے نکلتا ہے اور دل کی پہنائیوں میں اُتر جاتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ ان کے پاکیزہ نغموں سے پنجاب کے گاؤں، قصبے اور شہر گونج اُٹھے جن کی شہرت اپنے وطن سے نکل کر دُور دُور پھیلی۔ آپ قصد کے بیان کی بجائے زیادہ تر جذب کی کیفیت کے اظہار پر صرف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آپ کی آوازیں سوز، جذب اور وارفتگی سے پُر تھیں اور یہ ہی خوبیاں آپ کو حضرت شاہ حسینؒ اور حضرت سلطان باہوؒ کی صف میں لا کھڑا کرتی ہیں۔ آپ کا ہر بیان عجز، وانکساری اور احترام کا مظہر ہے۔ آپ کے کلام میں جا بجا کتب حدیث و فقہ اور آیاتِ قرآنی کے اقتباسات موجود نظر آتے ہیں۔

آپ کے کلام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس سے تعلیم یافتہ طبقہ بھی لطف اندوز ہوتا ہے اور ناخواندہ بھی، آپ کے اشعار میں حقیقت، سچائی اور خوبصورتی جا بجا عیاں ہے۔ آج بھی عورتیں گھروں میں، کسان کھیتوں میں، بچے گلیوں کوچوں میں، صوفیاء خانقاہوں میں، حضرت بُلھے شاہؒ کے کلام کو پڑھتے اور سر دُھنتے ہیں۔

آپ نے اپنی شاعری میں تصوّف کے باریک نکات اور زندگی کے حقائق کو انتہائی دلکش اور لطیف پیرائے میں پیش کئے ہیں۔ آپ کی شاعری کا اہم پہلو وہ ہے جس میں اُنہوں نے وحدۃ الوجود کا عقیدہ لوگوں کے سامنے پیش کیا تاکہ عوام کی زندگی تکلیفوں اور مصیبتوں کے باوجود اطمینانِ قلب پائے۔ آپ کل وجود کو ایک وحدت خیال کرتے ہیں۔ اسی تصوّر کو اپنے مرشد کی تقلید میں جو اسی مکتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے اظہار کیا ہے۔

حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ کے ارشادات اور ملفوظات کا مجموعہ "نافع السالکین"[2] میں لکھا ہے کہ حافظ شیرازیؒ نے مسئلہ وحدت الوجود کو صوفیہ کی اصطلاحات کے پردہ میں بیان کیا ہے۔ اصطلاحاتِ صوفیہ کے جانے بغیر حافظ کا کلام سمجھ میں نہیں آسکتا۔ نیز فرمایا کہ بُلھے شاہؒ (بلّا شاہ) شمشیر برہنہ کی مانند ہیں کہ اُنہوں نے مسئلہ وحدت الوجود کو بے پردہ بیان کیا ہے۔ دوسرے عارفین نے مسئلہ مذکور کو عربی یافا

Marfat.com

زبان میں بیان کیا ہے۔ لیکن بُلّھے شاہؒ (بلّا شاہ) نے ہندی میں بیان کیا ہے۔ ہندی سے آپ کی مراد پنجاب کے عوام کی زبان ہے۔ اصل فارسی متن ملاحظہ کریں :۔

"نیز فرمودند کہ حافظ شیرازیؒ مسئلہ وحدتِ وجود را در پردہ اصطلاحات صوفیہ بیان نمودہ کہ بغیر دانستن اصطلاحات صوفیا کلام دیوانِ حافظ مفہوم کسی نشود نیز فرمودند کہ بلّا شاہ شمشیر برہنہ است کہ مسئلہ وحدت وجود را بغیر پردہ نمودہ دیگر عارفان مسئلہ مذکور را در لغت عربی و فارسی بیان نمودہ و بلّا شاہ در ہندی۔"

آپ کی شاعری میں پیار، محبت، امن، رواداری اور اطاعت کا پیغام ملتا ہے۔ آپ کے کلام میں لوچ، رس، سوز اور تڑپ، لطافت، سادگی اور پاکیزگی پائی جاتی ہے۔ آپ کا کلام معرفت حکمت، دانائی، عبرت اور حقائق سے بھی خالی نہیں۔

حضرت بُلّھے شاہؒ کے کلام کا ایک ایک حرف اسرارِ الٰہی اور عشقِ حقیقی کا امین ہے۔ آپ کا کلام خدا یاد درویشوں کی خاص مجلسوں میں بڑے ادب و احترام کے سامنے پڑھا جاتا ہے اور مست الست اور صاحبِ حال سن کر چیخ اٹھتے ہیں۔ آپ کے ایک ایک مصرعے سے ان کے دلوں کے کئی حجابات اٹھتے ہیں اور کئی اسرار و رموز ظاہر ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ (کوٹ مٹھن شریف) کے ارشادات اور ملفوظات کا مجموعہ جو "ارشاداتِ فریدیؒ" کے نام سے طبع ہو چکا ہے۔ اس کی جلد دوم (صفحہ ۵۷) میں لکھا ہے کہ حضرت اکثر اوقات چاچڑاں شریف میں عرس کے موقعہ پر قوالوں سے کافی حضرت بُلّھے شاہؒ کی فرمائش کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ قوالوں نے کافی "اُدس پڑتالی نچنا ہوں میں نوں جس گت یار نچایا ہے" شروع کی تو حضرت خواجہؒ وجد میں آ گئے۔ بہت زیادہ رقص و جست فرمایا اور آپ کی ذات بابرکات سے کمال جوش و خروش ظہور میں آیا۔ سامعین حیران ہو گئے۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو:۔

"اکثر اوقات سرود و غزلہائے از قوالان می شنیدند و بسیار وقت آنحضرت را وجد و سماع بجوشش تمام طاری می شد، چنانچہ ازاں جملہ یکے این است کہ وقتے در مجلس عرس بمقام چاچڑاں شریف برین کافی ہندی میاں بلی شاہؒ صاحب (بلھے شاہ) ؎

Marfat.com

"اودس پڑتالی پخنا ہوں جلینوں جس گست یار نچایا ہے"۔۔۔۔ ازبس رقص وجست فرمود ند وجہندگی در وقت کمال جوش ازاں ذات بابرکات بظہور میرسید۔۔۔۔ کہ حاضران را حیرت واگرفتہ بود"۔

حضرت بلھے شاہؒ نے حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی وفات کے بعد اپنی باقی ماندہ عمر شاعری، درویشی، فقیری، جذب اور سُکر میں بسر کی۔

② نمونہ کلام

حضرت بُلھے شاہؒ کی صوفیانہ زندگی کو تین ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ پہلا دَور وہ ہے جب آپ مرشد کی تلاش میں سرگرداں تھے اور تصوف کے مختلف افکار کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ کافی ملاحظہ ہو:۔

(ا) دل لوچے ماہی یار نوں!

اک ہسیں ہسیں گلاں کردیاں

اک روندیاں دھوندیاں پھردیاں

کہو پھُلی بسنت بہار نوں

دل لوچے ماہی یار نوں!

میں نہاتی دھوتی رہ گئی

کوئی گنڈھ سجن دل بہ گئی

بھاہ لاوے ہار سنگار نوں

دل لوچے ماہی یار نوں

دوسرا دَور "فنافی الشیخ" ہونے کا زمانہ ہے۔ جب مرشد کو آپ وسیلہ نجات سمجھتے تو انکا آستانہ سجدگاہ اور نشانِ منزل بن جاتا ہے۔ اس کی صورت میں خدا کا جلوہ نظر آتا ہے ان کے بغیر ہدایت اور انسانیت کی تکمیل ممکن نہیں اور ان کا دامن پکڑ کہ دین و دُنیا میں سرخروئی حاصل ہوتی ہے۔ کافی ملاحظہ ہو:۔

(ا) تیرا جیسا ہور نہ کوئی

ڈھونڈاں جنگل بیلا، روہی

ڈھونڈاں تاں سارا جہاں

میں تیرے قربان ویہڑے آوڑ میرے

Marfat.com

شاہ عنایت سائیں میرا

ملیے چھوڑ لگی لڑ تیرے

لائیاں دی لج جان

میں تیرے قربان ویڑے آوڑ میرے

(ب) بلّھے شاہ! ایہ بات اشارے دی — جھناں لگی تانگھ نظارے دی

وس پئی منزل ونجارے دی — ہے یَدُ اللّٰہِ فَوقَ اَیدِیھِم

مذکورہ اشعار کا مطلب یہ ہے کہ مُرشدِ کامل کی ذات، ذاتِ الٰہی سے الگ نہیں کیونکہ اُس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے (اشارہ بیعت الرضوان کی طرف ہے)۔

تیسرا دور وہ ہے جب ان کا جذبہ بے پناہ اور عشق بیکراں ہوجاتا ہے اور وہ رسمی عقائد کی دیواریں توڑتے نظر آتے ہیں۔ اس دَور کی شاعری نقطۂ عروج پر پہنچ گئی۔

(ا) دوہڑہ — ہور سبھ نے گلڑیاں اک اللہ اللہ دی گل

کجھ رولا پائیا عالماں کجھ کاغذاں پا یا جھل

(مطلب) اور تو سب فضول باتیں ہیں، بات اگر کام کی ہے تو صرف ذکرِ الٰہی ہے، باقی ملّاؤں نے اختلافات پیدا کر رکھے ہیں اور کچھ کاغذوں (عبارتوں) اور کتابوں نے حقیقت کو چھپائے رکھا ہے۔ کام کی بات صرف اللہ کا ذکر ہے، اس دوہے میں وحدت الوجود کے عقیدہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ درحقیقت قائم، دائم، ازلی اور ابدی وجود ذاتِ الٰہی کا ہی وجود ہے اور یہ ہی دینِ حق ہے۔ باقی تمام کائنات کا وجود فرضی اور بے اعتبار ہے۔

(ب) انساں پڑھیا علم تحقیقی اے (تحقیقی)

اوتھے اکّو حرف حقیقی اے

ہور جھگڑا سب ودیکی اے

ایویں رُولا پا پا بہندی اے

مُنہ آئی بات نہ رہندی اے

آپ نے علم حقیقت اور علمِ معرفت کو علم الیقین سے پڑھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ خُدا کی قدرت

ہر جگہ موجود ہے "ہوالاوّل ، ہوالآخر ، ہوالظاہر، ہوالباطن" کی تفسیر ہے۔ دنیا کی تخلیق سے پہلے بھی اللہ کی ذات موجود تھی۔ دنیا کے ختم ہونے کے بعد بھی وہ ذات موجود رہے گی، یہاں اور وہاں جو کچھ بھی ہے اللہ ہی کی مہربانی ہے اور جو کچھ نظروں سے اوجھل ہے یا نہیں ہے وہ بھی اللہ ہی کا ہے۔

(ج) دوھڑہ:- چل بُلّھا! چل اوتھے چلیے، جتھے سارے انّھے
نہ کوئی ساڈی ذات پچھانے ، نہ کوئی سانوں منّے

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ میرے دوست میری قبا کے نیچے پوشیدہ ہیں، ان کو میرے بغیر اور میرے اولیاء کے بغیر کوئی شناخت نہیں کر سکتا۔

حضرت بُلّھے شاہؒ فرماتے ہیں کہ میری رہائش ایسی جگہ پر ہے، جہاں کوئی شخص میری حقیقت حال سے واقف نہیں ہے اور میں اپنے اللہ کے ذکر و فکر میں مشغول رہتا ہوں اور لوگوں کا میری قدر و منزلت نہ کرنا میرے دل میں غرور اور تکبّر پیدا نہیں ہونے دیتا۔

(د) علموں بس کریں او یار اِکّو الف تیرے درکار

علم کے بارے حضرت بُلّھے شاہؒ کا رویّہ یہ نہیں کہ علم کو ختم کیا جائے یا علم سے رابطہ منقطع کیا جائے ان کا مقصد علم کی نفی نہیں بلکہ خشک اور زندگی سے منقطع فقیہانہ اور فلسفیانہ موشگافیوں سے دور رہنا ہے وہ ایسے علم کے خواہاں ہیں جو شریعت وطریقت اور انسانی زندگی کی فلاح و بہبود سے علاقہ رکھتا ہو۔ اور زندگی میں اخوت اور مساوات کی روشنی پھیلا سکے جس سے عوام کی بھلائی اور بہتری ہو سکے۔

خالص علم یا علم برائے علم کی کبھی اور کسی مقام پر مخالفت نہیں کی، حضرت شاہ عنایت قادریؒ آپ کے لئے علم ظاہری و باطنی کے بحر بیکراں تھے جنہوں نے علم حقیقی اور معرفت کو علم الیقین سے پڑھا اور دوسروں کو سبق دیا۔ سیّد بُلّھے شاہؒ اپنے مرشد کی اسی تعلیم و تربیّت کے علمبردار ہیں۔

(۳) مجموعہ کلام حضرت بُلّھے شاہ کے جو مجموعہ ہائے کلام اب تک شائع ہو چکے ہیں ان میں سے چند مشہور مجموعوں کی تفصیل جو دستیاب ہو سکی ہے حسب ذیل ہے:۔

کافیاں حضرت بُلّھے شاہؒ، سن طباعت ۱۸۸۲ء ناشر ملک ہیرا کشمیری بازار لاہور۔ اس کتاب میں مؤلف نے ۳۹ کافیوں کی تعداد بیان کی ہے لیکن گنتی کے مطابق ۴۴ ہیں۔ کچھ کافیاں شاہ حسینؒ کی بھی اس میں نادانستہ طور پر شامل ہو گئی ہیں (۲) قانون عشق، مؤلفہ حافظ انور علی صدیقی

Marfat.com

رہتکی پنشنر ڈسٹرکٹ جج۔ ۱۸۸۹ء، ناشر اللہ والوں کی قومی دوکان کشمیری بازار لاہور، دوسری
اشاعت ۱۹۸۲ء۔ اس مجموعے میں کافیوں کی تعداد ۱۱۶ ہے لیکن دوہڑے، اٹھوارہ، باراں ماہہ
گنڈھیاں اور سی حرفیاں اس میں موجود نہیں۔ حافظ صاحب نے آپ کی کافیاں بڑی تلاش اور
تجسس سے جمع کی ہیں اور انکی شرح بھی لکھی ہے۔ قرآن شریف، حدیث اور اقوال بزرگان سلف
سے ہر موقعہ پر شہادتیں بھی پیش کی ہیں یہ آپ کی عظیم خدمت ہے کہ اپنے بکھرے ہوئے اشعاروں کو یکجا
کیا۔ پھر انکو ترتیب دے کر اس کی شرح لکھ کر عوام کے سامنے پیش کئے (۳) کافی ہائے بلھے شاہ
سن طباعت ۱۸۹۶ء مؤلفہ پریم سنگھ قصوری، اس مجموعے میں مؤلف نے ۱۳۰ کافیوں کے علاوہ
تین سی حرفیاں، ایک اٹھوارہ، ایک بارہ ماہہ اور ۴۰ گنڈھاں شامل ہیں (۴) بلھے شاہ
(انگریزی) سی ایف اسبورن آئی سی ایس، سن طباعت ۱۹۰۵ء اشاعت دوئم ۱۹۷۶ء
مطبوعہ لاہور، یہ مجموعہ چند کافیوں پر مشتمل ہے۔ جنہیں اسبورن صاحب نے اپنے نقطہ نظر سے انتخاب
کیا، کافیوں کے ساتھ حضرت بلھے شاہ کے کچھ نامکمل ابتدائی حالات بھی درج کئے ہیں۔ اس کتاب
کا اردو ترجمہ ضیاء الدین برنی نے کیا، طباعت ترجمہ ۱۹۲۰ء ناشر محبوب المطابع دہلی۔ یہ کتاب
دستیاب نہیں ہو سکی (۵) کلیات بلھے شاہ سن طباعت ۱۹۶۰ء تالیف ڈاکٹر فقیر محمد مرحوم
پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور۔ اس مجموعہ میں بلھے شاہ کی ۱۵۶ کافیاں ہیں۔ ان کافیوں کے علاوہ دوہڑے
گنڈھیاں، سی حرفیاں، اٹھوارہ اور بارہ ماہہ بھی شامل ہیں (۶) کافیاں بلھے شاہ معہ منظوم
اردو ترجمہ سن طباعت ۱۹۷۵ء مؤلف و مترجم عبدالمجید بھٹی ناشر لوک ورثہ کا قومی ادارہ الیف
۷/۴۔۱۱۰۰۔ اسلام آباد پاکستان۔ اس کتاب میں ۹۴ منتخب کافیوں کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔
(۷) پنجابی صوفی پوئٹس (انگریزی) سن طباعت ۱۹۳۳ء تالیف ڈاکٹر لاجونتی رام کرشنا اس
کتاب میں چند کافیوں کا انگریزی ترجمہ معہ تبصرہ و تنقید اور حالات پیش کئے گئے ہیں (۸) بلھے شاہ
(انگریزی) سن طباعت ۱۹۸۲ء مرتبہ سی ایف اسبورن، کے آر لاجونتی، اے آر لوتھر، ناشر شیخ
مبارک علی لوہاری دروازہ لاہور۔ یہ مجموعہ چند کافیوں پر مشتمل ہے۔ کافیوں کا انتخاب ان کا اپنا نقطۂ
نظر ہے۔ کافیوں کے علاوہ بلھے شاہ کے کچھ ابتدائی حالات بھی ملتے ہیں (۹) باغ ادبیائے ہند

Marfat.com

تالیف محمد دین پنجابی نظم (اردو رسم الخط) میں ہے۔ اس میں حضرت شاہ عنایت قادریؒ اور سید بُلھے شاہ کے مختصر حالات درج ہیں۔

حضرت بُلھے شاہؒ کی کافیوں کے جو نسخے دستیاب اور قابل ذکر ہیں ان میں کافیوں کی تعداد فرقتا رنی کے مطابق ۲۹ سے لے کر ۱۵۶ تک یا کچھ زائد پہنچ جاتی ہے۔ ہر مرتب نے کوشش اور جانفشانی کے ساتھ مختلف مقامات سے کافیاں جمع کی ہیں۔ یہ کہنا درست نہیں کہ تمام کی تمام کافیاں حضرت بُلھے شاہؒ کی ہیں ان میں کمی بیشی ہے اس لئے کوئی نسخہ حضرت بُلھے شاہؒ کی زندگی میں مرتب نہیں ہوا، جو مستند ہو مگر یہ بھی جو کافیاں دستیاب ہیں وہ معتقد لوگوں کی یادداشتوں سے، قلمی بیاضوں سے، عقیدتمندوں اور قوالوں سے سُن کر جمع کی گئی ہیں۔ اور کتابی صورت میں پیش ہیں۔

مذکورہ بالا مجموعوں کے علاوہ چند اور مجموعوں کا بھی علم ہوا ہے جو مختلف زبانوں میں جرمن لندن اور امریکہ کے علمی اور ادبی ادارے شائع کر رہے، تاحال کوئی کتاب پاکستان میں دستیاب نہیں ہوسکی جس کا ذکر کیا جائے بلکہ یہ علم ہوا ہے کہ غیر ملکی علمی اور ادبی ادارے حضرت بُلھے شاہؒ کی شاعری پر تحقیقی کام کر رہے ہیں۔

Marfat.com

باب ۹

حضرت بلّھے شاہؒ کا وصال اور مزار مبارک

(۱) تاریخ وفات مفتی غلام سرور لاہوری اپنی مشہور کتاب خزینۃ الاصفیاء[۱] جس پر سبھی مورخ اور تذکرہ نویس اعتماد کرتے ہیں اور مشہور مستشرق پروفیسر اے۔جے آربری نے اس کتاب کی تعریف میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ یہ صوفیائے کرام کا پہلا تذکرہ ہے جو سائنٹیفک طریقہ پر لکھا گیا ہے۔ اس میں آپ کی تاریخ وفات ۱۱۷۱ھ (مطابق ۱۷۵۷ء) لکھی ہوئی ہے[۲]۔

بقول اسبورن[۳] حضرت بلّھے شاہؒ نے ۱۱۶۷ھ/۱۱۶۸ھ/مطابق ۱۷۵۳ء میں وفات پائی۔ ان دونوں حضرات نے اس بارے کسی ماخذ کا ذکر نہیں کیا۔ انکے علاوہ ڈاکٹر لاجونتی آپ کی تاریخ وفات ۱۷۵۸ء (مطابق ۱۱۷۲ھ) بیان کی ہے۔ "پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ" کے مؤلف عبدالغفور قریشی[۴] بیان کرتے ہیں: "آخر آپ شاہ عنایتؒ دی گدی دی (۳۰) سال تک خدمت کر دے ۱۱۷۱ھ مطابق ۱۷۵۸ء نوں اپنے مرشد نال جا ملے"۔ مولا بخش[۵] کشتہ نے اپنی تالیف "پنجابی شاعراں دا تذکرہ" میں آپکا سن وفات ۱۱۷۱ھ لکھا ہے۔ پروفیسر ضیاء محمد "یادگار وارث" میں لکھتے ہیں "حضرت بلّھے شاہؒ نے ۱۱۷۱ھ میں وفات پائی مگر نامعلوم کتنی عمر ملی"۔ ان تینوں حضرات نے مفتی صاحب کا محررہ سال وفات ہی نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ تحقیق نہیں کی اور محض نقل کرنے میں اپنی برئیت سمجھی ہے۔ حضرت بلّھے شاہؒ کی صحیح تاریخ وفات کسی مستند ذریعہ سے معلوم نہیں ہو سکی۔ اور ۱۱۷۱ھ سال وفات تصور ہو رہا ہے۔

اس ضمن میں اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی کے پرنسپل خان بہادر ڈاکٹر محمد شفیع[۶] نے اپنے تحقیقی مقالہ میں جو انہوں نے پنجاب یونی ورسٹی کے اجلاس منعقدہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۹ء میں پڑھا جسکی

Marfat.com

روسے ۱۱۸۱ھ میں حضرت بلھے شاہ کے بقید حیات ہونے کا ثبوت ایک اجازت نامہ کا حوالہ دے کر دیا گیا جو آپ نے حافظ خان محمد کے حق میں تحریر کیا اور اس پر اپنی مہر ثبت کی۔

مہر کا نقش حسب ذیل ہے :۔

متذکرہ بیان کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۸۱ھ یا بعد ہوئی ہو گی تا حال کوئی معاصر سند دستیاب نہیں ہو سکی۔

(۲) مزار مبارک

آپ کا مزار قصبہ قصور میں جو اب ضلع کی حیثیت رکھتا ہے ریلوے روڈ پر واقع ہے۔ آپ کی درگاہ زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا عرس ہر سال شمسی ماہ بھادوں میں جو چاند نظر آئے۔ اسکی ۱۱-۱۲ر تاریخ کو قصور میں منعقد ہوتا ہے۔ کبھی کبھی اس تاریخ میں تقدیم و تاخیر بھی ہو جاتی ہے۔ عرس سے چند روز قبل دربار کے قرب و جوار میں دوکانیں لگنا شروع ہو جاتی ہیں۔ لوگوں کے ہجوم سے سڑکیں پُر رونق ہو جاتی ہیں اور ہر آدمی اپنی ضروریات کے مطابق خرید و فروخت کرتا ہے۔ ذکر و سماع کی مجالس منعقد ہوتی ہے۔

مزار پر بے شمار محبت کے چراغ روشن ہوتے ہیں اور ہر جگہ نورانی دکھائی دیتی ہے۔ قوال آپ کی کافیوں کو گاتے ہوئے انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ملک بھر کے مشہور قوال حاضری دیتے ہیں اور اپنے اپنے فن کے جوہر دکھاتے ہیں۔ پھر دستار فضیلت سے سرفراز ہوتے ہیں۔ ہر روز کوئی نہ کوئی طبل یا سارنگی نواز آپکے مزار پہ بیٹھ کر آپ کی روح کو آپ ہی کا کلام سناتا رہتا ہے۔ اللہ کا یہ سچا عاشق وفات کے بعد بھی اپنے ذوق کو پورا کر رہا ہے۔

عرس کے ایام کے علاوہ مزار پہ ہر روز خاصکر جمعرات کو ہزاروں طالبانِ ہدایت کاسۂ گدائی لئے دریوزہ گری کر رہے ہیں اور نورِ علم و معرفت سے اپنے کشکول بھرپور کر کے واپس جا رہے ہیں۔ لیکن اس درگاہ سے کوئی شخص تشنہ کام واپس نہیں لوٹتا۔

علاوہ ازیں میلاد و درود خوانی بھی ہوتی ہے۔ رات کو بعد از نمازِ عشاء بڑے اہتمام سے میلاد خوانی ہوتی ہے۔ شہر کی تمام نعت خوان جماعتیں حاضر ہوتی ہیں۔ اکثر اوقات تمام رات مجلس میلاد برپا رہتی ہے۔ جس طرح زندگی میں حضرت بابا بلھے شاہؒ کی فیض رسانی مدت العمر جاری رہی اسی طرح آپکے

Marfat.com

وصال کے برسوں بعد آج تک آپ کے مزار سے لوگ بلا امتیاز مشرب و ملت اپنی عقیدت و نیاز کی حد تک فیض یاب ہو رہے ہیں۔

۴۔ مناقب و فضائل

مفتی غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیاء میں یوں رقمطراز ہیں۔ "شیخ بود عابد و زاہد و صاحب جذب و سکر و عشق و محبت و وجد و سماع، در توحید سخنانِ بلند و نقاریر ارجمند داشت۔ و اشعار وے بزبانِ پنجابی کہ مملو از تعارف و توحید اند، زبان زد خواص و عوام اند و کافی ہائے مجوزہ، وے در مجالس اصفیاء قوالاں می خوانند کہ موجب زیادتی شوق و ذوق میگردد، و خوارق و کرامت بسیار از وے نقل می کنند۔"

حضرت بُلھے شاہؒ عابد و زاہد تھے اور صاحب جذب و سکر و عشق و محبّت و وجد و سماع تھے۔ توحید میں بلند مرتبہ کلام اور شاندار تقریریں کرتے تھے۔ انکے پنجابی اشعار معارف و توحید سے پُر ہیں۔ خاص اور عام لوگوں کی زبان پر ہیں۔ انکی کافیوں کو قوال صوفیاء کی مجلسوں میں گاتے ہیں اور سننے والوں کا ذوق و شوق ان سے بڑھتا ہے ان کے خوارق و کرامتیں زبان زد خلائق ہیں اور بیان کی جاتی ہیں۔

آپ کا کلام اپنے مرشد کے خیالات و نظریات کا آئینہ ہے جسکا آپ نے دل کی گہرائیوں سے اظہار کیا۔ آپ سچے صوفی، سچے انسان، ابدی حیاتی کے ترجمان تھے۔ آپ کی شاعری صرف ذہن کو ہی نہیں بلکہ انسان کے دل اور رُوح کو متاثر کرتی ہے۔ آپ نے صرف کافی کو وسعت دی۔ آپ سے قبل حضرت شاہ حسینؒ اس صنف کے بانی تھے اور سند کا درجہ رکھتے ہیں۔

حضرت بُلھے شاہؒ کی عظمت اور آپ کے کلام کے پُر تاثیر ہونے کا اندازہ ڈاکٹر لاجونتی رام کرشنا کی کتاب پنجابی صوفی پوئیٹس کے اس اقتباس سے بھی ہو سکتا ہے جسکا اردو ترجمہ یہ ہے:۔

"ہر شخص تسلیم کرتا ہے کہ بُلھے شاہؒ پنجاب کا سب سے بڑا صوفی شاعر تھا۔ شہرت اور ناموری میں کوئی اور پنجابی صوفی شاعر ان کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ آپ کی کافیاں بے نظیر، ہر دلعزیز اور پسندیدہ ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت بُلھے شاہؒ دُنیا کے عظیم ترین صوفیاء میں سے ہیں اور تخیل میں وہ جلال الدین رومیؒ اور شمس الدین تبریزیؒ کے ہم پلہ ہیں۔"

ہندو بھی آپ کے عقیدت مند تھے۔ درشن ناتھ ایک ہندو فقیر تھا جو آپ کا مرید صادق تھا۔ اس نے آپ کے نام پر ایک سی حرفی تصنیف کی ہے جو اب سی حرفی بُلھے شاہؒ کہلاتی ہے اس میں

Marfat.com

اکثر الفاظ ہندی بھاشا کے ہیں جو ہندو فلاسفی کی ترجمانی کرتے ہیں اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ کسی ہندو فقیر شاعر کی تصنیف ہے۔ اشعار ملاحظہ ہوں۔

(i) الف اپنے آپ نوں سمجھ پہلے کی وست ہے تیرڑا روپ پیارے
باہجھ اپنے آپ دے نہیں کیتے رہن وچہ وسور دے دکھ بھارے

(ii) ہور لکھ اپاؤ نہ سکھ ہووے پچھ ویکھ سیانڑے جگ سارے
ست رُوپ اکھنڈ چیتن ایں توں بلھے شاہ پکارے وید چارے

تصرفات

آپ صاحبِ تصرف تھے، "نافع السالکین" میں لکھا ہے کہ جب حضرت بلھے شاہ رح حاجی ہانس کے علاقہ میں تشریف لائے جو کہ آپ کے مریدین میں سے تھا۔ تو حاجی مذکور کہنے لگا کہ آج رات آپ مجلس سماع منعقد کریں جس میں آپ کے درویش کافیاں پڑھیں میں بھی شریکِ مجلس ہوں گے۔ حضرت بلھے شاہ نے مجلس کی تیاری کی، حاجی مذکور بھی مجلس میں آیا۔ اہل ذوق پر وجد و حال طاری ہوا اور اصحاب ذوق و شوق رقص میں آ گئے۔ دوسرے روز حاجی ہانس نے نقالوں کو کہا کہ ویسی نقل کرو جیسے رات کو درویشوں کی حالت تھی۔ اس بات کی خبر حضرت بلھے شاہ کو بھی لوگوں نے کر دی کہ حاجی ہانس آپ کی حالت کی نقل کراتا ہے۔ اس سے آپ کو بہت دکھ ہوا۔ اس رنجیدگی کے باعث جتنے لوگ حاجی ہانس میں مقیم تھے، سب تباہ و برباد ہو گئے۔

فارسی متن ملاحظہ کریں:-

"حضرت قبلہ عالم (خواجہ محمد سلیمان تونسوی رح) میاں محمد بخش را گفتند تو کودک ہستی از من حکایت حال بشنو کہ چوں بلاہ شاہ قدس سرہٗ در ملک حاجی ہانس آمدند و از مریدان حضرت بلاہ شاہ رح بود عرض داشت کرد کہ امشب مجلس کنید و درویشان کافی ہائے بگویند من ہم داخل مجلس شوم حضرت بلاہ شاہ رح مجلس کرد حاجی مذکور ہم داخل مجلس شد درویشان کہ صاحب ذوق و شوق بودند در رقص و حالت و وجد آمدند چوں روز شد حاجی ہانس نقالاں را طلب نمود و گفت کہ نقل کنید چنانچہ در شب درویشان را حالت شدہ است بعدہ بلاہ شاہ رح را اطلاع و خبر کردند کہ بر حالت شما حاجی مذکور نقل گردانیدہ است بلاہ شاہ بسیار رنجش نمودند چنانچہ تمام مردان کہ ملحق حاجی ہانس بود خراب و مسمار شدند۔"

اس بارے حافظ انور علی رہتکی مؤلف قانون عشق لکھتے ہیں کہ میں نے اس مقام کو دیکھا ہے اب اسکو

"ملکاں ہانس"، (کبیروالہ) پکارتے ہیں جو پاک پتن شریف کے نزدیک واقع ہے اور اجڑا ہوا ہے۔ دریافت کرنے پر لوگوں نے کہا کہ یہ بستی حضرت ملّھے شاہؒ کی بددعا سے ویران ہوئی ۔

ہر اکہ عاشق شد جمال ذات او

ہست سیّد جملہ موجودات او

ترجمہ: جب وہ اپنے محبوب حقیقی کی محبت اور اس کے جمال کے نظارہ میں مست ہو جاتا ہے تو مخلوق و موجودات میں اسے سرداری اور بلندی کا مقام حاصل ہے۔

اگرچہ یہ تذکرہ مائل بہ اختصار ہے لیکن طالبانِ راہِ طریقت اس مختصر جائزہ سے بھی آسودہ خاطر ہو سکتے ہیں اور مزید تحقیق کی راہیں کھل سکتی ہیں اور اپنے خداداد علم و فضل کی بدولت ایک عالی شان اور فلک بوس عمارت تیار کر سکتے ہیں۔

۳۳۳ شادباغ
لاہور
یکم مارچ ۱۹۸۴ء

خادم الفقراء
میاں اخلاق احمد عفی عنہ
(کاچھو)

Marfat.com

باب ۱۰

حضرت سیّد بلھے شاہؒ کا شجرہ طریقت

(سلسلہ شطاریہ)

حضرت سیّد بلھے شاہ قصوریؒ، ابو المعارف حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہ قادریؒ قصوری ثم لاہوری کے مرید و خلیفہ تھے اس سلسلہ کے بزرگوں کے اسمائے گرامی بترتیب حسب ذیل ہیں:-

(۱) حضرت سید عبد اللہ شاہ عرف بلھا شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہ المعروف بہ حضرت شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت شیخ شاہ محمد رضا قادری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت شیخ قاضی محمد فاضل لاہوری رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت شیخ الہ داد قادری اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ (۶) حضرت شیخ محمد جلال رحمۃ اللہ علیہ (۷) حضرت شیخ سید نور رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت شیخ زین العابدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت شیخ عبد الغفور رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) برہان العارفین حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) حضرت شیخ ظہور حاجی حمید الدین (حضور) رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) حضرت شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ سرمست رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) حضرت شیخ محمد علا عرف شیخ قاضی منیری رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) حضرت شیخ عبد اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) حضرت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) حضرت شیخ محمد عاشق بن شیخ خدا قلی (۱۸) حضرت شیخ محمد خدا قلی ماوراء النہری رحمۃ اللہ علیہ (۱۹) حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ (۲۰) حضرت خواجہ ابو المظفر مولانا ترک طوسی رحمۃ اللہ علیہ (۲۱) حضرت خواجہ اعرابی یزید عشقی رحمۃ اللہ علیہ (۲۲) حضرت خواجہ محمد مغربی رحمۃ اللہ علیہ (۲۳) سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ (۲۴) حضرت سیّدنا امام جعفر صادق علیہ السلام (۲۵) حضرت سیّدنا امام محمد باقر علیہ السلام (۲۶) حضرت سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام (۲۷) سیّد الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام (۲۸) حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم (۲۹) رسول الثقلین نبی الحرمین احمد مجتبیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱) حضرت سیّد بلھے شاہؒ کا شجرہ طریقت (سلسلہ قادریہ)

(۱) حضرت سیّد عبد اللہ شاہ عرف بلھا شاہ قصوری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہ المعروف بہ شاہ عنایت قادری رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت شیخ محمد رضا شطاری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

(۴) حضرت شیخ برہان الدین برہان پوری راز الٰہی رحمۃ اللہ علیہ (۵) قطب العالم حضرت شیخ عیسیٰ سندھی رحمۃ اللہ علیہ (۶) شاہ لشکر حضرت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ (۷) برہان العارفین حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ (۸) حضرت شیخ ظہور حاجی حمید الدین حضور رحمۃ اللہ علیہ (۹) حضرت شیخ ابو الفتح ہدایت اللہ سرمست رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) حضرت شیخ محمد علا المعروف بہ شیخ قاضن میری رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) حضرت شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) حضرت شیخ عبد الرؤف رحمۃ اللہ علیہ (۱۳) حضرت شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) حضرت شیخ عبد الغفار صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۵) حضرت شیخ محمد حسینی رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) حضرت شیخ علی حسینی رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) حضرت شیخ جعفر احمد حسینی رحمۃ اللہ علیہ (۱۸) حضرت شیخ ابراہیم حسینی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹) حضرت شیخ عبد اللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ (۲۰) حضرت شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ (۲۱) محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ المشائخ غوث الاعظم حضرت شیخ سید محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی ابن ابی صالح جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (۲۲) قطب الاقطاب حضرت شیخ ابو سعید بن مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ (۲۳) حضرت شیخ ابو الحسن علی القرشی رحمۃ اللہ علیہ (۲۴) حضرت شیخ یوسف طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ (۲۵) حضرت شیخ احمد عبد العزیز یمنی رحمۃ اللہ علیہ۔
(۲۶) حضرت شیخ ابو القاسم عباس احمد یمنی رحمۃ اللہ علیہ (۲۷) حضرت شیخ ابو بکر عبد اللہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ (۲۸) حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (۲۹) حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ (۳۰) حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ (۳۱) حضرت سیدنا امام موسیٰ علی رضا علیہ السلام (۳۲) حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۳۳ حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام۔ (۳۴) حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام (۳۵) حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام (۳۶) حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام (۳۷) حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم۔ (۳۸) رسالت پناہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

احقر

میاں اخلاق احمد

تتمہ

(i) حوالہ جات (ii) توضیحات (iii) احوال بعض رجال و اماکن مذکور در تذکرہ

حرفِ اوّل

۱؎ عبدالقادر بدایونی: منتخب التواریخ ص ۳۱۶ (اردو ترجمہ)

۲؎ بیان کرتے ہیں حضرت شیخ عبداللہ عیاشیؒ حضرت شیخ ابراہیم کرد کی الشطاریؒ کے ہم جلیس تھے اور انکی صحبت سے فیض یاب ہوئے آپ صاحبِ تصرف، مظہرِ خوارق و کرامات، اہلِ ذوق، سکر و جذب اور صاحبِ حال تھے، سلسلۂ شطاریہ کو فروغ دیا (تفصیل انسان العین فی مشائخ الحرمین ص (۷) تصنیف حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ ملاحظہ فرمایں)

باب اوّل

۱؎ سجان رائے: خلاصۃ التواریخ (فارسی) ص ۶۳ ۲؎ نور احمد مولوی چشتی: تحقیقات چشتی ص ۴۹

۳؎ امیر خسرو: مثنوی قرانِ السعدین ص ۱۵ (مقدمہ)، ص ۶۴ (علی گڑھ ۱۹۱۸ء)

۴؎ کوٹ مہنی قلعہ ۵؎ علی الدین مفتی: عبرت نامہ حصہ اوّل ص ۸۶

۶؎ مفتی تاجدین کے والدین سوہدرہ (سیالکوٹ) کے رہنے والے تھے۔ لاہور تشریف لائے، اورنگ زیب کے عہد میں بعہدہ قضائے لاہور و دہلی سرفراز ہوئے "خاقی" کا خطاب پایا، دس ہزار روپیہ جاگیر اور بحساب پانچ روپے فیصد ہر ایک مقالہ بیع و رہن و ہبہ و تملیک وغیرہ مقرر تھا، سکھوں کے عہد میں کوئی جاگیر اس گھرانے کے پاس نہ رہی مگر لقب اور عہدہ برقرار رہا، دیوان امرناتھ نے ظفر نامہ رنجیت سنگھ (ضلع لاہور ص ۸) پر ابتدائے عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ میں قاضی نظام الدین کے قاضی لاہور مقرر ہونے کا حال بیان کیا ہے اسی طرح رائے بہادر کنہیا لال تاریخ لاہور ص (۵۳) پر خاندان قاضیاں لاہور کے عنوان سے اس گھرانے کے چند افراد کا ذکر کیا ہے جن میں مفتی تاجدین بھی شامل ہیں۔ انگریزی عہد میں بجائے مہر قضا خانہ کے صیغہ رجسٹری مقرر ہوا تو انکا آبائی کام ختم ہو گیا

۷؎ تاریخ کے لحاظ سے سن ۱۴۸۲ء غلط ہے سن ۱۵۲۵ء یا مابعد ہونا چاہیئے۔

۸؎ تاریخ ضلع لاہور (قدیم لاہور) ص ۴۹ و اولیائے قصور ص ۲۰۴ از ڈاکٹر مولوی محمد شفیع صاحب، اورینٹل کالج میگزین ماہ نومبر ۱۹۴۳ء ۹؎ ایمپریل گزیٹر XV-149

۱۰؎ اسلامک کلچر جولائی ۱۹۲۹ء مقالہ از مولوی محمد شفیع ڈاکٹر مرحوم (استفادہ)

۱۱؎ پیر دستگیر ربانی قدس سرہ، آپ قطب الاقطاب اور غوث الاحباب تھے۔ "تواریخ افغانی" میں درج ہے کہ آپ شروع جوانی میں تلاش مرشد میں بہت پھرے کہیں تسلی نہ ہوئی۔ آخر خراسان کے قصبہ چشت میں تشریف لائے جہاں شیخ الاسلام خواجہ مودود چشتیؒ نے علمِ ہدایت بلند کیا ہوا تھا۔ ۳۰ سال انکی خدمت میں رہے پھر خرقہ خلافت پایا،

وطن واپس تشریف لائے، رشد و ہدایت واشاعت دینِ اسلام میں مشغول ہوگئے۔ بہت سے خویشگی جن کا قصور میں قیام تھا۔ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے آپ فرماتے ہیں" ہو طریقہ ما (خواجگان چشت) سے برگشتہ ہوا جہاں گیا وہ فیض اس پر مسدود ہوا"۔ آپ سلسلہ چشت کے اکابر بزرگوں میں سے تھے۔ جن کا فیض بدت مدید تک قصور میں جاری رہا خویشگی آپ کو کہتے ہیں۔ "پیر کبار" (ماخذ اخبار الاولیاء بحوالہ اولیاء قصور از مولوی محمد شفیع ڈاکٹر مرحوم)

۱۲۔ حضرت شیخ کمال چشتی رح۔ آپ مشائخ متقدمین میں سے ہیں۔ چشتی سلسلہ سے منسلک تھے۔ اس سلسلہ کو فروغ دیا۔ جب قصور راجہ رائے سنگھ کی جاگیر میں مقرر ہوا تو راجہ کو اس مقام کی آب و ہوا پسند آئی اور قصور میں قیام کرنا چاہا۔ حضرت شیخ کی قبر مبارک جو ایک بلند مقام (ٹیلہ) پر تھی، مقام کی بلندی کی وجہ سے قلعہ کی وہاں بنیاد رکھی، قبر مسمار ہوگئی، جب عمارت تیار ہوئی تو قبر کے مقام پہ منہدم ہوگئی کئی بار ایسا واقعہ پیش آیا۔ راجہ ڈر گیا اور اس نے قبر پہلے کی طرح بنا دی۔

حضرت شیخ کمال چشتی رح صاحب کشف و کرامات تھے۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے رشتہ داروں میں سے تھے۔

۱۳۔ حافظ غلام مرتضیٰ رح۔ آپ عالم دین، حافظ قرآن، جید فقیہہ اور عظیم محدث تھے آپ کو منطق، فلسفہ، اسماء الرجال، صرف و نحو، شعر و ادب، غرضکہ تمام علوم متداولہ پر کمال عبور حاصل تھا۔ آپ کے درس کی اس قدر شہرت تھی کہ برصغیر کے کونے کونے سے تشنگان علم کی ایک بڑی تعداد قصور کھنچی چلی آتی تھی اور وہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے جذبے سے اپنے سینے معمور کر کے واپس جاتے۔ درس و تدریس کی شہرت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ پنجابی زبان کے شیکسپیئر اور ہیر رانجھا کے خالق پیر وارث شاہ رح اور مشہور صوفی شاعر بلھے شاہ رح آپ کے شاگردوں میں سے تھے، یہ اس مرد خدا آگاہ کا فیض نظر تھا یا اس کی تعلیم و تربیت کا اعجاز تھا کہ یہ دونوں شاگرد آج بھی آسمانِ شہرت پہ درخشندہ تابندہ ستاروں کی مانند چمک رہے ہیں۔

آپ کی زندگی میں پنجاب میں سکھ گردی کا دور شروع ہو چکا تھا، ہر طرف لوٹ مار، قتل و غارت، افتراق و انتشار اور بدامنی پھیلی ہوئی تھی، یہ پُر آشوب زمانہ تھا، آپ نے طلبا اور مریدین میں ہجرت کا اعلان کر دیا اور پشاور کیلئے رخت سفر باندھا، حافظ رشید خاں پشاوری بھی شریک قافلہ ہوئے۔ پشاور میں آپ نے دو سال قیام کیا، دو سال کے بعد اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ جسد مبارک کو قصور میں لا کر دفن کیا گیا، اور مریدوں کو نصیحت فرماتے تھے کہ احکام شریعت کی پوری پابندی کی جائے۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ حافظ غلام مصطفیٰ رح مسند خلافت پر فائز ہو کر درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

۱۴۔ وارث شاہ کا شاہکار "ہیر" ہے۔

۱۵۔ بلھے شاہ رح کی عظیم یادگار انکی کافیاں ہیں جو اپنے پیر و مرشد کی تعلیم و تربیت کا آئینہ ہیں۔ آپ کی کافیوں کا مجموعہ آپ کی زندگی میں مرتب نہیں ہو سکا بلکہ آپ کی وفات کے کئی سال بعد مرتب ہوا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ نام کی نام

Marfat.com

کافیاں حضرت بلھے شاہؒ کی ہیں یا کم و بیش ہیں۔

باب ۔ ۲

۱ نواب عبدالصمد دلیر جنگ سیف الدولہ: آپ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ۱۱۲۱ھ (۱۷۱۰ء) میں بخارا سے حضرت ایشانؒ کے مزار کی زیارت کے لئے تشریف لائے تھے۔ آپ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار نقشبندی المتوفی ۸۹۵ھ کی اولاد امجاد سے تھے۔ حضرت ایشاں (خواجہ خاوند محمود لاہوریؒ) کی نانی صاحبہ نواب مذکور کے مورثِ اعلیٰ حضرت عبیداللہ احرار کی پوتی تھیں۔ اس لحاظ سے انہیں حضرت ایشانؒ سے نسبی تعلق تھا۔ اور مزارِ اقدس پر تشریف لائے۔ اپنی اقامت روضہ حضرت ایشانؒ کے قرب و جوار میں پسند کی۔ (ماخذ میر منو کے دادا اعتمادالدولہ محمد امین خاں کی بیاض مجموعہ شیرانی نمبر ۴/۱۱۴ پنجاب یونیورسٹی لاہور) آپ کے چچا کا نام خواجہ زکریا تھا جس کی دو لڑکیاں تھیں ایک لڑکی آپ سے منسوب ہوئی اور دوسری اعتمادالدولہ محمد امین خاں بہادر کے گھر میں تھی۔ علم و فضل کے ساتھ صاحب سیف بھی تھے۔ کچھ عرصہ لاہور میں قیام کیا پھر دہلی چلے گئے۔ بادشاہ نے ازراہِ قدردانی افواج پنجاب کا سپہ سالار بنا دیا۔ ۱۷۱۸ء میں فرخ سیر کے عہد میں بندہ بیراگی کو جس نے سکھوں کو اپنے ساتھ ملا کر پنجاب میں قتل و غارت کا بازار گرم کیا ہوا تھا، گرفتار کر کے دہلی پہنچا دیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر دلیر جنگ سیف الدولہ کا خطاب دے کر لاہور کا ناظم مقرر کیا۔ حضرت ایشانؒ کے قرب میں ایک بستی اپنی زوجہ بیگم جان کے نام پر آباد کی، جو بیگم پورہ (لاہور) کے نام سے مشہور ہے اسی مقام پر گورنر ہاؤس مقرر کیا۔

۲ نواب زکریا خان بہادر: نواب سیف الدولہ عبدالصمد خاں کا لڑکا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد لاہور کی صوبیداری کے ساتھ ملتان کی صوبیداری بھی مل گئی۔ باپ کی طرح خان بہادر نے بیگم پورہ (لاہور) کو گورنر ہاؤس مقرر کیا۔ نواب زکریا خان ہر دلعزیز، رعایا پرور اور معدلت گستر حاکم تھا۔ نواب موصوف نے ۱۲ رجمادی الثانی ۱۱۵۸ھ مطابق ۱۲ جولائی ۱۷۴۵ء مقام بیگم پورہ (لاہور) میں وفات پائی۔ جنازہ بمقام حضرت ایشانؒ اٹھایا گیا اور اپنے باپ سیف الدولہ عبدالصمد خاں بہادر کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ انندرام مخلص اپنی کتاب "بدائع وقائع" میں لکھتا ہے۔

"نواب صاحب کے جنازہ سے پر اس قدر پھول برسائے گئے کہ شہر میں پھول نایاب ہو گئے اور کسی قیمت پر نہ ملتے تھے۔" آج ناظمانِ لاہور اور ان کے خاندان کے مزارات اور مقبروں کی حالت خستہ۔ جا بجا بکھری ہوئی نیم ایستادہ بے سقف دیواریں اپنی بے سر و سامانی اور زبوں حالی کا گلہ مسلمان زائرین سے کر رہے ہیں اور زبانِ حال سے اپنی گذشتہ عظمت اور شان و شوکت کی خونچکاں داستان بیان کر رہے ہیں۔

۳ حضرت حاجی محمد شریفؒ: آپ قصور کے رہنے والے تھے۔ اسی نسبت سے حاجی محمد شریف قصوری مشہور ہوئے۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے ہم عصر تھے اور ان کے درمیان شرعی امور پر مراسلت رہتی تھی۔ حقہ پینا پینے پر خط و کتابت ہوئی (ص ۹۳۔ اولیائے قصور از مولوی محمد شفیع مرحوم مطبوعہ لاہور ۱۹۶۲ء بحوالہ الشجرۃ الانساب ... غلام رسول برادر مولوی غلام حسین بن مولوی محمد حسن بن حاجی محمد شریف قصوریؒ) حاجی محمد شریفؒ سلسلہ نقشبندیہ سے ...

Marfat.com

تھے۔ آپ کا مزار قصور میں حضرت خواجہ غلام محی الدین نقشبندیؒ کے مزار سے کچھ دور ایک کھلے میدان میں واقع ہے۔ شہر کی عید گاہ بھی اس مقام پر واقع تھی۔ اور پاس ہی دفتر تحصیل تھا۔ آپ نے ۲۷ ربیع الثانی ۱۱۵۳ھ مطابق ۱۷۴۰ء میں وفات پائی۔ آپ کی اولاد بھی اس مقبرہ میں دفن ہے ہر لوح مزار پر صاحب مزار کا اسم گرامی سال وفات اور مختصر حالات درج ہیں۔

۴ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (پنجاب یونی ورسٹی) لاہور ص ۳۰۵ جلد ۴ / حصہ دوم

۵ محمد انور رہتکی: قانونِ عشق (حلوائے پنجاب) ص ۱۵۰ کافی ۳۲

۶ کلام بُلّھے شاہؒ ص ۱۴: ناشر پیکجز لمیٹڈ لاہور (پاکستان)، بُلّھے شاہؒ کی سوانح ص ۲۳ مرتب پنجابی ادبی لہر لاہور (پاکستان)۔ "بھوریاں والے راجے کیتے"، کا اشارہ خالصہ کی طرف ہے۔ اس کافی میں تاریخی واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ اس بارے پیروارث شاہؒ یوں بیان کرتے ہیں: "سارے دیس پنجاب برباد ہوئی بیلنو ڈا افسوس قصور والے" آپ کو قصور سے بہت محبت تھی اور قصور کی تباہی ان کے لئے ایک دُکھ تھا جس کی تکلیف کا اظہار مذکورہ اشعار میں کیا۔ رنجیت سنگھ کی ایک رانی کا نام بھوری سرکار بھی تھا جس نے مہاراجہ شیر سنگھ کے عہد میں لاہور میں باغ لگا کر دوازدہ بھوری سرکار تعمیر کرایا تھا۔ یہ بڈھے دریا کے کنارہ پل سے پار واقع تھا جو آموں کے درختوں سے سرسبز تھا۔

۷ صوفی محمد اکبر علی (محقق جالندھری)۔ آپ بہرام سرشتہ ضلع ہوشیار پور میں تلونڈی راعیاں کے بانی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ سن ۱۸۶۳ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بہرام میں حاصل کرنے کے بعد لاہور میں سنٹرل ٹریننگ کالج میں تکمیل کی۔ بیس سال تک معلمین کو شعبہ زبان دانی میں تعلیم دینے کے بعد ریٹائر ہو گئے۔ مستقل سکونت جالندھر میں اختیار کی۔ زمینداری و زراعت کو ذریعہ معاش بنایا۔

صوفی صاحب کا تعلق ایک زمیندار علمی گھرانے سے تھا۔ خود بھی اعلیٰ درجہ کے عالم اور محقق تھے۔ حضرت پیر الٰہی شاہ قادری فاضلیؒ کے مرید اور جانشین تھے۔ علم دین اور تصوف سے گہرا لگاؤ رکھنے کے باوجود ملت اسلامیہ کی تعلیم و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ علی گڑھ تحریک میں سر سید احمد خان کے سرگرم معاون تھے اور تعلیم نسواں کی تحریک میں شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی کا دل و جان سے ساتھ دیتے تھے۔ انجمن اراعیان ہند کا قیام، الراعی اخبار کا اجرا اور الراعی بلڈنگ (لاہور) جیسا عظیم مرکز صوفی صاحب کی انتھک کوششوں اور ان کے رفقائے کار کے تعاون کے شاہکار ہیں۔

تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی صوفی صاحب کی خدمات وقیع ہیں۔ دینی شعبہ میں تعلیم القرآن الحجاب، الحرفہ اور العرب والاسلام جیسی بلند پایہ کتابیں ان کی تصانیف میں شامل ہیں۔ آٹھ (۸) سو صفحات پر مشتمل سلیم التواریخ مرتب کی۔ یہ بے مثال شہ پارہ ۱۹۱۹ء میں طبع ہو کر منظر عام پر آیا اور علمی دُنیا

Marfat.com

میں ایک ہلچل مچادی ۔ ارائیوں کے تاریخی پس منظر کا مفصل جائزہ پیش کرنے کے علاوہ ان کی معاشرت، معیشت، کردار عقائد، رسم و رواج اور سیاسی حالات پر روشنی ڈالی ہے۔ ۱۹۱۹ء تک حضرت شاہ عنایت کی اولاد کا شجرہ نسب سلیم التواریخ میں درج ہے۔

۸ محمد اکبر علی صوفی: سلیم التواریخ ص ۳۶۶

۹ نقوش لاہور نمبر ص ۵۲۶، ۵۴۶

۱۰ محمود عالم مفتی ہاشمی مرحوم: ترجمہ خزینۃ الاصفیاء حصہ اول ص ۲۹۷

۱۱ ماخذ بشیر الدین: تاریخ اسلام، محمد اکبر علی صوفی: سلیم التواریخ، سراج دین مولوی: طرائق الاصفیاء (خاندانی شجرہ نسب و طریقت حضرت شاہ عنایت قادریؒ) ص ۱۶، روزنامہ جنگ لاہور، عید میلاد النبی ایڈیشن ۱۰ دسمبر ۱۹۸۳ ص ۳ ۔ ۱۲ غلام سرور مفتی لاہوری، خزینۃ الاصفیاء حصہ اول ص ۱۸۹، حدیقۃ الاولیاء ۶۳ ، فقیر محمد جہلمی حدائق الحنفیہ ص ۴۵۷، رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ص ۱۹۳-۱۹۴، عبدالحی حسنی: نزہۃ الخواطر جلد ششم ص ۳۰۵ ۔ ۱۳ اکبر بادشاہ کے عہد میں "مزنگ" محلہ بریز مزنگ کے نام سے مشہور تھا۔ بر عزیز کابل سے لاہور آ کر مقیم ہوئے، مغلوں کی ایک گوت "مزنگ" کہلاتی ہے۔ اس وجہ سے آبادی کا نام مزنگ پڑ گیا۔ واقع زرعی اراضی کو علاقہ حدبست مزنگ کہتے ہیں۔ اس علاقہ کا شمار مضافات لاہور میں ہوتا تھا۔ الاعی قوم بکثرت آباد ہے۔ جسکا ذریعہ معاش کاشت کاری اور زمینداری ہے۔ یہ علاقہ بہت آباد اور وسیع تھا۔ اب شہر لاہور کا ایک حصہ بن گیا۔ ۱۴ اس روایت کے بیان کرنے والے آپ کے گدی نشین اور خاندان کے افراد ہیں (واللہ اعلم بالصواب) ۱۵ علم الدین سالک: مقالہ لاہور مطبوعہ نقوش لاہور نمبر شمارہ ۹۲ فروری ۱۹۶۲ء ص ۵۲۶، ۵۴۶ ۔ ۱۶ ڈاکٹر لاجونتی: پنجابی صوفی پوئیٹس ص ۴۵-۴۷-۴۸ پنجابی ترجمہ زیر عنوان "بلھے شاہ" ص ۸۶-۸۷ ۱۷ شاہ عنایتؒ: غایۃ الحواشی ورق اول قلمی نسخہ مخزونہ کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۰۶۴۱ ۱۸ شاہ عنایتؒ: رسالہ ذیل الاغلاط (قلمی) مملوکہ محمد اقبال مجددی بحوالہ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (پنجاب یونی ورسٹی) لاہور جلد ۱۴ حصہ دوم ص ۳۰۵ ۱۹ مولوی عبدالہادی لاہوری: آپ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے استاد ہیں۔ بڑے عالم اور صاحب ارشاد بزرگ تھے۔ آپ شمائل ترمذی کے شارح ہیں اور "شارح الشمائل النبویۃ" (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کے نام سے شہرت پائی، علماء زمانہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ (ماخذ شاہ عنایتؒ: الکلمات الثابات فی رد مطاعن الثقات (عربی غیر مطبوعہ) قلمی مملوکہ محمد اقبال مجددی بحوالہ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (پنجاب یونی ورسٹی) لاہور جلد ۱۴ حصہ دوم ص ۳۰۵ ۔ ۲۰ ڈاکٹر لاجونتی: پنجابی صوفی پوئیٹس ص ۴۵ (بزبان انگریزی) ص ۸۰ (بزبان پنجابی) حضرت شاہ عنایت قادریؒ خود فرماتے ہیں کہ میں نے آٹھ سلسلوں سے خلافت پائی۔ ماخذ دستور العمل بحوالہ سلیم التواریخ

ص ۱۰۳۔ پھر ڈاکٹر لاجونتی کا بیان غیر صحیح ہے۔ ۲۱ غلام سرور مفتی لاہور: تاریخ مخزن پنجاب، رائے بہادر کنہیا لال: تاریخ پنجاب، عبداللطیف لاہوری سید: تاریخ پنجاب (انگریزی) صمصام الدولہ شاہ نواز خاں: ماثر الامرا جلد اول و دوم (اردو ترجمہ) ذکاء اللہ دہلوی شمس العلماء: تاریخ ہندوستان، علی الدین مفتی: عبرت نامہ جلد اوّل و دوم، محمد بوٹا: تاریخ پنجاب (قلمی) پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ ۲۲ غلام سرور مفتی لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ص ۱۸۶، ۱۸۷۔ ۲۳ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونی ورسٹی) لاہور جلد ۱۲ حصہ دوئم ص ۳۰۵۔ ۲۴ خلیفہ محمد شریف خلیفہ علم الدین کے فرزند تھے، آپ کے والد مزار کے متولی اور راجی مسجد (بھاٹی دروازہ) کے امام تھے۔ امامت اور تولیت کے فرائض زندگی بھر انجام دیتے رہے۔ فقیر منش اور دیندار بزرگ تھے۔ ۲۵ ڈاکٹر لاجونتی: پنجابی صوفی پوئیٹس ص ۴۵ (انگریزی) ص ۴۰ (پنجابی ترجمہ) ۲۶ حضرت نظام الدین چشتی لاہوری آپ نے خرقہ خلافت حضرت نظام الدین اورنگ آبادیؒ سے حاصل کیا تھا جو حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادیؒ کے خلیفہ تھے۔ اورنگ آباد سے لاہور تشریف لائے، گڑھی شاہو میں اقامت پذیر ہوگئے، درس و تدریس اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا، آپ کا مدرسہ لاہور میں ایک مثالی درسگاہ تھی۔ لاہور کے بے شمار لوگوں نے آپ سے فیوض و برکات حاصل کئے۔ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سید جان محمد حضوریؒ اسی مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوئے تھے (محمد دین فوق: تذکرہ علمائے لاہور مطبوعہ ۱۹۲۰ء لاہور ص ۵۶) آپ نے ۱۱۱۱ھ/۱۷۰۵ء میں وفات پائی، ریلوے کالونی علامہ اقبال روڈ بالمقابل آبادی محمد نگر میں آپ کا مزار ہے جو مرجع خلائق ہے۔ ۲۷ ملا محمد اکرم ولدیؒ لاہوریؒ۔ بڑے حلیم، بردبار اور پرہیزگار تھے، علوم دینیہ اور عربی علم و ادب کے بڑے فاضل تھے۔ رشد و ہدایت کا سرچشمہ تھے۔ بادشاہ عالمگیر نے انہیں بلا کر اپنے سب سے چھوٹے بیٹے شہزادہ کام بخش کا اتالیق مقرر کیا، فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب پر مقرر کئے گئے، اس عظیم کتاب کا ایک چوتھائی حصہ آپ کی نگرانی میں پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ لاہور میں پسر ملاجی کی فضیلت اور پایہ کا کوئی عالم نہیں تھا، بختاور خاں کی رائے ہے کہ ملا محمد اکرم انسانی لباس میں فرشتہ تھے۔ آپ کا مدرسہ لاہور میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ ہزاروں تشنگان علم یہاں سے سیراب ہوئے۔ آپ نے دین اسلام کی بھرپور اشاعت کی۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کے ہم عصر تھے۔ ۲۸ شاہ محمد غوث قادریؒ آپ سید حسن پشاوریؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ سن ۱۰۸۵ھ مطابق ۱۶۷۴ء پشاور میں پیدا ہوئے۔ آپ سادات کرام سے تھے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ میں اپنے والد ماجد سے بیعت تھے اور ان ہی خرقہ خلافت پایا۔ آپ صاحب علم و عمل، جامع شریعت و طریقت تھے۔ آپ کی تصنیفات میں اسرار الطریقت، اسرار التوحید، شرح عقیدہ غوثیہ، رسالہ ذکر جہر اور رسالہ غوثیہ بہت مشہور ہے۔ آپ کے درس سے ہزاروں لوگ فیض یاب ہوئے ۱۱۵۲ھ/۱۷۳۹ء میں وفات پائی۔ آپ کا مزار بیرون دہلی دروازہ نزد میونسپل ریڈنگ روم اور لائبریری واقع ہے۔

۲۹ اس ضمن میں باب ۲ نمبر ۱۹ دیکھیں۔ ۳۰ سید صدرالدین محمد بن اسحاق قونیویؒ قونیہ (ایشائی کوچک) کے رہنے والے تھے۔ ابوالمعالی آپ کی کنیت تھی، آپ علوم ظاہری و باطنی و عقلی و نقلی کے جامع تھے آپ شیخ محی الدین ابن العربی قدس سرہٗ کے خلیفۂ اعظم تھے شیخ کی وفات کے بعد مسند رشد وارشاد پر متمکن ہوکر ایک عالم کو ہدایت فرماتے رہے۔ شیخ مویدالدین جندی، شیخ شمس الدین مکی، شیخ فخرالدین عراقی اور شیخ سعیدالدین فرغانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آپ کی خدمت بابرکت سے تربیت حاصل کرکے مرتبہ ارشاد پر پہنچے ہیں صاحب نفحات الانس فرماتے ہیں کہ مولانا قطب الدین علامہ شیرازیؒ حدیث میں آپ کے شاگرد تھے کمال جامع الاصول کو خود اپنے قلم سے لکھ کر آپ سے پڑھا تھا اور اس پر فخر کرتے تھے اور شیخ سعدالدین حمویؒ کی صحبت بہت رہی ہے اور انکی خدمت میں حاضر ہوکر اکثر سوالات کیا کرتے تھے۔ مولانا رومؒ سے بھی بہت صحبت رہی۔ مولانا رومؒ نے شیخ سے پہلے انتقال فرمایا اور وصیت کی تھی کہ میرے جنازہ کی نماز شیخ صدرالدین قونیوی پڑھائیں، آپ صاحب تصنیف بھی تھے۔ تفسیر فاتحہ، مفتاح الغیب، فصوص، فکوک اور کتاب نفحات الٰہیہ آپ کی یادگار ہیں۔ (ماخذ نفحات الانس مراۃ الاسرار)

باب ۳

۱ نقوش لاہور نمبر ص ۵۲۶، صوفی محمد اکبر علی، سلیم التواریخ ص ۳۶۹، ڈاکٹر ظہورالدین پاکستان میں فارسی ادب ص ۲۶۲ حصہ سوئم۔ ۲ گنڈا سنگھ، احمد شاہ درانی ص ۲۶۶ (انگریزی)۔ ۳ نقوش لاہور نمبر ص ۵۲۶ وراۓ بہادر کنہیا لال: تاریخ لاہور ص ۱۹۲۔ ۴ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) لاہور ص ۳۰۵ جلد ۱۴/ حصہ دوئم (آرٹیکل: اقبال مجددی)۔ ۵ چارلس فریڈرک اسبورن، بلّھا شاہ ورق اوّل (لاہور ۱۹۰۵ء)۔ ۶ غلام رسول قصوری: شجرۃ الانساب لاہور ۱۹۳۵ء ص ۲۲ تا ۲۳ بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) لاہور ص ۳۰۵ جلد ۱۴/۲ (آرٹیکل اقبال مجددی) محمد شفیع ڈاکٹر مرحوم، اولیائے قصور ص ۹۳۔ ۷ غلام حسین قصوری: شجرۃ الانساب (قلمی) بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) لاہور ص ۳۰۵/ جلد ۱۴/ ۲ (آرٹیکل اقبال مجددی)۔

باب ۴

۱ اعجاز الحق قدوسی: تذکرہ صوفیائے پنجاب ص ۴۰۰ (فٹ نوٹ) ۲ محمد اکرم شیخ: رود کوثر ص ۲۳ ۳ شاہ محمد غوث گوالیاری، مقدمہ جواہر خمسہ، ۴ عبدالرحمٰن چشتی، مراۃ الاسرار (اردو) جلد دوم۔

Marfat.com

ص ۲۶۳، ۲۶۴ ۔ ۵ ۔ شیخ حسام الدینؒ آپ مانک پور میں مقیم تھے اور شیخ نورالدین قطب عالم کے مرید و خلیفہ تھے۔ اپنے وقت کے بڑے مشائخ میں سے تھے علم شریعت اور طریقت کے ماہر عالم تھے۔ آپ کے ملفوظات کو آپ کے مریدوں نے جمع کیا اور "رفیق العارفین" نام رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ابتداً روزانہ صبح سویرے قرآن کریم کے پندرہ پارے پڑھتا اور اس کے بعد نماز چاشت تک تمام وظائف مکمل کرتا قرآن کریم پڑھتے وقت تفسیر مدارک کو اپنے پاس رکھتا تھا۔ جب کسی لفظ کے مطلب و معنی میں اشکال ہوتا تو فوراً تفسیر رکھ کر دیکھ لیتا۔ اس طرح قرآن پڑھنے میں بڑا سرور آتا تھا۔ آپ کے دادا مولانا جلال الدین بڑے عالم فاضل، عابد، صابر اور متقی تھے۔ آپ نماز عشاء کے بعد تھوڑی دیر کے لئے نیند کر لیتے تھے جب سب لوگ سو جاتے تھے تو اُٹھ کر ساری رات یعنی نماز صبح تک عبادت کرتے تھے۔ آپ ہر روز اکتالیس بار سورۂ یٰسین پڑھتے تھے۔ نماز چاشت کے بعد آپ علم دین کی تعلیم میں مصروف ہو جاتے تھے۔ آپ قرآن مجید لکھ کر بسر اوقات کرتے تھے اور بلا وضو قلم ہاتھ میں نہیں لیتے تھے۔ آپ سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے خلیفہ محمد شیخ کے مرید تھے۔ اپنی کتاب "انیس العاشقین" میں لکھتے ہیں کہ اٹھارہ ماہ ربیع الآخر کو حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ کے عرس کے دن حضرت شیخ نورالحق نے اپنے فرزندان اور مریدان کے سامنے مجھے خرقہ خلافت عطا فرمایا (ماخذ اخبار الاخیار) ۔ ۶ ۔ پیر میرٹھی: آپ سلسلہ شطاریہ کے اعاظم خلفاء اور اکابر مشائخ میں سے تھے۔ بڑے صاحب تصرف اور مظہر خوارق و کرامت تھے۔

بڑے صاحب ذوق و شوق سکر و جذب تھے۔ آپ کے لاتعداد مرید تھے۔ شہر میرٹھ میں سکونت پذیر تھے۔ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ آپ کے معتقدین میں سے تھے۔ تجرالواصلین نے آپ کا سن وصال ۱۰۴۲ھ لکھا ہے اور آپ کا مزار پرانوا میرٹھ کے مضافات میں ایک قصبہ میں واقع ہے (مفتی غلام سرور لاہوری خزینۃ الاصفیاء حصہ دوم ص ۳۴۷) ۔ ۷ ۔ محمد مسعود احمد پروفیسر، شاہ محمد غوث گوالیاریؒ ص ۷ (استفادہ)

۸ ۔ "حصور" کے معنی بے اولاد، حضرت شیخ ظہور حاجی حمید الدینؒ کی کوئی اولاد نہ تھی، بے اولاد ہونے کے سبب آپ حمید الدینؒ "حصور" کے نام سے پکارے جاتے تھے، بعض تذکروں میں "حصور" کی بجائے "حضور" بھی لکھا ہوا ملتا ہے جو کتابت کی غلطی ہے ۔ ۹ ۔ T.W: BEALE: ORIENTAL BIOGRAPHICAL DICTIONARY CALCUTTA PP 186-7

۱۰ ۔ محمد مسعود احمد پروفیسر، شاہ محمد غوث گوالیاری ص ۴، ۵، ۵۴، ۱۷، اوراد غوثیہ (استفادہ)۔ ۱۱ ۔ غلام سرور مفتی لاہوری، خزینۃ الاصفیاء ص ۴۳۳ جلد دوم ۔ ۱۲ ۔ شیخ علی متقیؒ آپ کے والد ماجد کا نام عبد الملکؒ ابن قاضی خانؒ المتقی القادری، الشاذلی المدنی چشتی ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد جونپور سے آکر برہان پور میں مقیم ہو گئے۔ ۸۸۵ھ میں برہان پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نے آپ کو

آٹھ سال کی عمر میں شاہ جاجن چشتیؒ کے پاس لے جاکر مرید کرایا جو اس زمانہ میں برہان پور میں مقیم تھے اس واقعہ کے چند دن بعد آپ کے والد نے وفات پائی۔ آپ کی فطرت میں تقویٰ و پرہیزگاری کا غلبہ تھا۔ ملتان پہنچ کر شیخ حسام الدین متقی کی خدمت کرنے لگے اور استفادہ ہوئے۔ تفسیر بیضاوی اور عین العلم کا مطالعہ کیا۔ مکہ معظمہ پہنچ کر شیخ الحدیث شیخ ابوالحسن بکریؒ کے شاگرد ہوئے۔ شیخ محمد بن محمد سخاویؒ کی خدمت میں رہ کر سلسلہ عالیہ قادری کا خرقہ حاصل کیا اور قطب زماں شیخ نور الدین ابوالحسن علی الحسن شاذلیؒ سے سلسلہ شاذلیہ میں اور شیخ ابومدین شعیب مغربیؒ سے سلسلہ مدینہ کا خرقہ حاصل کیا۔ آپ نے ۹۷۵ھ میں وفات پائی۔ اسی زمانہ میں قبل از مرگ آپ ذکر جہر کثرت سے کرتے تھے، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے کتاب "زاد المتقین" میں آپ کا ذکر نہایت شرح و بسط سے کیا ہے۔

۱۳؎ فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ ص ۴۱۱، غلام سرور مفتی لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ص ۳۴۳، ۳۴۴ جلد دوم۔ ۱۴؎ غلام سرور مفتی لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ص ۳۴۳ (جلد دوم)، محمد غوثی: گلزار ابرار (اردو ترجمہ) مطبوعہ ۱۳۹۵ھ المعارف گنج بخش روڈ لاہور ص ۴۰۵، عبدالقادر بدایونی منتخب التواریخ (اردو) مطبوعہ لاہور (۱۹۶۳) ص ۵۸۴۔ ۱۵؎ محمد غوثی: گلزار ابرار (اردو ترجمہ) مطبوعہ لاہور ۱۹۳۵ ص ۴۰۵۔ ۱۶؎ فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ (مطبوعہ لاہور) ص ۴۱۰-۴۱۱۔ ۱۷؎ عبدالحی حسنی: یاد ایام (مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۱۹ء/۱۳۳۷ھ) ص ۶۶۶۵ ۱۸؎ فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ (مطبوعہ لاہور) ص ۴۱۰-۴۱۱۔ ۱۹؎ تزک جہانگیری: ص ۴۵۰، (مطبوعہ لاہور) ۱۹۶۰ء۔ ۲۰؎ غلام سرور مفتی لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ص ۱۸۹ جلد اول نقوش لاہور نمبر ص ۵۲۴۔ ۲۱؎ غلام سرور مفتی لاہور: خزینۃ الاصفیاء ص ۱۸۹ حصہ اول۔ ۲۲؎ رائے بہادر کنہیا لال: تاریخ لاہور (مطبوعہ ۱۸۸۶ء) ص ۱۴۷ بار اول۔ ۲۳؎ فقیر محمد جہلمی: حدائق الحنفیہ ص ۴۵۰، غلام سرور مفتی لاہور: خزینۃ الاصفیاء ص ۱۸۹ جلد اول، رحمان علی: تذکرہ علمائے ہند ص ۱۹۳-۱۹۴، غلام سرور مفتی لاہوری حدیقۃ الاولیاء ص ۶۱۔ ۲۴؎ سراج الدین قادری، شطاری لاہوری اولاد حضرت شاہ عنایت قادریؒ طریق الاصفیاء حصہ اول ص ۴۱-۴۲۔
۲۵؎ اعجاز الحق قدوسی: صوفیائے سندھ ص ۱۵۶۔ ۲۶؎ صوفی محمد اکبر علی: سلیم التواریخ ص ۳۶۶
۲۷؎ سراج الدین قادری شطاری لاہوری اولاد حضرت شاہ عنایت قادریؒ طریق الاصفیاء حصہ اول ص ۴۶
۲۸؎ مفتی غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ص ۱۸۹ جلد اول: حافظ انور علی صدیقی رہتکی قانون عشق ص ۳۲۸۔ ۲۹؎ حضرت خواجہ ابوالحسنؒ کا نام نامی علی ابن جعفر ہے۔ آپ کو حضرت

Marfat.com

بایزید بسطامیؒ کے ساتھ روحانی نسبت ہے۔ جو ان کے انتقال سے کئی سال بعد حاصل ہوئی، آپ قصبہ خرقان میں پیدا ہوئے۔ آپ بالکل اَن پڑھ تھے کئی سال تک حضرت بایزیدؒ کے مزار مبارک پر جو خرقان سے تیس میل کے فاصلے پر ہے جاتے رہے، عشاء کی نماز پڑھ کر تشریف لے جاتے اور صبح کی نماز کو واپس آجاتے۔ مزار مبارک جبتک سامنے رہتا، اس کی طرف پشت نہ کرتے۔ بلکہ پس پا لوٹتے۔ جب دُور نکل جاتے پھر سیدھے ہوجاتے۔ بہت احترام کرتے تھے۔ ایک دن قبر سے غیبی آواز آئی کہ اے ابوالحسن جا خلقت کو اللہ تعالےٰ کی طرف بلا۔ عرض کی کہ میں اَن پڑھ ہوں، آواز آئی کہ اللہ تعالےٰ تم کو صاحبِ علم کردے گا۔ چنانچہ اُسی دن خرقان واپس آئے، تمام علوم دل پر منکشف ہوگئے، آپ اپنے زمانہ کے غوث و قطب تھے۔ آپ کے معراج کا حال اور محبت آمیز و پُرنازنہ کلمات جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ ہوتے۔ مختلف کتابوں میں درج ہیں۔ آپ نے ۱۵ رمضان المبارک ۴۲۵ھ کو رحلت فرمائی، آپ کا مزار پُرانوار خرقان میں واقع ہے جو زیارت گاہ خلائق ہے۔ ۳۰؎ حضرت بایزید بسطامیؒ کا اسم گرامی طیفور بن عیسےٰؒ ابن آدمؒ ابن سرشانؒ تھا اور آپ کا لقب سلطان العارفین ہے۔ آپ اپنے زمانہ کے تمام اولیاء میں سے اعلےٰ اور افضل ولی اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اجل و اکمل خلیفہ تھے۔ آپ کے جدِ بزرگوار آتش پرستی کو چھوڑ کر دینِ اسلام سے مشرف ہوئے۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ ہمارے درمیان ایسے ہیں جیسے فرشتوں کے درمیان جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسّلامؑ آپ اپنی والدہ ماجدہ کے فرمان کے مطابق تیس سال تک شام کے جنگلوں میں پھرتے رہے۔ آپ کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ ظاہری صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ کو ان سے روحانی اور اویسی نسبت ہے۔ آپ قصبہ بسطام میں ۱۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ کو جمعہ کے روز انتقال فرمایا، مزار پُرانوار بسطام میں ہے۔ ۳۱؎ غلام سرور مفتی لاہوری: خزینۃ الاصفیاء ص ۱۸۹ جلد اول، پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب: شاہ محمد غوث گوالیاری بحوالہ اوراد غوثیہ (۹۴۹ھ/۱۵۴۲ء) ص ۵۶ (استفادہ)۔ ۳۲؎ صوفی اکبر علی: سلیم التواریخ ص ۳۷۰۔ ۳۳؎ ایضاً ص ۳۷۱ ۳۴؎ صوفی محمد اکبر علی سلیم التواریخ ص ۳۷۱ شجرہ طریقت قادریہ میں شیخ ظہور حاجی حمید "حضور" لکھا ہے یہ درست نہیں بلکہ (حصور) ہونا چاہیئے جس کے معنی بے اولاد کے ہیں، آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ "حصور" کے نام سے شہرت پائی۔

اکثر تذکروں میں "حصور" کی بجائے "حضور" ہی لکھا ہوا پایا گیا ہے۔ جو درست نہیں۔

۳۵؎ سراج الدین مولوی قادری شطاری (اولاد حضرت شاہ عنایت قادریؒ) طریق الاصفیاء حصّہ اول ص ۳۱-۳۶۔ ۳۶؎ کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ رکن اول ص ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷۔

Marfat.com

۳۷ ایضاً، ۲۹۔ ۳۸ سراج الدین مولوی قادری شطاری (اولاد حضرت شاہ عنایت قادریؒ) طرائق الاصفیاء حصہ اول ص ۱۴۱، ۴۴۔ ۳۹ حضرت شیخ عیسٰی سندھیؒ: آپ کا اسم گرامی عیسٰی، لقب مسیح الاولیاء اور جند اللہ تھا آپ کے والد کا نام نامی قاسمؒ تھا، آپ کے آباد اجداد قصبہ پات کے رہنے والے تھے، جو تعلقہ سیلون میں ایک قصبہ ہے یہ قصبہ آپ کے آباؤ اجداد نے آباد کیا تھا۔

۹۵۰ھ میں جب ہمایوں کے سندھ آنے کی وجہ سے شورش و بدامنی پھیلی تو سندھ کے بہت سے علماء اور صوفیاء کے گھرانے ترک وطن ہوئے، اور مختلف ممالک میں آباد ہو گئے، ان ہجرت کرنے والوں میں شیخ عیسٰی جند اللہؒ کے والد ماجد شیخ قاسمؒ بن یوسفؒ بھی تھے۔ شیخ قاسمؒ اور ان کے بڑے بھائی شیخ طاہر محمد محدثؒ اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے پہلے احمد آباد تشریف لائے اور انہوں نے اسی زمانے میں حضرت محمد غوث گوالیاریؒ سے بیعت ہو کر چودہ خانوادوں میں خلافت حاصل کی پھر آپ اپنے مرشد کی اجازت سے اپنے خاندان کے ساتھ برار تشریف لائے، اس کے بعد ایلچ پور میں مقیم ہو گئے۔ ۵ ذلحجہ ۹۶۲ھ شب یکشنبہ مسیح الاولیاء حضرت شیخ عیسٰیؒ ایلچ پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان نے ایلچ پور میں زیادہ قیام نہ کیا، آخر برہان پور تشریف لے آئے، سندھ کے وہ خانوادے جو ہجرت کر کے ہندوستان کے مختلف شہر میں پھیلے ہوئے تھے۔ وہ بھی برہان پور میں آکر آباد ہونے لگے، اور برہان پور اہل سندھ کا مرکز بن گیا۔ یہاں تک کہ آپ کے مکان کے متصل سندھیوں کی آبادی نے ایک مستقل محلہ کی صورت اختیار کی اور یہ محلہ سندھی پورہ کہلانے لگا، جو آج تک اسی نام سے مشہور ہے۔

۱۲۶۵ھ/۱۸۴۹ء میں محلہ سندھی پورہ اور وہاں کے آباد سندھی جو سندھ کے متعدد شہروں سے ابتدائی دور میں آئے ہوئے تھے تارکین وطن کی اولاد میں سے تھے آگ لگنے سے بالکل تباہ و برباد ہو گئے۔

حضرت شیخ عیسٰی سندھیؒ نے علوم متداولہ کی تعلیم اپنے چچا سے حاصل کی اور حضرت شیخ محمد یوسفؒ کے درس میں بھی شریک ہوئے اور اکتساب فیض ہوئے۔ مزید حصول تعلیم کے لئے آگرہ کی جانب تشریف لے گئے، حضرت قاضی جلال الدین ملتانیؒ جو اپنے وقت کے جلیل القدر عالم بزرگ تھے، ان دنوں آگرہ میں مقیم تھے سے بھی فیض یاب ہوئے۔ اور حضرت شیخ لشکر محمد عارفؒ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور مختلف ریاضتوں اور مجاہدوں کے بعد اپنے شیخ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپ نے ۴/ رشوال ۱۰۳۱ھ کو وفات پائی۔

فارسی و عربی میں تصانیف کا بیش بہا ذخیرہ چھوڑا جو علمی دنیا میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ درس و تدریس آپ کا خاص مشغلہ تھا، آپ کے درس میں جاذبیت اور کشش تھی، دور دور سے اہل ذوق آتے اور شریک درس ہو کر استفادہ کرتے تھے۔

Marfat.com

۱۵ سراج الدین موسوی قادری شطاری (اولادِ حضرت شاہ عنایتؒ) : طریق الاصفیاء حصہ اول ص ۴۴ ۔ ۴۷ ۔

۱۶ عبدالحق محدث دہلوی : اخبار الاخیار ص ۲۲۴ : سراج الدین موسوی قادری شطاری : طریق الاصفیاء حصہ اول ص ۱۴۸ ۔ ۱۴۹ ۔

باب ۔ ۵

۱ فقیر محمد موسوی جہلمی : حدائق الحنفیہ ص ۴۵۷

۲ شیخ سعدیؒ لاہوری ۔ آپ کا شمار جلیل القدر مشائخ میں ہے ۔ آپ شیخ آدم بنوریؒ کے خلیفہ تھے ۔ کتاب جواہر الاسرار میں آپ کے احوال و اقوال اور ولادت سے لے کر وفات تک لکھے ہیں ۔ اس میں آپ کے بیشمار خوارق و کرامات درج ہیں ۔ شیخ شرف الدین کشمیری مجددیؒ نے کتاب روضۃ الاسلام میں آپ کے مناقب و خوارق بھی تحریر کئے ہیں ۔ آپ مادر زاد ولی تھے ۔ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ میرے مرید آسمان کے ستاروں کی طرح ان گنت ہیں ۔ ان میں سینکڑوں کامل اور تکمیل کے بعد رتبہ ارشاد و اجازت تک پہنچ گئے ۔ آپ نے ۳ ماہ ربیع الثانی ۱۱۰۸ھ / ۲۰ اکتوبر ۱۶۹۶ کو وفات پائی ۔ لاہور میں متصل محلہ عزیز پیر جواب موضع مزنگ کے نام سے مشہور ہے ۔ سعدی پارک میں دفن ہوئے ۳ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) لاہور جلد ۴/ ۲ ص ۵۰۳ ۔ آرٹیکل : اقبال مجددی ۔ ۴ ایضاً ۔ ۵ غلام سرور مفتی لاہوری حدیقۃ الاولیاء ص ۶۴ ۔ ۶ ڈاکٹر لاجونتی : پنجابی صوفی پوئیٹس (بزبان انگریزی) ۱۴ تا ۴۵، ۱۴۳ بزبان پنجابی ص ۸۴ ۔ ۷ خلیفہ علم دین ۔ امام مسجد اور متولی مزار آپ کی اولاد سے تھے ۔ انکا شجرہ نسب اس طرح بیان کرتے ہیں ۔

وہ خلیفہ علم دین بن خلیفہ حسن دین بن شیخ غلام قادر بن حضرت شیخ محمد ظہور اللہ قادریؒ بن حضرت شیخ محمد زاہد اللہ قادریؒ بن ابوالمعارف حضرت شیخ حافظ محمد عنایت اللہؒ المعروف بہ شاہ عنایت قادری شطاریؒ ۔

باب ۔ ۶

۱ سراج الدین قادری شطاری : طریق الاصفیاء ص ۲۸ ، بلھے شاہ از اسبورن ۷ آر ۔ کے لاجونتی راے آر لوتھر ۔ حوالہ وظائف کلاں ص ۴۱ ۔ ۲ غلام سرور مفتی لاہوری : خزینۃ الاصفیاء ص ۱۸۶ ۔ ۱۸۷ (۱۲۸۴ھ) ۔ ۳ رحمٰن علی : تذکرہ علمائے ہند ص ۳۵۷ ۔ ۴ فقیر محمد جہلمی : حدائق الحنفیہ ص ۴۵۷ ۔ ۵ عبدالحی حسنی ، نزہۃ الخواطر : ۶/۱۹۶ ۔ ۶ محمد شفیع ڈاکٹر مرحوم : اولیائے قصور ص ۱۹۷ (فٹ نوٹ) اور صوفی محمد اکبر علی : سلیم التواریخ ص ۳۰۷ ۔ ۷ اردو دائرہ معارف

Marfat.com

اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) لاہور، جلد ۴/ ۲ ص ۳۰۵ آرٹیکل: اقبال مجددی۔ ۸؎ نور محمد چشتی: تحقیقات چشتی ص ۱۹۶۔ ۹؎ مولوی محمد جہانگیر: آپ حضرت شاہ عنایت قادریؒ کی اولاد سے ہیں اور سلسلہ چشتیہ میں حضرت میاں علی محمد خانؒ صاحب (بسی شریف والوں) کے مرید تھے۔ اونچی مسجد (بھاٹی دروازہ) لاہور میں اکثر تشریف لاتے تھے اور محفل ذکرواذکار میں میاں صاحب شمولیت فرماتے تھے۔

باب ۔ ۷

۱؎ سراج دین قادری شطاری: طریق الاصفیاء ص ۳۰۔ ۲؎ ایضاً ص ۸۔ ۳؎ ایضاً ص ۴۔
۴؎ ماخذ ملفوظ المخدوم (جلال الدینؒ جہانیاں) الدرر المنظوم فی ملفوظ المخدوم (ملتان)۔
۵؎ سراج دین قادری شطاری: طریق الاصفیاء ص ۷۶۔ ۷۷۔ ۶؎ ایضاً ص ۸۲۔
۷؎ نافع السالکین: ارشادات وملفوظات حضرت خواجہ سلیمان تونسویؒ۔ ۸؎ چارلس فریڈرک سبورن: بلھے شاہ، (لاہور ۱۹۰۵ء) ص ۲۔ ۹؎ مولا بخش کشتہ: (پنجابی شاعراں دا تذکرہ) (مطبوعہ لاہور) ص ۱۰۴
۱۰؎ عبدالغفور قریشی: پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ ص ۱۲۴۔ ۱۱؎ کلام بلھے شاہؒ: اللہ والوں کی دوکان کشمیری بازار لاہور۔ ۱۲؎ ایضاً۔ ۱۳؎ خواجہ حافظ غلام مرتضیٰؒ۔ آپ اپنے والد (خواجہ عبدالملکؒ) کی طرح ظاہری اور باطنی علوم سے پوری طرح متصف تھے۔ آپ کے والد مرحوم نے درس وتدریس کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اسے آپ نے غایت درجہ کمال تک پہنچا دیا۔ آپ زبردست عالم دین، حافظ قرآن، جید فقیہ اور عظیم محدث تھے۔ آپ کو منطق، فلسفہ، اسماء الرجال، صرف ونحو، شعروادب غرض کہ تمام علوم متداولہ پر کمال عبور حاصل تھا، آپ کے درس کی اس قدر شہرت تھی کہ برصغیر کے کونے کونے سے تشنگان علم کی ایک بڑی تعداد قصور میں آتی اور فیض یاب ہوتی تھی اور اسلام کی تبلیغ واشاعت کے جذبے سے اپنے سینے کو روشن کر کے واپس جاتے۔

پنجاب کا کیٹس KEATS اور ہیر رانجھا کا خالق پیر وارث شاہؒ مشہور صوفی شاعر حضرت سید بلھے شاہؒ ایسی نامور ہستیاں تھیں جنھوں نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے۔ آپ نے اپنی نگرانی میں دونوں کی تعلیم وتربیت کا اہتمام کیا، یہ دونوں شاگرد آج بھی آسمان شہرت پر درخشندہ وتابندہ ستاروں کی مانند چمک رہے ہیں۔ آپ شریعت کے معمولات پر بڑی سختی سے عمل کرتے تھے۔ خلاف شریعت کوئی فعل بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ سرزمین قصور میں اس وقت احکام شریعت کی جو بے حرمتی ہو رہی تھی اسے برداشت نہ کرتے ہوئے ترک وطن ہوئے اور ہجرت کر کے پشاور چلے گئے۔ وہاں ہی قیام کیا، وہاں ہی وفات پائی عرصہ سات آٹھ سال کے بعد آپ کے جسد مبارک کو قصور میں لا کر دفن کیا گیا۔ ۱۴؎ اردو دائرہ معارف

Marfat.com

اسلامیہ (پنجاب یونی ورسٹی) لاہور جلد ۴ ص ۶۵۰۔ سے ۱۵ بشیر احمد شاہ: انوار محی الدین ص ۱۴ غلام سرور مفتی لاہوری: حدیقۃ الاولیاء ص ۱۴۲؛ ملفوظات شریف حضرت شاہ غلام علیؒ ص ۱۳۱۔ سے ۱۶ شیخ محمد فاضل بٹالویؒ۔ آپ کے والد محترم کا نام عنایت اللہ تھا۔ آپ نے عربی اور فارسی کی تحصیل مولوی عبدالحکیم سیالکوٹیؒ کے نواسہ ابوالحسن فتح محمد اور میاں محمد غوث لاہوریؒ سے کی ہے۔ علم و فضل کی وجہ سے بڑی شہرت حاصل کی۔ مختلف مقامات کی سیر و سیاحت کے بعد آپ بٹالہ میں تشریف لائے اور وہیں اقامت گزینی کر لی۔ آپ سلسلہ فاضلیہ کے بانی ہیں اور شیخ محمد افضل کلانوریؒ کے مرید تھے، جو حضرت ابو محمد لاہوریؒ کے خلیفہ تھے۔ شیخ محمد افضل کلانوریؒ نے ۱۰۹۲ھ مطابق ۱۶۸۱ء میں وفات پائی اور اپنے پیر و مرشد کے پہلو میں دفن ہوئے۔

شیخ محمد فاضل بٹالویؒ نے ۱۴ ماہ ذی الحجہ ۱۱۵۱ھ مطابق ۱۷۳۸ء وٹالہ میں وفات پائی اور وہاں ہی دفن ہوئے۔ آپ کی عمر ۱۳ سال تھی اور محمد شاہ بادشاہ دہلی کا عہد تھا۔

مذکورہ روایت دربار بلھے شاہؒ اور دربار فاضلیہ کے گدی نشینان بیان کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

سے ۱۷ محمد علی فارق: انگریز، سرسکندر اور خاکسار تحریک ص ۱۷؛ اولاد حضرت شاہ عنایت قادریؒ بھی اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ سے ۱۸ کلام بلھے شاہؒ؛ ناشرین پیکجز لمیٹڈ لاہور پاکستان ص ۱۹۔ سے ۱۹ کلام بلھے شاہؒ، ناشرین پیکجز لمیٹڈ پاکستان ص ۱۹۔

باب ۔ ۸

سے ۱ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ۔ حضرت محمد سلیمان تونسویؒ تیرھویں صدی ہجری کے چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے عظیم الشان اور ہر دل عزیز بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کی ذات گرامی سے لاکھوں انسانوں نے روحانی اور باطنی فیض حاصل کیا۔ اور متواتر ساٹھ سال تک مسند ارشاد پر بیٹھ کر تعلیم و تلقین کا جو ہنگامہ برپا کیا، اس کے اثر سے ہندوستان کا کونہ کونہ نور اسلام سے منور ہو گیا۔ آپ ۱۱۸۳ھ/۱۷۶۹ء میں کوہستان گڑگوجی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی زکریا تھا۔ جو کہ افغانوں کے جعفر قبیلہ کے سردار تھے۔ صاحب علم و فضل تھے۔ اپنے صاحبزادے کی رسمی تعلیم کا اہتمام کیا۔ جب فارغ التحصیل ہوئے تو باطنی تعلیم کی طرف توجہ دی۔ آپ سلسلہ طریقت میں خواجہ نور محمد مہارویؒ سے بیعت ہوئے یہ بیعت حضرت سید جلال الدین بخاریؒ کے مزار کے سرہانے لی گئی۔ آپ نے ایک دارالعلوم قائم کیا۔ سینکڑوں علماء روحانی فیض حاصل کر کے اسلامی دنیا میں پھیل گئے اور اشاعت دین کی تبلیغ کرتے رہے۔ ۷ صفر ۱۲۶۷ھ کو وفات پائی۔ نواب بہاول پور نے ایک لاکھ روپیہ کے صرفہ سے سنگ مرمر کا عالی شان روضہ تونسہ شریف (ڈی۔جی۔خان) میں تیار کرایا۔ سے ۲ نافع السالکین ارشادات و ملفوظات حضرت خواجہ محمد سلیمان

تونسوی ص ۳۳۴، اردو ترجمہ فارسی۔

باب۔ ۹

۱۔ غلام سرور لاہوری: خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص ۲۰۸۔ ۲۔ اوسبورن: بُلھے شاہ انگریزی ص ۲
۳۔ ڈاکٹر لاجونتی رام کرشنا: پنجابی صوفی پوئیٹس ص ۱۰۴ (پنجابی ترجمہ) ۴۔ عبدالغفور قریشی "پنجابی زبان دا ادب" ص ۱۲۷۔ ۵۔ مولا بخش کشتہ: پنجابی شاعراں دا تذکرہ ص ۱۰۲۔ ۶۔ محمد شفیع ڈاکٹر مرحوم: اولیائے قصور ص ۱۹۹۔ ۷۔ غلام سرور لاہوری مفتی: خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص ۱۹۶
۸۔ صوفی اکبر علی: سلیم التواریخ ص ۳۸۲۔۳۸۳: بُلھے شاہ اسبورن ص ۳۔ ۹۔ نافع السالکین (فارسی) ص ۸۸، اردو ترجمہ ص ۲۰۹۔

باب۔ ۱۰

۱۔ غلام سرور مفتی لاہوری: خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص ۱۸۸۔۱۸۹، محمد انور علی رہتکی قانون عشق ص ۳۲۸۔ اوراد غوثیہ از شاہ محمد غوث گوالیاری بحوالہ شجرہ سلاسل شاہ محمد غوث گوالیاری از پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ص ۱۵۶۔۱۵۷، صوفی محمد اکبر علی سلیم التواریخ ص ۳۷۲
۲۔ صوفی اکبر علی: سلیم التواریخ ص ۳۷۲۔۳۷۳، اوراد غوثیہ از شاہ محمد غوث گوالیاری بحوالہ شجرہ سلاسل: شاہ محمد غوث گوالیاری از پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ۱۵۶۔۱۵۷

کتابیات

اس تذکرہ کی تدوین و تالیف میں درج ذیل کتب کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے :-

غلام سرور لاہوری مفتی : خزینۃ الاصفیا حصہ
۱ اوّل و دوم
غلام سرور لاہوری مفتی : حدیقۃ الاولیاء
۲ اعجاز الحق قدوسی : تذکرہ صوفیائے سندھ
۳ مطبوعہ کراچی -(۱۹۵۹ء/۱۳۷۹ھ)
اعجاز الحق قدوسی : تذکرہ صوفیائے پنجاب
۴ مطبوعہ کراچی (مئی ۱۹۶۲ء)
محمد مطیع الحق راشد : برہان پور کے سندھی اولیاء
۵ مطبوعہ کراچی۔
امام بخش بن پیر بخش : حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار
۶ مطبوعہ خضر منزل ملتان۔
دارا شکوہ شہزادہ : سفینۃ الاولیاء (اردو) ترجمہ
۷ محمد علی لطفی مطبوعہ کراچی (۱۹۵۹ء/۱۳۷۹ھ)
رحمان علی مولانا : تذکرہ علمائے ہند (اردو) ترجمہ
۸ محمد ایوب قادری مطبوعہ کراچی (۱۹۶۱ء/۱۳۸۱ھ)
عبدالحق محدث دہلوی شیخ : اخبار الاخیار مطبوعہ
۹ کراچی۔
عبدالقادر بدایونی ملا : منتخب التواریخ (اردو)
۱۰ ترجمہ محمود احمد فاروقی مطبوعہ لاہور (۱۹۶۲ء/ ۱۳۸۲ھ)

۱۱ فقیر محمد جہلمی : حدائق الحنفیہ (اردو) مطبوعہ لاہور۔
۱۲ محمد اکرام شیخ : رود کوثر (اردو) مطبوعہ لاہور (۱۹۵۸ء/ ۱۳۷۸ھ)
۱۳ محمد غوث مولانا گلزار ابرار (اردو)
۱۴ محمد قاسم فرشتہ : تاریخ (اردو) مطبوعہ لاہور
15 T.W. BEALE: ORIENTAL BIOGRAPHICAL DICTIONARY CALCUTTA 1881
۱۶ مسعود حسن شہاب : خطۂ پاک اوچ شریف
۱۷ نور احمد چشتی : تحقیقاتِ چشتی (لاہور)
۱۸ مفتی علی الدین عبرت نامہ جلد اول و دوم
۱۹ عبداللہ خویشگی : معارج الولایت (قلمی نسخہ)
۲۰ سجان رائے : خلاصۃ التواریخ (۱۱۰۷ھ)
۲۱ کنہیا لال رائے بہادر : تاریخ لاہور
۲۲ کنہیا لال رائے بہادر : تاریخ پنجاب
۲۳ محمد فوق : تذکرہ علماء و مشائخ لاہور ۱۹۲۰ء
۲۴ محمد طفیل مدیر : نقوش لاہور نمبر فروری ۱۹۶۲ء
۲۵ محمد لطیف ملک : اولیائے لاہور (لاہور)
۲۶ محمد وارث کامل : تذکرہ اولیائے لاہور
۲۷ غلام دستگیر نامی پیر : بزرگانِ لاہور
۲۸ صمصام الدولہ شاہ نواز : ماثر الامراء حصہ

اوّل، دوم، سوم اردو ترجمہ از محمد ایوب قادری

۲۹۔ مفتی تاج دین بن مفتی امام الدین: حالات ضلع لاہور (قدیم)

۳۰۔ انوار اصفیاء (شیخ غلام علی کتب فروش لاہور)

۳۱۔ حفیظ الرحمٰن مولوی: تاریخ اوچ۔

۳۲۔ ڈاکٹر لاجونتی: پنجابی صوفی پوئٹس (انگریزی)

۳۳۔ عبد المجید بھٹی: کافیاں بلھے شاہ (مطبوعہ اسلام آباد)

۳۴۔ شاہ عنایت: کفایۃ الحواشی کتاب خانہ دانش گاہ پنجاب لاہور نمبر ۱۰۴۴/۶

۳۵۔ عبد الحی حسنی: نزہۃ الخواطر جلد ششم

۳۶۔ سراج الدین مولوی: طریق الاصفیا (خاندانی شجرہ نسب حضرت شاہ عنایت قادری)

۳۷۔ اقبال فاروقی: تذکرہ علمائے اہلِ سنت و جماعت لاہور (۱۹۷۵ء)

۳۸۔ عبد اللطیف لاہوری سید: ہسٹری آف لاہور (انگریزی)

۳۹۔ چارلس فریڈرک اسبورن: بلھے شاہ انگریزی (لاہور ۱۹۰۵ء)

۴۰۔ حافظ انور علی رہتکی: قانونِ عشق علمائے پنجاب

۴۱۔ موہن سنگھ دیوانہ: ہسٹری آف پنجابی لٹریچر (انگریزی)

۴۲۔ جناب محمد شفیع ڈاکٹر مرحوم: اولیائے قصور مطبوعہ لاہور (۱۹۷۲ء)

۴۳۔ شجاع الدین: اسرار صمدی (ادارہ تحقیقات پاکستان لاہور (۱۹۶۵ء)

۴۴۔ محمد حسین للہی صاحب زادہ: ترجمہ نافع السالکین ارشادات اور ملفوظات حضرت خواجہ سلیمان تونسوی (فارسی اصل نسخہ)

۴۵۔ مولا بخش کشتہ: پنجابی شاعراں دا تذکرہ (لاہور ۱۹۶۰ء)

۴۶۔ عبد الغفور قریشی: پنجابی زبان دا ادب تے تاریخ مطبوعہ (لاہور ۱۹۵۶ء)

۴۷۔ اسبورن، ڈاکٹر لاجونتی: اے آر لوتھر بلھے شاہ (انگریزی) ناشر مبارک علی لوہاری دروازہ لاہور (۱۹۸۲ء)

۴۸۔ محمد جہانگیر مولوی اولاد حضرت شاہ عنایت قادری: سوانح حیات بلھے شاہ (مطبوعہ لاہور)

۴۹۔ شبیر احمد سید: انوار محی الدین مطبوعہ لائل پور (۱۹۶۶ء)

۵۰۔ جناب محمد شفیع ڈاکٹر مرحوم: مقالہ اسلامک کلچر جولائی ۱۹۲۹ء

Marfat.com

۵۱۔ اورینٹیل کالج میگزین ماہ نومبر ۱۹۴۳ء
۵۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) لاہور جلد ۴ و جلد ۱۴/۲
۵۳۔ کلام بلھے شاہؒ ناشرین پیکجز لمیٹڈ لاہور (پاکستان)
۵۴۔ محمد اکبر علی صوفی: سلیم التواریخ۔
۵۵۔ جناب محمد مسعود پروفیسر: شاہ محمد غوث گوالیاری مطبوعہ سندھ حیدر آباد (۱۹۶۴ء/۱۳۸۴ھ)
۵۶۔ غلام علی آزاد بلگرامی: ماثر الکرام
۵۷۔ ملفوظات المخدوم (جلال الدین جہانیاں)
۵۸۔ محمد علی فارق: انگریز/سر سکندر اور خاکسار تحریک۔
۵۹۔ نجم حسین سید: پنجابی شاعری کے اسلوب
۶۰۔ فقیر محمد فقیر: کلیات بلھے شاہؒ مطبوعہ پنجابی ادبی اکیڈمی لاہور۔ (۱۹۶۰ء)
۶۱۔ محمد شفیع ڈاکٹر مرحوم میر بھلی شاہ قادری شطاری، قصوری در ضمیمہ اورینٹیل کالج میگزین مئی ۱۹۳۹ء۔
۶۲۔ عبدالرحمٰن چشتی صابری: مراۃ الاسرار اردو ترجمہ (لاہور ۱۹۸۳ء)
۶۳۔ کمال الدین محمد احسان: روضۃ القیومیہ رکن اول
۶۴۔ جناب خلیق احمد نظامی پروفیسر: "تاریخ مشائخ چشت۔
۶۵۔ احمد اختر مرزا دہلوی: تذکرۃ الفقراء۔
۶۶۔ علامہ نور بخش توکلی: تذکرہ مشائخ نقشبندیہ۔
۶۷۔ عبداللطیف لاہوری سید: تاریخ پنجاب (بزبان انگریزی)۔
۶۸۔ محمد ذکاء اللہ دہلوی: تاریخ ہندوستان۔
۶۹۔ محمد بوٹا: تاریخ پنجاب۔ (قلمی نسخہ)
۷۰۔ محمد سعید احمد: مارہروی: آثار خیر مکتبہ صابریہ شیش محل روڈ لاہور۔
۷۱۔ محمد اقبال مجددی: ملفوظات شریفہ حضرت شاہ غلام علی صاحبؒ۔
۷۲۔ گنڈا سنگھ: احمد شاہ درانی۔ (انگریزی)
۷۳۔ جھکدے پھل از ڈاکٹر فقیر محمد فقیر (بلھے شاہؒ)
۷۴۔ ابوالفضل: آئین اکبری جلد اوّل
۷۵۔ تزک بابری (فارسی)
۷۶۔ تزک جہانگیری (فارسی)
۷۷۔ محمد اسمٰعیل شطاری میر تھی صفات الصفوۃ
۷۸۔ رسالہ معارف اعظم گڑھ ماہ فروری ۱۹۲۲ء

7-37 ... 21-2-1984 Form 22

تالیفات

- تذکرہ خواجہ خواجگان حضرت سید خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشاںؒ
- تذکرہ حضرت شاہ بلاولؒ قادریؒ
- تذکرہ حضرت امام سیدنا علی الحقؒ (سیالکوٹی)
- لاہور کے دو قدیم صوفی (تذکرہ حضرت سید اسحاق گازرونی المعروف بہ حضرت میراںؒ بادشاہ (مرقد مسجد وزیر خاں لاہور)، تذکرہ سید صوف لاہوریؒ
- میر کارواں: تذکرہ حضرت خواجہ محمود بنوئی چشتیؒ
- تذکرہ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلویؒ
- خواجگانِ چشت کا روشن چراغ - تذکرہ حضرت حاجی لعل محمد دہلویؒ چشتی نظامی فخری
- محبوب خلیفہ حضرت شاہ فخر جہاں دہلویؒ
- تذکرہ حضرت فرید العصر میاں علی محمد خاں چشتی نظامیؒ
- تذکرہ مولانا عبداللہ لطوری میرپور آزاد کشمیر - وغیرہ وغیرہ

چند آرائ

مشائخ وصوفیاء اور بزرگانِ دین کے کارنامے ہماری تاریخ کا درخشاں باب ہیں لیکن ان کی طرف مناسب توجہ نہیں دی گئی جسکے باعث مشائخ وصوفیاء اور اکابرین کے حالات اور خدمات پوری طرح عوام کے سامنے نہیں آسکے اس کمی کو دور کرنے کیلئے میاں اخلاق احمد نے قلم اٹھایا ہے وہ بڑی محنت، لگن اور تحقیق سے اولیائے کرام کے حالات پیش کررہے ہیں۔ یقیناً یہ سلسلہ پسند کیا جائیگا اور میاں اخلاق احمد کی زیادہ سے زیادہ حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ حضرت سید اسحاق گازرونی المعروف بہ حضرت میراںؒ بادشاہ بڑے معروف بزرگ ہیں جو اپنے روحانی فیوض و برکات، دینی خدمات، علم وخلیق، زہد و تقویٰ میں شہرت رکھتے تھے۔ حضرتؒ صوفیؒ علم ظاہر و باطن میں یکتائے روزگار اور عارفِ کامل تھے۔ انکی ذات میں جمالی و جلالی کے دونوں پہلو تھے۔ آپ سے عوام نے خوب فیض حاصل کیا ان دونوں اولیائے کرام کی علمی و روحانی تعلیمات ہمارے لئے چراغ ہدایت ہیں۔ میاں اخلاق احمد قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے مستند ذرائع اور ماخذات سے استفادہ کرتے ہوئے اکابرین کے حالات پیش کرنے کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے (چنگاری ہفت روزہ لاہور ۹ تا ۱۵ مارچ ۱۹۸۳ء)

Marfat.com

TAZKIRA MUHAMMAD
INAYAT ULLAH QADRI
IKHLAQ AHMAD.

Marfat.com